



Shalamar
Medical & Dental College

ایگزون

ساتواں شماره
2021



FTZ



أَقْرَبُكُمْ إِلَيَّ

اداریہ

اللہ نے انسان کو بہت سی خوبیاں عطا کیں لیکن جو خوبی اسے دوسری مخلوقات سے برتر بنا دیتی ہے وہ اپنے جذبات، احساسات، خیالات کا اظہار ہے انسان اپنے اندر کی کیفیت کسی سے بھی اپنے مخصوص انداز میں بیان کر سکتا ہے کوئی شعر و سخن کا سہارا لے کر کوئی مضامین، افسانے اور ناول لکھ کر دوسروں کو خیالوں کی دنیا کا سفر کروا دیتے ہیں اور ان سب کا مجموعہ کتابوں یا رسالوں کی شکل اختیار کرتا ہے۔

’ایگزون‘ بھی خیالات اور تصورات سے بھرپور مجموعہ ہے جس میں شالا مارمیڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج سے جڑے افراد جن میں طلباء، عزیز تر اساتذہ اور ادارے کے محنتی ملازمین اپنے خیالات کو لفظوں میں سمو کر ہمیں پہنچاتے ہیں اور ہم انہیں بھاری ذمہ داری کے ساتھ ان کی اصل روح برقرار رکھتے ہوئے قارئین تک پہنچاتے ہیں۔

میں نے ایگزون ادارتی بورڈ میں بطور اسٹنٹ ایڈیٹر اردو کے شمولیت اختیار کی۔ اس پورے سال میں اپنے سینئر جن میں ڈاکٹر فائق، ڈاکٹر احسن سے بہت کچھ سیکھا کہ کیا چیز کتنی اہم ہے کس چیز کو کتنے صفحے دے کر قارئین تک پہنچانا ہے اس سال کا شمارہ تمام پڑھنے والوں کی امیدوں پر پورا اترتا تھا اور اس نے پچھلے شماروں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا پھر اگلے سال مجھے بطور اردو ایڈیٹر جن لیا گیا۔ اب عہدے کے ساتھ میری ذمہ داری بھی بڑھ چکی تھی لیکن میں اپنے تمام تر بورڈ کا شکر گزار ہوں جو اس اہم وقت میں میرے ساتھی بنے رہے جن میں سرفہرست سعد صلاح الدین، عاشر سلیم، ماہنور اور نمرہ شامل ہیں۔ اس سال کے سفر کا آغاز اسی سوچ سے کیا کہ کس طرح اس شمارے کو پہلے کی نسبت زیادہ بہتر اور مختلف بنا سکتے ہیں۔ بس سب اس جستجو میں لگ گئے اور یوں بہتری کے سفر کا آغاز ہوا۔

ادارتی بورڈ نے پوری کوششیں کی ہیں کہ آپ کو ایک بہترین کالج میگزین پیش کریں۔ بے شک بہتری کی گنجائش ہر وقت موجود رہتی ہے اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ اسے پڑھیں اور ہمیں اپنی قیمتی آراء سے آگاہ ضرور کریں تاکہ آئندہ شماروں میں بہتری آسکے اور آخر میں میں ان سب لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنے مصروف اوقات میں سے کالج ایگزون کے لئے وقت نکالا اور آخر میں یہی کہنا چاہوں گا۔

میں فقط خاک ہوں مگر محمد ﷺ سے ہے نسبت میری

یہ ایک رشتہ ہے جو میری اوقات بدل دیتا ہے

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

محمد اسامہ ریاض (اردو ایڈیٹر)

اُردو بورڈ

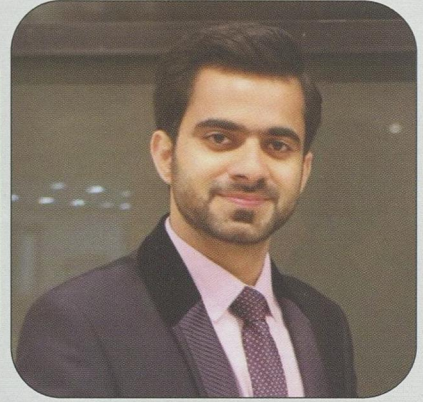


محمد اسامہ ریاض (ایڈیٹر)

تم زمین والوں کے لیے آسانیاں پیدا کرتے رہو آسمان والا تمہارے راستے آسان کرتا رہے گا
اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ درحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کر گزرتا ہے۔

عاشر سلیم (اسٹنٹ ایڈیٹر)

اب تو محبت بھی مہنگے داموں خریدی جائے گی
یہاں ضمیر بکتے ہیں رشتوں کی تجارت میں
(عاشر سلیم)



ماہ نور رحمن (سب ایڈیٹر)

ایک چپ، سو سکھ!



نمرہ اشرف (سب ایڈیٹر)

اپنی سوچ کو بدل لئے، آپ کی دنیا بدل جائے گی۔



فہرست

2 حمد
3 نعت

4 صراط المستقیم

5 زرہ عشق نبی ﷺ از حق طلب
7 صراط المستقیم
9 صراط المستقیم

10 نقش خیال

11 نقش خیال
13 نقش خیال
14 نقش خیال

17 افسانہ

18 مسواک
19 کہانی کی تلاش میں
21 کسبل

22 شعرو سخن

32 انٹرویوز

38 لاہور لاہور اے

43 پس پردہ

45 طنز و مزاح



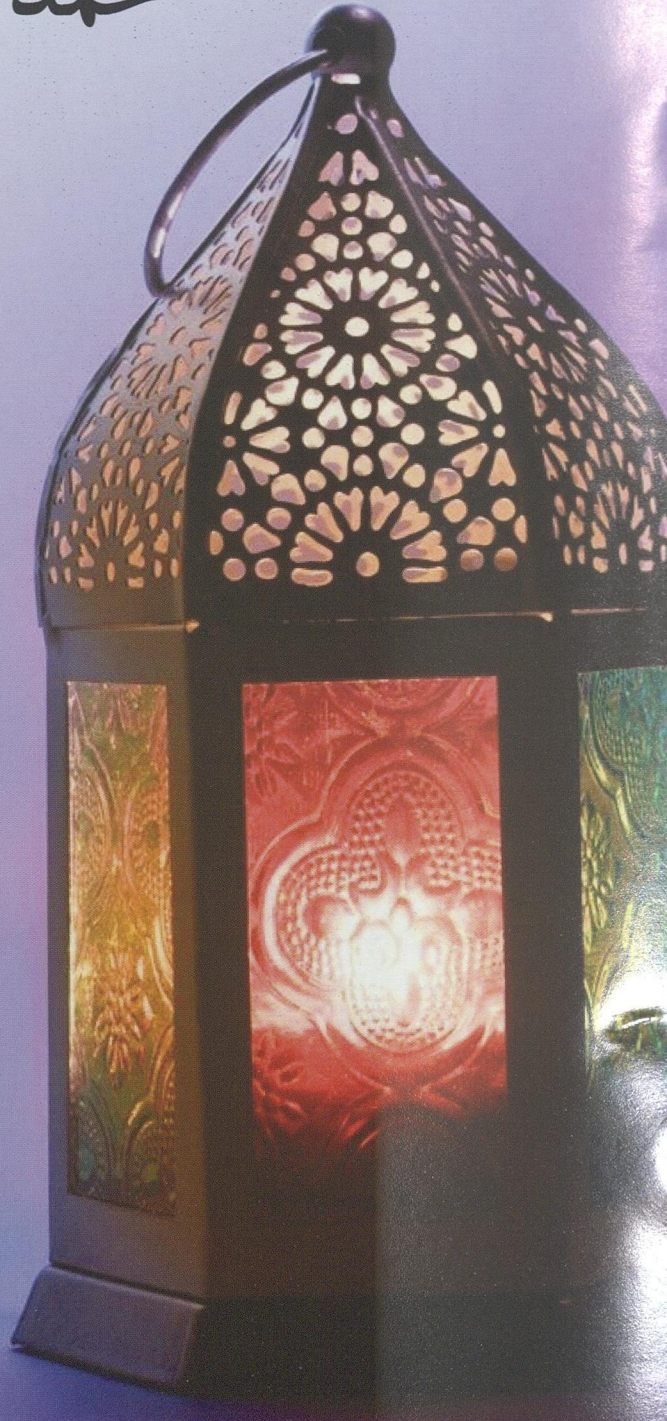
حد باری تعالیٰ

التجا

عظیم سوچ کے اس لشکر کو ٹھکانہ عطا کر
میری ولولہ انگیز جوانی کو زمانہ عطا کر
میرا دل بے چینوں کی آجگاہ
اسے زکر سے اپنے بہلانا عطا کر
تیرا حق جو آگے پہنچا سکے
انداز ایسا والہانہ عطا کر
ہم کوہ طور پہ بیٹھے ہیں
ملاقات کا کوئی بہانہ عطا کر
دنیا بھی جس پہ رشک کر اٹھے
میری شمع کو ایسا پروانہ عطا کر



سید محمد عظیم (قہرڈائیز)



نعت رسول مقبول ﷺ

سرورے کوئین لکھوں رہنما لکھوں
کیا میری اوقات میں مدح و سرا لکھوں
روتا رہوں میں آپ کے قدموں میں پیٹھ کمر
قسمت میں اپنی ہر وقت میں یہ سماں لکھوں
ہٹکے ہوں کی راہ کا تارہ حضور ﷺ ہیں
ساتباں لکھوں یا انھیں نا خدا لکھوں
جنت جہاں کی رونقیں ہیں انکے وجود سے
لحے زمانے یا انھے کون و مکاں لکھوں
ذره عشق مصطفیٰ ﷺ کر دے عطاء خدا
ہر وقت پھر آپ کی حمد و ثنا لکھوں



محمد اسامہ ریاض (فورتھہ امیر)



مغرب میں یہ جہیز کے نام سے جانے جاتے ہیں یہ
اپنے کیمیا اور دھات کاری کے با اثر کام کی وجہ سے
عرب کیمیا کے بانی مانے جاتے ہیں۔

زرہ عشق نبی ﷺ از حق طلب

اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ، "اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے

اس آیت میں اللہ نے اپنی محبت کا رستہ واضح کر دیا وہ حضور ﷺ کی پیروی ہے اور تب تک ہم انکی پیروی نہیں کر سکتے جب تک ہم حضور ﷺ سے محبت نہیں کر سکتے۔

اس لیے علامہ اقبال نے فرمایا

زرہ عشق نبی ﷺ از حق طلب

کہ اگر زندگی میں کسی نے کوئی چیز طلب کرتی ہے تو وہ حضور ﷺ کے عشق کا ایک زرہ مانگے اور جسکو مل گیا تو کوئی حضرت مولا علی بن گیا تو کوئی صدیق اکبر بن گیا۔ تو حضرت خالد بن ولید بن گیا تو کوئی حضرت عمر بن گئے اسی عشق کا فیض تھا کوئی دنیا کہ سب سے

شروع کر دی کسی نے ہوا کی تو کسی نے جانوروں کو خدا مان لیا ہر کوئی اپنی شعور کے مطابق اپنی منزل کا تعین خود کرتا لیکن بحیثیت مسلمان ہمارے لیے یہ کام بہت آسان کر دیا گیا ہے۔ ہمیں ایک مرکز بتا دیا گیا اور عشاق اس مرکز کے ارد گرد عشق کے مدار میں رہتے اور اور وہ مرکز عشق ہی خدا تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا اور اس مدار میں دنیاوی خداؤں کی طرف تصور بھی نہیں جاتا۔ اس مرکز عشق کو سرور کائنات وجہ وجود کائنات حضرت محمد ﷺ کہ نام سے پہچانا جاتا ہے اور ان سے محبت ہی خدا تک پہنچنے کا واحد ذریعہ ہے بلکہ خدا خود فرماتے ہیں کہ اگر آپ چاہتے ہو کہ مجھ سے محبت کرنا تو آپ ﷺ سے محبت کرو۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحكم الله ويغفر لكم "

ذنوبکم و اللہ غفور رحیم



محمد سامر ریاض (فورتھ ایئر)

حضرت انسان چاہے جس بھی دور میں ہو چاہے جس بھی قوم سے ہو جس چاہے جس بھی مذہب سے ہو وہ ایک چیز کا متلاشی ضرور رہا ہے کہ وہ اس ذات کو پہچانے اور اس ذات تک پہنچے جس نے اس کو پیدا کیا۔ لہذا ہر ایک نے اپنی فہم و فراست سے اس خالق تک پہنچنے کے مختلف راستے نکالے کسی نے سورج کی پوجا



عادل حکمران تو کوئی دنیا کہ سب سے کامیاب سپہ سالار
بن گئے

علامہ اقبال نے ایک اور جگہ فرمایا

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا اور قلم تیرے ہیں

اس شعر میں بھی اقبال حضور کے عشق کرنے کی

اہمیت ہار ہے جو بھی حضور سے عشق کرتا خدا خود اس سے

محبت شروع کر دیا بلکہ اوج قلم اس کے ہو جاتے ہیں۔

اقبال جب یورپ سے آئے تو انہوں نے فرمایا

جب کسی نے پوچھا یورپ سے آنے کے بعد آپ کیا

کریں گے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ

تاز بند این گلستاں رستہ ام

آشیاں بر شاخ طبع بستہ ام

اس کا مطلب ہے کہ حضور کے شہری طرف جو راستہ

جاتا ہے اس پر جو درخت ہے اس کی شاخ پر آشیانہ بنا کر

بیٹھ جاؤں گا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے انکا حضور ﷺ

کس حد تک عشق تھا۔ دنیا میں کامیابی اور خدا تک جانے

کا ایک ہی رستہ ہے جو حضور کی ذات سے ہوا جاتا ہے

اس لیے ہمیں ان سے عشق کا بھرپور اظہار کرنا چاہیے جو

ان کی تعلیمات کی پیروی کر کے ہو سکتا ہے۔ اللہ ہم سب

کو حضور ﷺ کا سچا عاشق بننے کی توفیق عطا کرے۔ آمین



صراط المستقیم

طلب کرتا ہے ان میں سب سے بڑی مدد یہ ہے کہ اے رب کریم، صراط مستقیم کی طرف ہماری ہدایت فرما۔ ”اپنے سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی فرما۔ صراط مستقیم کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید میں ۲۳ مرتبہ اس کا ذکر ہے۔ یہی صراط مستقیم اللہ کی جانب لے کر جاتا ہے۔

انسان کے پاس تین راستے ہوتے ہیں، حد سے گزر جانا، حد سے اتر جانا، حد پہ رہنا۔ اسی حد پہ رہنے کو صراط مستقیم کہتے ہیں۔

اس وقت میں کشمیر کے علاقے کیرن میں بیٹھا، کھڑکی سے پاؤں لگائے لکھ رہا ہوں۔۔۔ میرے سامنے ٹھٹھیں مارتا دریا ئے نیلم ہے اور اُسکے دوسرے پار ہندوستان بیاباں ہر طرف بلند و بالا پہاڑ۔۔۔ اس دریا کو دیکھ کر کس کا دل نہیں دہلتا ہوگا؟ کون اس کی طاقت پر انگلی اٹھا سکتا ہے؟ کون اس کی انتہائی تیز رفتاری سے بہتے پانی میں رخسار ڈال سکتا ہے؟ بے شک کوئی بھی نہیں، مگر خدا

طاقتور کھنے والی چیزوں کی ہی عبادت شروع کر دی۔ اور اُس خالق حقیقی کو ہی بھول گئے جس کے ایک اشارے پر یہ سب تخلیق معرض وجود میں آئی!!

ایک مسلمان اپنی ہر نماز میں دعا کرتا ہے کہ:
إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (الفاتحہ آیت 5)
ہمیں سیدھی راہ دکھا۔

اللہ تعالیٰ کسی بھی عبادت کا محتاج نہیں ہے۔ وہ تمام عالم کا خالق، رازق، ہر لحاظ سے اور ہر حال میں سب سے بے نیاز ہے۔ اسے کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ کسی کا تسبیح کرنا اسے کوہ فائدہ پہنچاتا ہے نہ کسی کا اس کے سامنے اپنے سر کو جھکانا اس کی کبریائی میں کوہ فرق پیدا کرتا ہے۔ پھر بھی اس نے اپنے چاہنے والوں کو اپنی عبادت کی طرف دعوت دی ہے۔ یہ نماز کا ادا کرنا نہ صرف خدا کا شکر یہ ادا کرنا ہے بلکہ اس وعدہ کا دہرانا بھی ہے کہ ”ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد کے طلبگار ہیں“ مومن جو بھی مدد خدا سے



علی اعوان (تھرڈ ایئر)

خداوند کریم نے اس دنیا کی تخلیق کے بعد اس میں انسان کو خلق کیا۔ انسان کو سوچنے اور غور و فکر کی صلاحیت عطا کی۔ لیکن تمام انسانوں کو صراط مستقیم سے محروم رکھا، تاکہ انسان اپنے دماغ کو استعمال کرتے ہوئے اس کی جستجو میں رہے۔ اللہ نے ہر نعمت سے اس دنیا کو لیس کیا تاکہ اس میں بسنے والے اس سے نصیحت حاصل کر سکیں، مگر انسان نے اس کے برعکس اس میں موجود

تعالیٰ کے!! یہی وجہ تھی کہ اس کی طاقت کو دیکھ کر انسان نے اسے پوجنا شروع کر دیا، یقیناً جس نے اس سے طاقتور چیز نہ دیکھی ہو اس کے لیے یہی طاقت انتہائی طاقت ہے۔ اور کون ہے جو اس سے انکار کر سکتا ہے؟ چنانچہ میں یہ اخذ کرتا ہوں کہ جسے اللہ کی طرف سے ہدایت نہ بخشی گئی ہو، جسے خدا کا علم نہ ہو، وہ کیسے اس طاقت سے لبریز پانی کی پوچا نہیں کرے گا؟

ان پہاڑوں پر نظر دوڑاؤ گے تو ان کے قد و قامت اور اثر و رسوخ کی مثال نہیں ملتی۔ اس کی طاقت کے سامنے سب ماند پڑ جاتا ہے۔ اگرچہ انسان آج کی تاریخ میں سب سے بلند پہاڑ کو سر کر چکا ہے مگر اس کی طاقت کا انکاری نہ ہو سکا۔ تو جس کو رب کریم نے ہدایت سے محروم رکھا ہو وہ کیونکر ان بلند و بالا پہاڑوں کی عبادت نہ کریگا؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے کلام پاک قرآن مجید میں سورۃ حج آیت ۶۲ میں فرماتے ہیں کہ:

”کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ ان

کے دل (ایسے) ہوتے کہ ان سے سمجھ سکتے۔ اور کان (ایسے) ہوتے کہ ان سے سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں۔“

آگ ایک ایسی چیز ہے جو درختوں کو خاکستر کر دیتی ہے، تمام چیزوں کو راکھ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے! آگ وہ طاقت ہے جو بہت ہی مضبوط چیز یعنی لوہے کو بھی پگھلانے کی طاقت رکھتی ہے، تو جو اس طاقت کو دیکھتا ہو گا وہ کیسے اس کے سامنے سر بسجود نہ ہو؟ اللہ کی اس نشانی کو کمزور ایمان والوں نے معبود سمجھ لیا، اور اس کی عبادت شروع کر دی۔ جبکہ اُس خدا کو بھول گئے جس کی یہ قدرت ہے کہ وہ دہکتی آگ کو ٹھنڈی کر دیتا ہے اور اپنے خلیل جناب ابراہیم علیہ السلام کو بچا لیتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اس شخص کو ہدایت سے محروم رکھا ہوا ہے۔

صراط مستقیم آئیں خدا پرستی، دین حق اور احکام خدا

وندی کی پابندی کا نام ہے۔ سورہ انعام کی آیت ۱۶۱ میں ہے:

قُلْ إِنِّي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ دِينًا قَيِّمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (161)

کہہ دو کہ مجھے میرے پروردگار نے سیدھا رستہ دکھا دیا ہے (یعنی دین صحیح) مذہب ابراہیم کا جو ایک (خدا) ہی کی طرف کے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

چنانچہ یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صراط مستقیم صرف اُسی شخص کو ملتا ہے جو اس کی جستجو کرتا ہے اور اس کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو سیدھے راستے سے دور رکھے تو کوئی طاقت نہیں جو قدرت کے آگے ڈٹ سکے۔ لہذا اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ دنیا میں ہم ہر طرح کی گمراہی سے بچے رہیں اور آخرت میں اس کے حضور کامیاب اور نجات یافتہ شمار ہوں۔

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

"Ihdina-s-sirāta-l-mustaqīm"

"Guide us to the straight path"

(Qur'an, 1:6)

صراطِ مستقیم

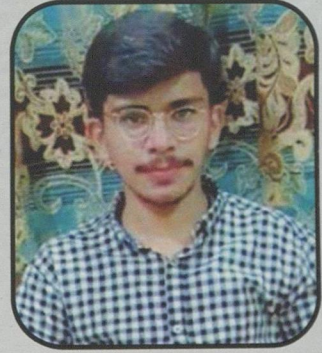
ہے کہ وہ جنتی لوگ کون ہیں؟ وہ باضمیر، باکردار، حق گو، ایماندار، موت سے بے خوف، عشقِ رسول سے منور اور اللہ کی واحدانیت کا اقرار کرنے والے ہیں اور یہ سب صفات ہی انسان کو صراطِ مستقیم پہ لاتی ہیں۔۔۔ صراطِ مستقیم پہ آنا مشکل کام ہے لیکن پھر اللہ اپنی رحمت سے چلنا آسان فرمادیتے ہیں اور بے شک دینِ اسلام میں قرآن اور سنت سے وابستگی انسان کو عظیم مراتب پر فائز کر دیتی ہے

اقبال کہتے ہیں:

کیوں بھلا دی جو تو نے اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے تجھ کو دے مارا

☆☆☆

ضمیر کو دیکھ لے، اس کی سن لے، اللہ اسے صراطِ المستقیم پہ خود بہ خود چلا دے گا..... اگر ہم غلط راستہ کا تعین کریں تو یہ ہر وہ چیز جس پہ آپ کا ضمیر ملامت کرے۔۔۔ یہ فطری عمل ہے۔۔۔ جب آپ برا کرنے لگیں تو ضمیر آپ کو روکنے کی کوشش کرتا ہے کہ جھوٹ نہ بولو، کسی کا حق مت کھاؤ وغیرہ..... میرے نزدیک جس کا ضمیر زندہ ہے وہ صراطِ مستقیم پر ہے۔ اب بات مذہب پہ آئے تو کوئی بھی دین بے راہروی نہیں سکھاتا۔ ہر دین آپ کو اخلاقیات کا درس دیتا ہے۔ لیکن جب بات دینِ اسلام پہ آئے تو اللہ قرآن کریم کی پہلی ہی سورت میں ہمیں دعا سکھاتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں ان لوگوں کی راہ پہ چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ غور کی بات یہ



عاطف دلشیں (سیکنڈ ایئر)

صراطِ المستقیم سے مراد "سیدھا راستہ" ہے۔ انسان اگر زیرِ فکر لائے تو یہ سیدھا راستہ کیا ہو سکتا ہے؟۔۔۔ میں کسی مذہب کی بات نہیں کرتا صرف اتنا کہ انسان اپنے

نقشِ خیال

اسحاق الکندی (۸۰۱-۸۷۳) ابن اسحاق



الکندی الکندس کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ عرب
فلسفی اور سائنسدان، جنہیں پہلے مسلم پیری پٹیٹیک
(Peripatetic philosophers) فلسفیوں
کے طور پر جانا جاتا ہے۔



نقشِ خیال

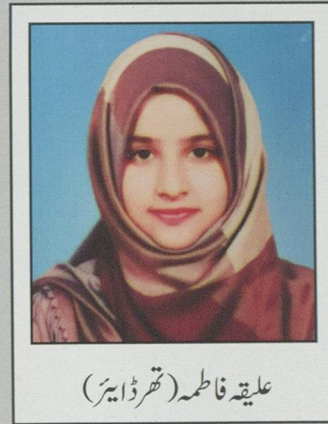
فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔۔۔ ہمارا یہی ترازو پھر کسی بھی شخص کو نقطہ کمال تک لے جاتا ہے یا پھر کسی شخص کو دل سے اتار پھینکتا ہے۔ یہی نقشِ خیال ہماری زندگی میں دخل اندازی ایسے کرتا ہے کہ اگرچہ آپ کو ایک بندہ پسند ہو یا نہ ہو، مگر اگر وہ کسی اہم عہدے پر ہو اور آپ کو اس کے قریب ہونا ہے تو آپ تمام حربے استعمال کریں گے جن میں چالپوسی، خوشامد شامل ہیں۔ اس طرح آپ ایک غلط اور من گھڑت نقشِ خیال ترتیب دیں گے جو کہ آپ کو پسند ہو یا نہ ہو اور اس دو غلے نظریے کے ذریعے آپ اس شخص کے قریب ہونا چاہیں گے۔

جوش ملیح آبادی کہتے ہیں:

نقشِ خیال دل سے مٹایا نہیں ہنوز

بے درد میں نے تجھ کو بھلایا نہیں ہنوز

پوری دنیا ہی نقشِ خیال پر قائم ہے۔ کیونکہ اگر آج آپ کا نظریہ کسی کے بارے میں درست ثابت ہو جائے تو وہ آپ کا منظورِ نظر مگر اگر آپ کا نقطہ نظر کسی کے بارے میں غلط ہو تو آپ اس سے رابطہ رکھنا بھی مناسب نہ سمجھیں گے۔



علیقہ فاطمہ (تہر ڈائیز)

ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں ہم لوگ کسی بھی شخص کا خاکہ بناتے ہیں وہ بھی اپنی مرضی، اپنی پسند، اپنی سوچ اور اپنے ذہن کے مطابق..... پھر اس خاکے میں اپنی مرضی سے رنگ بھرتے ہیں اور پھر اگلے شخص کو اسی خاکے کے مطابق توالتے ہیں، اُن کے وزن کا تعین کرتا اور ایک

نقش خیال کی اہمیت یہ ہے کہ آپ کی زندگی کے تمام تر معاملات اسی پر مبنی ہیں۔ مثلاً اگر آپ اپنی زندگی کے کچھ لحاظ کسی سے شیر کرنا چاہتے ہو تو آپ کبھی بھی ایسے شخص سے نہیں کرو گے جس کے بارے میں آپ کا ذہن ابھام رکھتا ہو بلکہ آپ اُس شخص کو ترجیح دو گے جس کے بارے میں آپ ذہنی طور پر پرسکون ہو گے۔

نقش خیال نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی طور پر بھی قدرے اہمیت کا حامل ہے۔ اسے ایسے بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ اسی نقش خیال کی بدولت ہمارے ملکوں کی داخلی اور خارجی پالیسی ترتیب دی جاتی ہے۔ اگر ہم نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کے دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات اسی نظریے پر مبنی ہوتے ہیں۔ یعنی ہمارا ملک پاکستان ایک مسلم ملک ہے، مگر اس کے کئی دوسرے مسلم ممالک کے ساتھ تعلقات انتہائی تشویش ناک ہیں جبکہ اکثر غیر مسلم ممالک کے ساتھ ہم قابل تحسین رشتے استوار کیئے ہوئے ہیں۔ ہم اپنا ایک نظریہ بناتے ہیں، اس نظریے میں عموماً شامل ہوتا ہے ہمارا نفع، نقصان۔ وہ نفع، نقصان انفرادی بھی ہو سکتا ہے اور اجتماعی بھی۔ پھر اس نظریے کی بنا پر ایک نقش قائم ہوتا ہے اور بعد میں وہی نقش خیال ہماری خارجہ پالیسی کہلاتی ہے۔

اسی طرح اگر آپ دیکھو تو کئی ممالک کے ساتھ ہمارے تعلقات ایک دور میں بہت بہتر ہوتے ہیں پھر کچھ عرصے بعد وہی بگڑ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا نقش خیال تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

اگر ہم دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کبھی کوئی شخص ہمارے ساتھ زندگی میں کبھی کچھ برا کرے تو وہ شخص چاہے جتنا بھی نیک، متقی اور سادھو ہو آپ کا دل اس شخص سے ہمیشہ کے لئے اٹھ جاتا ہے، اور وہ اعتبار کبھی بھی بحال نہیں ہوتا۔ اور ایک منفی نقش خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ لہذا بعد میں وہ جتنا بھی بھلا کرے وہ نقش مشکل سے ہی مٹ سکتا ہے۔

اس کے برعکس اگر کوئی شخص اپنی طبیعت سے بہت ہی برا کیوں نہ ہو، لیکن وہ آپ کے مشکل وقت میں کبھی ساتھ دے دے اور اس وقت میں دغا نہ کرے تو وہ

اپنی لاکھ برائیوں کے باوجود ایک مثبت نقش خیال کا حامل ہو جاتا ہے۔

نقش خیال کا تعلق صرف انسان کا انسان سے ہی نہیں بلکہ یہ دوسرے جانداروں سے بھی ہے۔ جب انسان اس روئے زمین پر وارد ہوا تو اس نے دیکھا کہ جن جانداروں نے اسے فائدہ پہنچایا ان کے بارے میں اس نے یہ رائے کام کر لی کہ وہ جاندار انسان کے لیے بہتر ہیں۔ اور اس کے بعد آج تک یہی نظریہ قائم ہے۔ اس دوران چاہے اس نے انسان کو جتنا بھی نقصان پہنچایا ہو، لیکن وہ نقش خیال جو آج سے ہزاروں سالوں قبل قائم کیا گیا اس کے مطابق وہ جاندار آج بھی منظور نظر ہے۔

ہماری اسلامی تعلیمات میں بھی نقش خیال کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرتا ہے مگر یہ ساچتا ہے کہ یہ کام آج تک کوئی نہ کر سکا تو مجھ سے بھی نہ ہوگا۔ دوسری جانب اگر ایسے ہی کوئی شخص ارادہ کرتا ہے کہ اگر آج تک کوئی دوسرا یہ کام نہیں کر پایا تو میں ضرور کوشش کروں گا۔ اور یہ نقش خیال اسے مدد کرتا ہے اور دماغ میں مثبت سوچ پیدا ہوتی ہے۔ پھر انسان اس کے لیے کوشش کر کے وہ چیز جب حاصل کر لیتا ہے تو وہ ایجاد کہلاتی ہے! جو کے اپنے بعد آنے والی نسلوں کی رہنمائی کرتی ہے۔

آپ اس کی مثال Addison کو لیں جس نے بلب ایجاد کر کے پوری دنیا کی تاریخ بدل کر رکھ دی۔ آج ہم روشنی کے بغیر اپنی زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی Graham Bell نے فون ایجاد کیا، جسے ہم آج استعمال کر کے ایک پل میں خبر دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں پہنچا سکتے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں ہیں جنہوں نے دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ چنانچہ ایک مثبت نقش خیال ہماری جدوجہد میں ہماری مدد کرتا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورہ النجم آیہ ۳۹ میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ

اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اُس نے کوشش کی ہے۔



نقشِ خیال



نادیہ اختر (تھر ڈایر)

میں سوچتی ہوں ہم انسان اتنے عجیب کیوں ہیں۔

ہم احساس سے خالی ہوتے ہوئے بھی احساس کی تلاش میں ہیں۔ دوسروں کے دلوں کو توڑ کر اپنے دلوں کے ٹوٹنے سے ڈرتے ہیں۔ لفظوں سے دوسروں کو گھائل کر کے دل کے صاف ہیں کا دعویٰ کرتے ہیں۔

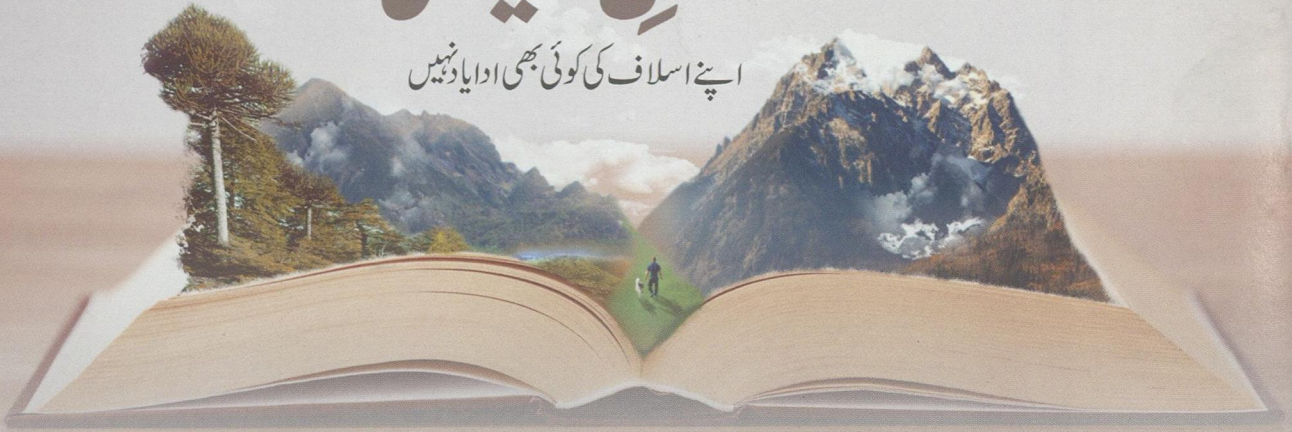
کچھ اس طرح سے الجھتے ہیں دنیا میں کہ اس ذات سے بے خبر ہو کر سجدہ ... تک کرنا بھول جاتے ہیں

پُر

جب ہم ٹوٹ جاتے ہیں کے خود سے روٹھ جاتے ہیں۔ جنت سے حسین دنیا اک برا خواب لگتی ہے کہ جب درد کی شدت سے شام کی تنہائیوں میں یہ دل۔ سجدے میں جا گرتا ہے وہ ذات تھام لیتی ہے نہ کوئی حساب لیتی ہے ہماری بکھری ذات کو کچھ اس طرح سنوار دیتی ہے

نقش خیال

اپنے اسلاف کی کوئی بھی ادایا نہیں



"اوہ ہو!! ایک تو تم بھی نا۔ تم نے کبھی "پرنکیا" نہیں دیکھا؟ ارے وہی جو سٹارپلس پر ڈرامہ آتا ہے۔" ہالے نے خفگی سے مرحا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تھا ہی ہے دیکھو اس میں چاول ایک کٹوری میں دال، ایک میں سبزی اور اچار ڈالتے ہیں۔" "توبہ۔!! ہالے۔! تم یہ کیا کر رہی ہو۔ اب تم غیر مسلموں کی تقلید کرو گی!!!"

"چھوڑو یا تمہیں نہیں پتہ یہ سب۔" "مجھے سب معلوم ہے ہالے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہم ایسے دوسروں کے نقش قدم پہ چل کر ترقی نہیں کر سکتے!"

"ہم ویسے بھی کونسا ترقی کر رہے ہیں مرحا۔" اس نے بحث ختم کرتے ہوئے کہا۔ "ہر ایجاد امریکن، جاپانیز، چائینیز، اور برٹش کر رہے ہیں۔ طب کا میدان دیکھو یا علم کا، ٹیکنالوجی دیکھو یا فیشن یا کچھ اور۔۔۔ تو پھر ہم کیوں نہ نہیں فلو (Follow) کریں؟"

"تم جانتی ہو ہالے کہ یہ سب ایجادات ہم کیوں نہیں کر رہے؟" "مرحانے نرمی سے سوال کیا۔

"کیوں..؟" ہالے نے پوچھا۔ اب وہ ساتھ ساتھ لیپ ٹاپ کھول کر کوئی فلم دیکھنے کی تیاری کر رہی تھی۔

کمرے سے گانوں کی اونچی آوازیں باہر تک آرہی تھیں۔ کسی نے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہالے نور نے دروازہ کھولا تو سامنے اسکی دوست مرحا کھڑی نظر آئی۔

"اسلام علیکم!" "مرحا" نے سلام کیا۔ ہالے۔! "ہالے" نے جواب دیا۔ "ہالے نہیں! علیکم اسلام۔!!" "مرحانے بڑی بہنوں کی طرح جھڑکا۔

"آج کل ہیلو ہالے کا زمانہ ہے میڈم۔" "لا پرواہی سے جواب دیا گیا۔ مرحاندر داخل ہوئی۔ "یہ کمرے کی کیا حالت بنا رکھی ہے!!! خیر کیا کر رہی تھیں تم اور یہ گانے تو بند کرو۔"

گانے بند کرتے ہوئے "بس کچھ نہیں ایکسرسائز کر رہی تھی۔" "ایکسرسائز یا ڈانس!" "مرحانے پرکھتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"خیر جو بھی۔ اچھا یہ دیکھو میرے ماموں، بچرین سے لائے ہیں۔"

ہالے نے ایک اسٹیل کی تھالی جس میں 3 چھوٹی کٹوریاں رکھی تھیں مرحا کے سامنے کی۔ مرحانے سوایہ نظروں سی ہالے کو دیکھا۔



ملک تحریم عزیز (فرسٹ ایئر)

☆ مجھے یاد ہے 313 کا ہزار پر حاوی ہونا۔
☆ مجھے یاد ہے حضرت عمرؓ کا آدھی دنیا فتح کرنا۔۔۔

☆ مجھے یاد ہے محمد بن قاسم کا محض 17 سال کی عمر میں سندھ فتح کرنا۔۔۔

☆ مجھے یاد ہے غزنوی کا سومناٹھ کے مندر کو تباہ کرنا۔۔۔

☆ مجھے یاد ہے طارق بن زیاد کا کشمیر جلا نا۔
☆ پر۔۔۔ اے نوجوان نسل! تمہیں کیوں اپنے اسلاف کی کوئی بھی ادایا نہیں۔۔۔

"شام" کا وقت تھا۔ گرمی کے موسم میں ہلکی ہلکی ہوا گرمی کی شدت کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ایسے میں اگر اونچے گھر میں جاؤ تو اس کے ایک

”ایک قوم کا سرمایہ اسکی نوجوان نسل ہوتی ہے۔ نوجوان ہی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔“ وہی بڑی بڑی ایجادات کرتے ہیں۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ ہماری نوجوان نسل کیوں نہیں ترقی کر پارہی؟“

”کیوں؟“ اب ہالے فلم کو روک کر مرحا کے ساتھ بیٹھ چکی تھی۔

”اس وجہ سے۔۔!“

مرحانے میوزک پلیئر اور ہالے سیماموں کی لائی ہوئی تھالی کی طرف اشارہ کیا۔ ”اور اس وجہ سے۔“ اب کی بار اس نے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا۔

ہالے نے نا سنجھی سے مرحا کو دیکھا۔

”کیا مطلب؟“

مطلب یہ نور کہ ”انہوں“ نے ہمیں ان سب خرافات میں مصروف کر دیا ہے۔ نوجوانوں کے کچے ذہنوں کو ان باتوں میں الجھا دیا ہے۔ ان کی مائنڈ پروگرامنگ (ذہن سازی) کر رہے ہیں۔ انہیں اب ان چیزوں کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔“

ذرا توقف کے بعد کہا: پتہ ہے یہودیوں نے ”صلاح الدین ایوبی“ سے ہر بار شکست کھانے کے بعد کیا کہا تھا؟

انہوں نے کہا تھا کہ ”ہم مانتے ہیں کہ تمہارے رہتے ہم کامیابی کا دن نہیں دیکھ سکیں گے۔ لیکن کیا تمہارے بعد اس قوم میں اتنی اخلاقی جرات اور غیرت باقی رہی گی کہ ہمارے خفیہ حملوں سے بچ سکے۔ ہم نے تمہاری قوم کا علاج ڈھونڈ لیا ہے جو کہ اتنا کارگر ہے کہ تمہاری قوم سے جنگ کرنیکی نوبت نہیں آئے گی اور وہ خود غلام بن کر ہمارے قدموں میں آگرے گی۔!“

اور تم خود بتاؤ کہ کیا فیس بک، انسٹاگرام تمہیں اپنا غلام بنانے کا سارا سارا دن بٹھائے نہیں رکھتا؟

تمہیں اغیار کی ترقی کا علم ہے۔ مگر اپنے اسلاف تمہیں یاد نہیں۔ آج مجھے ”اقبال“ کی بات درست لگتی

ہے۔

ہم کون ہیں کیا ہیں باخدا یاد نہیں اپنے اسلاف کی کوئی بھی ادا یاد نہیں مرحانری سے کہے جا رہی تھی۔

”ہم مسلمان ہیں۔ ایک عظیم قوم۔ ایک تابناک ماضی ہے ہمارا۔ مسلمان جنہوں نے جس میدان میں قدم رکھا کامیابی نے ان کے قدم چومے۔“

ہالے صرف تم ہی نہیں بلکہ ہم سب غلط راستے پر چل پڑے ہیں۔ یہ راستہ ہمیں کامیابی کی طرف نہیں بلکہ گمراہی کی طرف لے جائے گا اور ہم بھٹک جائیں گے۔ ہماری اصل ہمارا اسلام ہے۔

ہمارے راہنما ہمارے اسلاف ہیں۔“

”لیکن ہمارے اسلاف نے ایسا کیا کیا ہے جو تمہارے خیال میں ہمیں یاد رکھنے کی ضرورت ہے مرحا؟ آخر ہمارے اسلاف ہیں کون؟“ اب کے اس نے جھنجھلا کے پوچھا۔

”ہمارے اسلاف میں ’محمدؐ‘ ہیں۔ جنہیں انسانکو پیٹیا میں کامیاب ترین مذہبی شخصیت لکھا گیا ہے۔ ہالے! وہ صادق اور امین تھے۔“

حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

آدمی دنیا فتح کرنے والے عمرؓ ہیں۔ جو بہادر اس قدر کہ شیطان بھی ان سے ڈرتا تھا۔

”حضرت عثمان غنیؓ۔“ حضرت علیؓ ہیں، جن کے اقوال میں ہمیں زندگی کا فلسفہ ملتا ہے۔

”محمد بن قاسمؓ نے، 17 سال میں، اس عمر میں جس میں میں اور تم محض تفریح میں زندگی گزار رہے ہیں، سندھ فتح کیا۔“

”محمود غزنویؒ نے سونما تھ کا مندر تباہ کر کے ہی دم لیا۔“

’طارق بن زیادؒ جیسی بہادری تمہیں کہاں ملے گی ہالے؟ انہوں نے ہی ہمیں سکھایا کہ

موت سے جو ڈر جاو تو زندگی نہیں ملتی جنگ جو جیتنا چاہو تو کشتیاں جلا ڈالو ’ٹیپو سلطان‘ مسلمان تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ’شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی 100 سال کی زندگی سے بہتر ہے۔‘

ہالے! اگر تمہیں پیروی ہی کرنی ہے تو صحابہؓ کی کرو۔ علماء کرام کی کرو۔ ’امام ابو حنیفہؒ کی کرو جنہوں نے اپنی جان قربان کر دی لیکن قاضی کا عہدہ اس لئے قبول نہ کیا کہ خلیفہ وقت اپنی مرضی کے فیصلے نہ کروا سکے۔ پیروی کرنی ہے تو ’امام مالکؒ کی کرو جو آپؐ سے بیپناہ عشق رکھتے تھے۔‘ ’امام شافعیؒ کی کرو۔‘ ’امام حنبلؒ کی کرو جنہوں نے بادشاہ وقت کے کوڑے برداشت کر لئے مگر ’خلق قرآن‘ کے غلط نظریے کی تائید نہ کی۔“

”لیکن سائنسی ایجادات تو انگریز کر رہے ہیں۔ سرجری کی ان ایجادات۔ طب میں بھی وہی آگے ہیں۔“ ہالے نے توجیہ پیش کی۔

”صحیح کہ رہی ہو تم۔ لیکن کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان سب کی بنیاد کس نے رکھی؟ مسلمانوں نے۔“ ’بوعلی سینا‘ سب سے بڑے طبیب۔

”ابو القاسم زہراویؒ، علم جراحات میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ سرجری کے تمام آلات بھی انہوں نے تیار کیے۔ سرجری کی بنیاد زہراویؒ ہی نے رکھی۔ اور ان ہی کی کتاب ’التصریف‘ کئی صدیوں تک انگریزوں کے نصاب کا حصہ رہی ہے۔“

”عبدالملک الصمعیؒ، جانوروں کے ماہر تسلیم کئے گئے اور ’الہیرونی‘ بیک وقت ماہر فلکیات، مورخ، ماہر نباتات و معدنیات اور لسانیات اور فلسفی تھے۔“

”جابر بن حیانؒ، ماہر علم کیمیات تھے۔ فولاد تیار کرنے، چمڑا رنگنے اور دھاتوں کو صاف کرنے کے جو طریقے آج ہم اپنی کتابوں میں پڑھتے ہیں وہ دراصل جابر بن حیان نے وضع کئے تھے۔“

”خوارزمی محمد بن موسیٰ“ کو کون نہیں جانتا۔!!
عظیم ریاضی دان۔۔۔ وہ بھی مسلمان ہی تھے ہالے۔۔
”ابن رشد عظیم“ فلسفی اور مسلمان طبیب۔۔
”ابن نفیس“ ماہرِ فقہ اور مشہور سائنسدان جنہوں
نے خون کی گردش (circulation)، پھیپھڑوں اور
دل کے بارے میں معلومات دیں۔

ابن الہیثم سب سے بڑے سائنسدان۔۔۔ روشنی
کی ماہیت سب سے پہلے معلوم کرنے اور پن ہول
کیمرے کو ایجاد کرنے کا سہرا انہیں کے سر ہے۔ ان کی
کتاب، ”کتاب المناظر“ دنیا بھر میں مشہور ہے۔
ہمارا فخر ”قائدِ اعظم“ ہیں جن کی دانش وری
سارے عالم میں مشہور تھی۔ ”علامہ اقبال“ ہیں جو ساری
دنیا میں جانے جاتے ہیں۔۔۔

”مگر ”اُن“ کی خواتین، وہ مردوں کے شانہ بہ
شانہ کام کرتی ہیں۔“ ہالے نے گویا اپنے اسلاف کی
عظمت کو ماننے ہوئے ایک اور سوال کیا جو اسے احساس
کمتری میں مبتلا رکھتا تھا۔

”ہالے!“ حضرت خدیجہؓ نے سب سے پہلے آپؐ
کی آواز پر لبیک کہا۔ ”حضرت فاطمہؓ خاتونِ جنت
ہیں۔

ہالے! کیا تم حضرت ”اُمّ امارہ“ کو نہیں جانتی کہ وہ
کس طرح جنگوں میں لڑتی رہیں۔

حضرت ”سمیہ“ اتنی مستحکم تھیں کہ ایمان پر ڈٹی
رہیں۔ ”فاطمہ بنتِ عبداللہ“ جو جنگِ طرابلس میں
زخموں کو پانی پلاتی رہی۔ ہالے ہماری قوم کی پچیاں بھی
اتنی ہمت اور جذبے والی تھیں۔

”عرفہ کریم“ نے 9 سال کی عمر میں مائیکروسافٹ
انجینئر (Microsoft engineer) کا اعزاز
حاصل کیا۔

کیا تمہیں ”عافیہ صدیقی“ کا علم ہے؟
یقیناً نہیں۔ وہ پاکستان کی پہلی خاتون

Neurosurgeon تھیں۔

دراصل یہ ہمارا قصور ہے کہ ہم اسلامی
روایات، اسلامی اقدار اور اپنے اسلاف کو بھلا چکے
ہیں۔ ہم نے اپنی اخلاقیات کو تباہ کر لیا ہے۔ کیا آج
ہمارے اندر وہ جرات ہے جو ڈاکٹر ”عبدالقدیر خان“
نے دکھائی؟ بغیر بڑی طاقتوں کے خوف کو خاطر میں
لائے اپنے ملک کی بہتری کے لیے، ہمیں ایٹمی طاقت
بنایا۔۔۔

نہیں۔ بالکل بھی نہیں۔۔۔ کیوں کہ ہم اپنی اصل کو
بھلا چکے ہیں۔ تم اپنی تاریخ کھول کر دیکھو تو۔۔۔
اقبال بھی کیا عظیم شاعر تھے اللہ ان کے درجات
بلند فرمائے کیا خوبصورت شعر کہا انہوں نے۔۔۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسمان نے ہم کو دے مارا
ہالے ہمارے اسلاف کردار کے غازی تھے، انہوں
نے اپنے کارناموں سے دنیا کو حیران کیا۔ لیکن ہم صرف
باتیں بنا سکتے ہیں کہ ترقی نہیں ہو رہی۔ اقبال نے بالکل
بجا فرمایا ہے:

تجھے آبا سے اپنے، کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارا

”لیکن اس کی کیا وجہ ہے مرزا کہ ہم اپنے اصل
سے دور ہو رہے ہیں؟ ہمیں اپنی حقیقت کا کیوں علم
نہیں؟ ہمیں کیوں معلوم نہیں کہ صحیح راستہ کیا ہے؟ اور
جس راستے پر ہم چل رہے ہیں وہ ہمیں صرف تباہی کی
طرف لے جائے گا؟“ ہالے نے گویا اپنے دل کی
آخری گرہ بھی کھولی۔

”اس سوال کا جواب بہت آسان ہے ہالے۔ لیکن
میں تمہیں یہ نہیں بتاؤں گی۔ اس سوال کا جواب تمہیں خود
تلاش کرنا ہے۔“

مرزا ہالے نور کو سوچ میں گم چھوڑ کر چلی گئی۔ اس
نے اپنا کام کر دیا تھا۔ اب دیے سے دیا جلانے کا کام

ہالے نور کا تھا۔

موسم بدلا، گھڑیاں بدلیں اور فضاؤں نے وہ وقت
بھی دیکھا جب ہالے کالج میں بریک کے دوران اپنی
سہیلیوں کو سمجھا رہی تھی۔
وقت نے اپنے آپ کو دہرایا اور انہوں نے سوال
کیا: ”لیکن اس کی کیا وجہ ہے ہالے کہ ہم اپنے اصل
سے دور ہو رہے ہیں؟“ لیکن اس بار ہالے نے جواب
دیا۔

”اس کی سب سے بڑی وجہ ’تر بیت کی کمی‘ ہے۔
جب ہم نے اپنی تاریخ کو کھول کے پڑھنا تو دور دیکھنا
ہی گوارا نہیں کیا تو ہم بھلا کیسے اپنے اسلاف اور اپنی
اصل سے واقف ہوں گے؟

والدین اپنے فرض سے دستبردار ہو چکے ہیں اور
نصاب سے وہ سارے باب خارج کر دئے گئے ہیں
جن سے ہمیں اپنے اسلاف سے شناسائی ہو سکتی۔

والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ان کی شناخت
بتائیں انہیں بتائیں کہ انہیں کس راستے پر چلنا
ہے۔ لیکن اس کے برعکس آج والدین کے پاس وقت
ہی نہیں۔ آج کے بچے ماؤں کی گود میں نہیں بلکہ موبائل
کی آغوش میں تربیت پاتے ہیں، تو پھر کہاں سے آئیں
اس قوم میں ”نور الدین زنگی“ اور صلاح الدین ایوبی جیسے
بہادر لوگ! ہماری تاریخ میں عظیم لوگ عظیم تربیت
حاصل کر کے بنے۔ اسلامی طریق کار کے مطابق
تربیت پا کر۔ اُس وقت 7 سے 9 سال کی عمر میں بچوں
کو قرآن پاک حفظ کرایا جاتا۔ گھڑ سواری، نیزہ بازی
سکھاء جاتی اور آج ”ڈوریمون“ بچوں کو کسی اور طرف
جانے ہی نہیں دیتا۔

غلطی سراسر ہماری ہے۔ ابھی بھی وقت ہے۔ ہمیں
اپنا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے ورنہ

ہماری داستاں تک نہ ہوگی داستاںوں میں!!

☆☆☆

افسانہ

ثابت بن قرہ (۸۲۳-۹۰۱)



یہ ریاضی دان، معالج اور ماہر فلکیات تھے، یہ اعداد و شمار کے بانی اور ٹولیمک نظام کے پہلے اصلاح کار تھے۔

مسواک



اُسامہ ریاض (فورتھائی)

مسواک لے لو باوجہ دھیمے سے لہجے میں کوئی بھولا میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک نوجوان جسے غربت کی چکی نے اس قدر پیس دیا تھا کہ بالوں میں چاندنی نظر آرہی تھی ہونٹ خشک آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے سیاہ رنگ کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے میں نے پوچھا کیا ماجرا ہے پریشانی کس چیز کی ہے کہتا چھوڑو باوجہ آپ مسواک لے لیں آج کہ دور میں کون کسی کہ دکھ سننے کے لیے وقت نکلتا ہے میں کہا زمانے سے کیوں اتنے تنگ ہو کہتا باوجہ زمانے سے نہیں بھوک سے تنگ ہوں کل کی روٹی کھائی ہوئی میں نے پوچھا کل مسواکیں فروخت نہیں ہوئی کیا؟ کہتا باوجہ ”لاک ڈاون“

میں بہت کم لوگ باہر نکلتے رو روے بھی لوگوں کا رجحان پیسٹ برش کی طرف زیادہ ہے اسی وجہ سے کل گھر میں اتنا ہی انا تھا کہ بیوی بچے ہی پیسٹ بھر سکتے تھے میری بیوی نے مجھے بھی بلایا کھانے پر لیکن میں نے کہا آج کوئی اللہ کا نیک بندہ مل گیا تھا اور پیسٹ بھر کر کھانا کھلا دیا تھا یہ کہہ کر میں گھر سے باہر نکل گیا اور زار و قطار روتا رہا۔

اور آج پھر صبح گھر میں چولہا ہی نہیں جلا۔

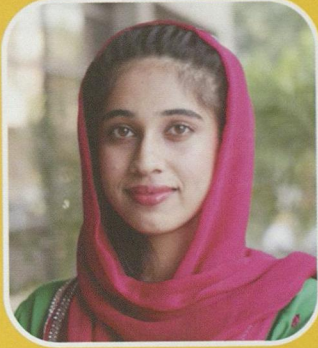
میں نے اسے کہا کہ آپ مجھے اپنے گھر لے کر جاسکتے کیا اسرا کرنے پر وہ مان گیا اور ہم اسکے محلے پہنچ گئے..... میرے پاس کچھ پیسے تھے جس سے چند دنوں کا آنا خریدا۔ پر جو چیز مجھے مجھے دیکھ کر اتنی حیرانی ہوئی کہ اسکے گھر کی خستہ دیواروں کے ساتھ اونچی اونچی عمارتوں سے آنے والی برتنوں کی آوازیں انکی غربت کا مذاک اڑا رہی تھی۔

اور مجھے کسی بزرگ کے قول کی یاد آگئی جن سے پوچھا گیا کہ میوزیک حرام ہے یا حلال تو انہوں نے کہا امیر گھر کہ برتنوں سے اے والی آواز جو غریب گھر میں جاتی ہے وہ حرام ہے۔

اور رونا بھی آ رہا تھا حضرت عمرؓ کا دور بھی کیا دور تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ اگر فرات کے کنارے اگر کتا بھی بھوک سے مر گیا تو اس کا حساب بھی مجھ سے ہوگا یہ تو ہمارے حکمرانوں کی ذمہ داری تھی کہ غریبوں کے سر پر دست شفقت رکھتے پر حالات یہ بنا دیے کہ غریب مال اور عزت دونوں نہیں محفوظ اللہ ہمارے معاشرے کے سفید پوش اور غریب لوگوں کے لیے بہتر اسباب مہیا فرما۔ امین

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کہ سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

کہانی کی تلاش میں



ماہنور رحمن (تہذیب)



کر جا رہا تھا۔
”امی آج نہیں جانا۔ چھٹی کروادو“
کوئی نہیں۔ اور وہ بھی بچے آتے ہیں وہاں! اب چپ کر کے چل! تیرا باپ
کچھ کما نہیں سکتا اور تیرے خزانے ختم نہیں ہوتے۔
تو وہاں نہیں جائے گا تو کل کی روٹی کیسے کھائیں گے ہم؟
”امی بہت گرمی ہوتی ہے فیکٹری میں“ اس دس بارہ سال کے بچے نے پھر
البتہ کی۔
”شش! کوئی سن لے گا۔ چپ کر نام نہ لے“ ماں نے بچے کو ایسا گھورا کہ وہ
سہم گیا۔
مگر ثانیہ تو سن چکی تھی۔ اسے اس کی کہانی کا مرکز آج مل چکا تھا۔

ثانیہ ایک یونیورسٹی میں صحافت کی طالبہ تھی۔ اس کا آخر سمسٹر چل رہا تھا اور
پراجیکٹ جمع کرانے کی تاریخ آن پہنچی تھی۔ مگر ثانیہ کے پاس ابھی تک کوئی
کہانی نہ تھی۔

بس شاپ سے گھر کا راستہ اکثر رکشہ پر ہی طے ہوتا مگر آج رکشہ والے
انکل نہیں آئے تھے۔ لہذا ثانیہ پیدل چلنے لگی۔ فیکٹری کے پیچھے سے
گزرنے والی سڑک اکثر اس وقت سنسان ہوتی تھی۔ ملازمین شام کو ہی
گھر چلے جایا کرتے تھے۔ وہ وہاں سے آنے والی غیر معمولی آوازیں کو نظر
انداز کر جاتی مگر آج غرض تھی اور اسی غرض کے بہانے شاید اس فیکٹری کی
حقیقت آج ثانیہ پر کھلنے والی تھی۔

پچھلی سڑک کا منظر بہت صاف تھا وہ بچہ اس عورت کے ہاتھوں سے نکل نکل

اندھیری سیڑھیوں سے اترنے لگی۔

وقت کی چند ساعتیں درکار ہوئیں صحن عبور کر کے کیٹیز کے پیچھے چھپنے میں۔ سامنے نیم روشن کمرے کا منظر واضح تھا۔ ایک کونے میں چند عورتیں (الائٹ) پر جھکی کچھ کام کر رہی تھیں۔ وہ بہت خاموش اور مگن تھیں۔ دوسری جانب بچے ترتیب سے ٹاٹ پر اپنے اپنے ہتھیار لیے بیٹھے تھے۔ سامنے ایک درمیانی عمر کا آدمی کچھ بول رہا تھا۔ بچے بغور سن رہے تھے۔ کچھ دیر بعد ان کے ہتھیاروں یعنی قلم کی حرکت میں اضافہ ہوا۔ ثانیہ کا کیمرہ خود بخود نیچے ہو گیا۔ وہ ظالم سماج کی آنکھیں نہیں بننا چاہتی تھی۔
☆ اس نیم روشن کمرے میں تعلیم کا چراغ روشن تھا۔

☆☆☆☆

صحافت کے جنون نے آج مشاہدہ کرنا بھی سکھا ہی دیا تھا۔

”بچوں سے مزدوری“ واہ! کیا عنوان تھا! کیا شبہ سرخی بنے گی!

سارا زمانہ اشکراٹھ گائے! واہ! واہ! واہ!

ثانیہ فاتحانہ مسکراہٹ دبائے ان دنوں ماں بیٹے کے پیچھے ہو گئی۔ اپنے کمرے کا زویہ درست کیا اور ذہن میں سوالات ترتیب دینے لگی۔
دو موڑ کاٹنے کے بعد وہ ایک غیر شناسا دروازے کے باہر کھڑی تھی۔ ماں بیٹا اس دروازے کے پیچھے اوجھل ہو چکے تھے اس بات سے بے خبر کہ کوئی اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

تمام خطرات سے بے خبر اپنی صحافت کے جنون میں۔

ثانیہ حفاظتی فاصلہ برقرار رکھتے ہوئے ان دونوں کے پیچھے فیکٹری کی





نمرہ (تھرڈ ایئر)

کمبل

صبح ہوتے ہی میں نے سرائے کے ملازم سے اپنا پورا قصہ گوش گزار کر دیا۔ میری بات سننے کے بعد وہ بولا کہ یہ واقعہ صرف آپ کے ساتھ پیش نہیں آیا بلکہ اور بھی لوگوں نے شکایت کی ہے۔ یہ بچوں کی آوازیں اس وجہ سے آرہی ہیں کہ یہ کمبل اصل میں ان ہی کی ملکیت تھا۔

دونوں بچے جن میں سے ایک کی عمر نو سال اور دوسرے کی سات سال تھی اپنے والدین کے بہت لاڈ لے تھے۔ خدا کی کرنی ایسا ہوا کہ ان بچوں کے والدین کا انتقال ہو گیا تمام عزیز واقارب نے نظریں چرا لیں۔ اب پہلے تو وہ گھر کا سامان بیچ کر گزارہ کرنے لگے۔ ایک رات سخت سردی تھی۔ دروازے پر زور سے دستک ہوئی۔ مالک مکان باہر غصے میں کھڑا تھا۔ اس نے دونوں کی ایک نہ سنی اور ٹھٹھرتی ہوئی رات میں ان کو باہر نکال دیا۔ دونوں کے پاس ایک کمبل تھا اور اس کو اوڑھ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ چھوٹا بھائی بڑے سے بولا ”بھائی تمہیں سردی لگ رہی ہے“ دوسرا بولا ”بھائی تمہیں بھی سردی لگ رہی ہے“ آہستہ آہستہ صبح ہونے لگی۔ لوگوں نے دیکھا تو دونوں بچوں کے ہونٹ نیلے پڑ چکے تھے۔ دونوں مر چکے تھے۔ لوگوں کو بہت افسوس ہوا لیکن اب کوئی فائدہ نہ تھا وہ آوازیں شاید اس کمبل میں بس سی گئیں ہیں۔

یہ کہانی سن کر میرا دل افسوس سے بھر گیا۔ میں نے پھر سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور بھاری دل کے ساتھ اس کمبل اور اس کی آوازوں کو دل میں دفن کر لیا۔

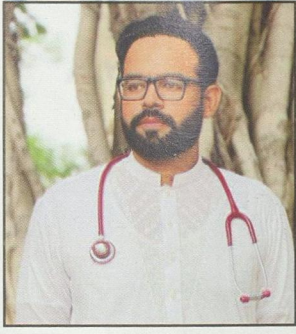
بلا کی سردی تھی برف تھی کہ تھمے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ شام اندھیری ہونا شروع ہو گئی تھی، میرا سفر کافی طویل تھا۔ سامنے ایک سرائے نظر آنے لگا تھا۔ سوچا کچھ دیر ٹھہر کر پھر سے سفر کا آغاز کروں گا۔

کھانے کے بعد ملازم مجھے کمرہ دکھانے لے کر گیا۔ مناسب سا کمرہ تھا۔ آہستہ آہستہ شام رات میں تبدیل ہو گئی میں سونے کے لئے لیٹا اور کمرہ میں موجود ایک کمبل کو خود پر اوڑھ لیا۔ سفر کی تھکاوٹ سے بہت جلدی میں نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

آدھی رات کے قریب میں ایک آواز سے بیدار ہوا ”بھائی سردی لگ رہی ہے“ ”بھائی کیا تم کو بھی سردی لگ رہی ہے“ ایک دم خوف کی ایک سرد لہر مجھ میں دوڑ گئی میں فوراً اٹھ کر بیٹھا اور سارے کمرے کا جائزہ لیا کوئی بھی کمرے میں میرے سوا موجود نہ تھا۔ میں انتظار کرنے لگا کہ شاید پھر سے کوئی آواز آئے۔ کافی دیر کے انتظار کے بعد بھی کوئی آواز نہ آئی جیسے ہی میں دوبارہ آرام کیلئے لیٹا۔ وہی آواز پھر سے آنے لگیں۔ بہت غور کرنے پر مجھے احساس ہوا کہ یہ آوازیں کمبل میں سے آرہی تھیں۔ صبح ہوتے ہی میں نے فیصلہ کیا کہ میں ایک اور رات اس سرائے میں ٹھہروں گا۔ دن سے رات ہو گئی میں پھر سے آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا۔ تقریباً آدھی رات کے قریب پھر سے آوازیں آنے لگیں۔ ”بھائی تمہیں سردی لگ رہی ہے“ ”بھائی کیا تمہیں بھی سردی لگ رہی ہے“ آوازیں دو بچوں کی معلوم ہو رہی تھیں۔ اب تو مجھ سے رہا نہ گیا۔



ابوالقاسم خلف بن العباس الزہراوی اسپین میں پیدا ہوئے۔ قرطبہ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد زہراوی شاہی شفا خانے کے ساتھ منسلک ہو گیا۔ یہاں اس نے اس عملی تحقیق کا آغاز کیا جس نے اسے جدید علم الجراحات کا موجد بنا دیا۔ اس کی کتاب ”تصریف“ سرجری پر اعلیٰ معیار کی پہلی مفصل کتاب ہے۔ جس میں اس نے دانت نکالنے، آنکھوں کا آپریشن کرنے، حلق کا کوا کاٹنے، مٹانے میں سے پتھری نکالنے، اترے ہوئے جوڑوں کو چڑھانے، ماؤف عضو کو کاٹنے، خنازیر کا آپریشن کرنے اور ہر قسم کے پھوڑوں کو چیرنے کی تفصیلات دی ہیں۔ ان اعمال جراحات کے لئے جن آلات کی ضرورت ہوتی ہے ان کی تشریح نہایت خوبصورت تصاویر سے کی گئی ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔



اسامہ ریاض (فوتھائیئر)

غزل

پھول کو اب تتلیوں کا خون پینا چاہیے

فقط میں سب مر رہے پر اس کو جینا چاہیے
پھول کو اب تتلیوں کا خون پینا چاہیے

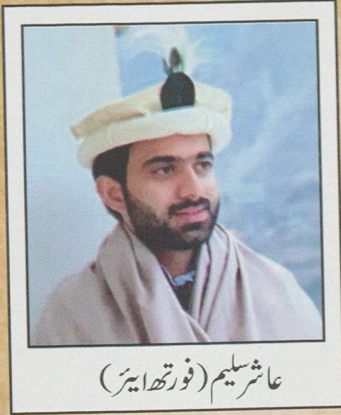
سیلیاں او پو سے لے اور نخرے آئی فون کے
سب سٹیجیں فیل ہوں ایسی حسینہ چاہیے

ایک ہی لمحے میں تیرا کیوں کروں نمبر بلاک
بھولنے کو تجھ کو یارا اک مہینہ چاہیے

ساتھ مرنے کی قسم کھائی رقیبوں سے میرے
مجھ سے پر وہ کہہ رہا تھا ساتھ جینا چاہیے

اسکی آنکھیں دیکھ کر یہ میری آنکھوں نے کہا
تیرگی میں دیکھنے کو چشم جینا چاہیے





عاشق سلیم (فورتھ ایئر)

غزل

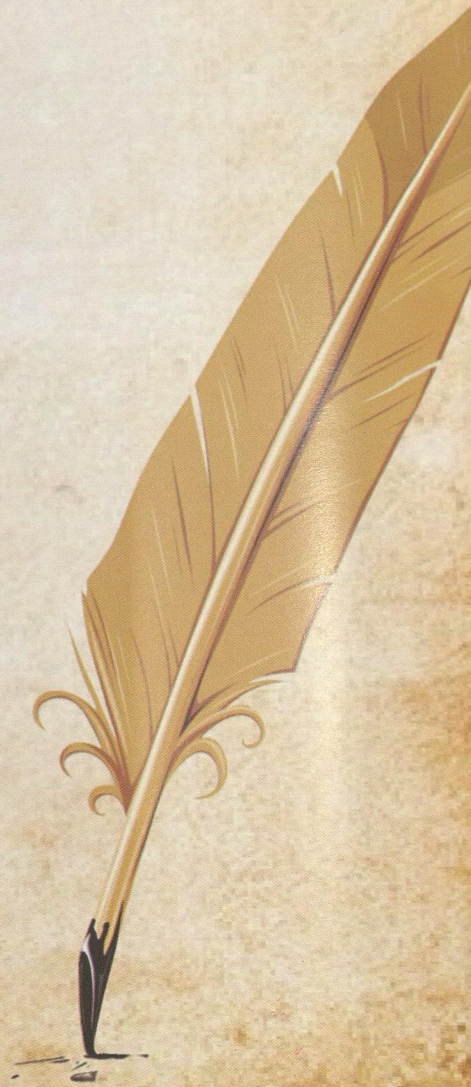
میں ڈوبتی کشتی نہیں کہ کنارہ پا بھی نہ سکوں
میں ڈھلتا سورج نہیں کہ شب میں آ بھی نہ سکوں

مانا کہ تیری دہلیز سے لوٹا تھا اک دن
میں بھٹکا مسافر نہیں کہ رستہ پا بھی نہ سکوں

میں اڑا تیری چھت سے بے گھر پرندہ کی طرح
میں ٹوٹی پتنگ نہیں کہ پھر لہرا بھی نہ سکوں

میرے گلشن پہ چھا گیا خزاں کا بادل
میں سوکھی کلی نہیں کہ گل کھلا بھی نہ سکوں

وقت کی رفتار میں تو نے ٹالا تھا مجھ کو
میں گیا وقت نہیں کہ پھر آ بھی نہ سکوں





نادیہ اختر (تھرڈ ایئر)

غزل

اسی کی بات کرتے ہیں ہم خود کو بھول جاتے ہیں
وہ اک پل کے لئے جو مسکرا دے تو ہم شکوے بھول جاتے ہیں

اس کی محبت میں کچھ اس طرح سے قید ہیں ہم
وہ دو لفظ جو کہ دے ہم ہجر کی ہر رات بھول جاتے ہیں

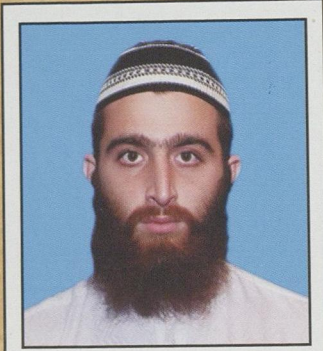
جب کبھی ہم محفل میں ذکر یار کرتے ہیں
وفائیں یاد رکھتے ہیں خطائیں بھول جاتے ہیں

اس کے آنے پر ہم ہر غم بھول جاتے ہیں
پر اس کے آنے میں بھی تو زمانے بیت جاتے ہیں

☆☆☆

میں ایسے ہی بے وجہ اداس تھوڑی ہوں دل ٹوٹا ہے میرا میں پریشان تھوڑی ہوں
کہنے کو ہزار باتیں ہیں میں ایسے ہی بے قرار تھوڑی ہوں
کئی شکوے ہیں مجھے تم سے میں ایسے ہی ناراض تھوڑی ہوں
چھوڑ کر جا رہا ہوں تیری محفل میں ایسے ہی خاموش تھوڑی ہوں
بس بے حال ہوں میں اب بھی تیری محبت میں گرفتار تھوڑی ہوں!!!
میں ایسے ہی بے وجہ اداس تھوڑی ہوں



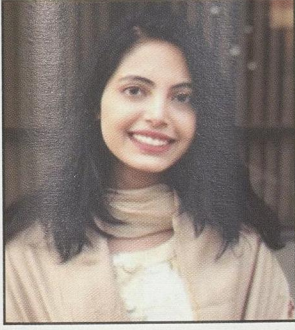


بار علی نیازی (تھرڈ ایر)

تلاشِ خودی

آ تجھ کو سناؤں میں اک بات سنجیدہ
اے نخلِ تر و تازہ کی اک شاخِ بریدہ
اے عظمتِ رفتہ کے شکستہ سے نشان
اے زینتِ محفل، گوہرِ نایاب پوشیدہ
اے باعثِ نالہء بلبل، زخمی ہوئے گل
گونجا ہے زمانے میں کبھی تیرا قصیدہ
روکا تھا کبھی موت کی راہ کو ایسے
مانا تھا جہاں نے تیرا اندازِ چشیدہ
وہ ہر فن میں یکتا، آباء ہیں تمھارے
آنکھ ذرا کھولو، پڑھو عالم کا جریدہ
مردِ مجاہد، وہ اسلام کے غازی
پیکرِ عجز، حاملِ اوصافِ حمیدہ
اے ناتواں دیکھ چاکِ گریباں میں کبھی
ہے خونِ جگر تیرا بڑا عمر رسیدہ
بغداد کی رونق، وہ دمشق کے جلوے
سنتا ہوں تو روتا ہے میرا قلبِ کبیدہ
ہو گئے دیکھ کے اب حالتِ زار اپنی
دل ویراں، جگر چھلنی، غم دیدہ
آنکھ کی عادت ہے یہ پُر درد مناظر
چلتے ہوئے جسموں میں روحِ خوابیدہ
کیا حالِ سناؤں گلشن کا نیازی
عنادِ ہیں پریشاں، آہنو ہیں رنجیدہ



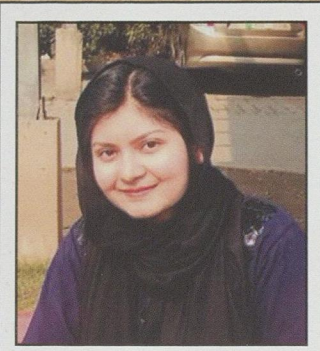


تہنیت (تھرڈ ایر)

تو کہاں جاؤ گے؟

جو آنسو تمہارے ستم میں
 بہائے تھے اُس آنکھ نے
 جب رب نے اُن کا حساب لیا
 تو کہاں جاؤ گے؟
 تمہیں محبت میں
 جو ڈھیلی ڈور اُس رب نے دی
 جس دن وہ ڈور کھینچ گئی
 تو کہاں جاؤ گے؟
 جو طاقت تمہیں رب نے دی
 اُس طاقت کے نشے میں
 تم خود کو رب سمجھ بیٹھے
 جس دن وہ طاقت چھین گئی
 تو کہاں جاؤ گے؟
 وہ دل جو تم نے توڑے ہیں
 اُن دلوں کی جس دن آہ نکلی
 اُس رب نے جب انصاف کیا
 تو کہاں جاؤ گے؟
 تم بے فکری کے عالم میں
 رب کے بندوں کو دکھ دیتے گئے
 جس دن وہ دکھ تمہیں ملا
 تو کہاں جاؤ گے؟





نمرہ اشرف (تھرڈ ایر)

غزل

دنیا میں میں گم چلے
آدھی دنیا پورے لوگ

برسوں میں پھر دیکھیں گے
اپنی دھن کے پکے لوگ

فریب باتیں فریب لوگ
سہتے رہیں گے اچھے لوگ

دو پیسوں میں مہنگے ہیں
کرداروں کے سستے لوگ

غیر کا درد بانٹیں گے
دھوکہ دیں گے اپنے لوگ

ہر موقع پہ ڈستے ہیں
اوپنچے قد کے چھوٹے لوگ





سید محمد عظیم (تہذیب)

غزل

میں نے ادھ کھلے پھول کی شبنم چرائی تھی
میں نے چاند سے اسکی چاندنی چرائی تھی

جو اداس ہیں ہم کیا وجہ جانتے ہو
کل یاروں کی تصویر سے دھول اڑائی تھی

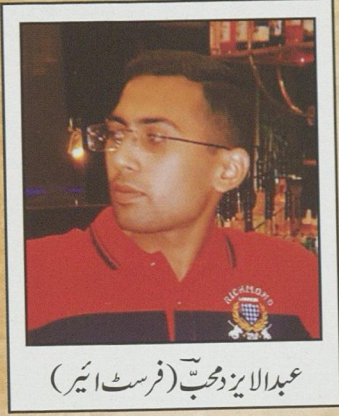
میں تیرے خدوخال سے خوب واقف ہوں
وہ تصویر دیکھ رہے ہو بن دیکھے بنائی تھی

تیرے رنگ کو میں کس رنگ سے تشبیح دیتا
شفک ماند تھی، حنا خود شرمائی تھی

ان آنکھوں نے بھی دنیا دیکھی
جن آنکھوں میں نہ بینائی تھی

اسے کامل یقیں رہا اپنی جیت کا
وہ جانتا تھا اس نے دکھتی رگ دہائی تھی





عبدالایزہ محبت (فرسٹ ایئر)

غزل

زندگی بندگی نہیں ہوتی
جب تلک آگہی نہیں ہوتی

کہ رہے ہو جسے محبت تم
یہ ہوس عاشقی نہیں ہوتی

بھول جاتے ہو کام ہوتے ہی
یوں میاں دوستی نہیں ہوتی

دوستی گر نہیں میسر تو
چائے میں چاشنی نہیں ہوتی

خلق کا کام ہے فقط خدمت
آدمیت بری نہیں ہوتی

رشتہ اک اختلاف کا بھی ہے
دشمنی لازمی نہیں ہوتی





ملک تحریم عزیز (فرسٹ ایئر)

غزل

ستم نہ کر اے ستم ظریف کہ اب وہ حالت نہ رہی
سہہ سکیں تیرے ستم کہ اب یہ حاجت نہ رہی

بدل گیا ہے دل ہمارا، اب وہ یادیں آتی نہیں
تیری یاد میں محور بننے کی، دل کو اب وہ عادت نہ رہی

بدل گئے ہیں زندگی کے مقصد بدل گئی ہے ساری زندگی
فضول رسموں فضول باتوں کو سننے کی، اب وہ چاہت نہ رہی

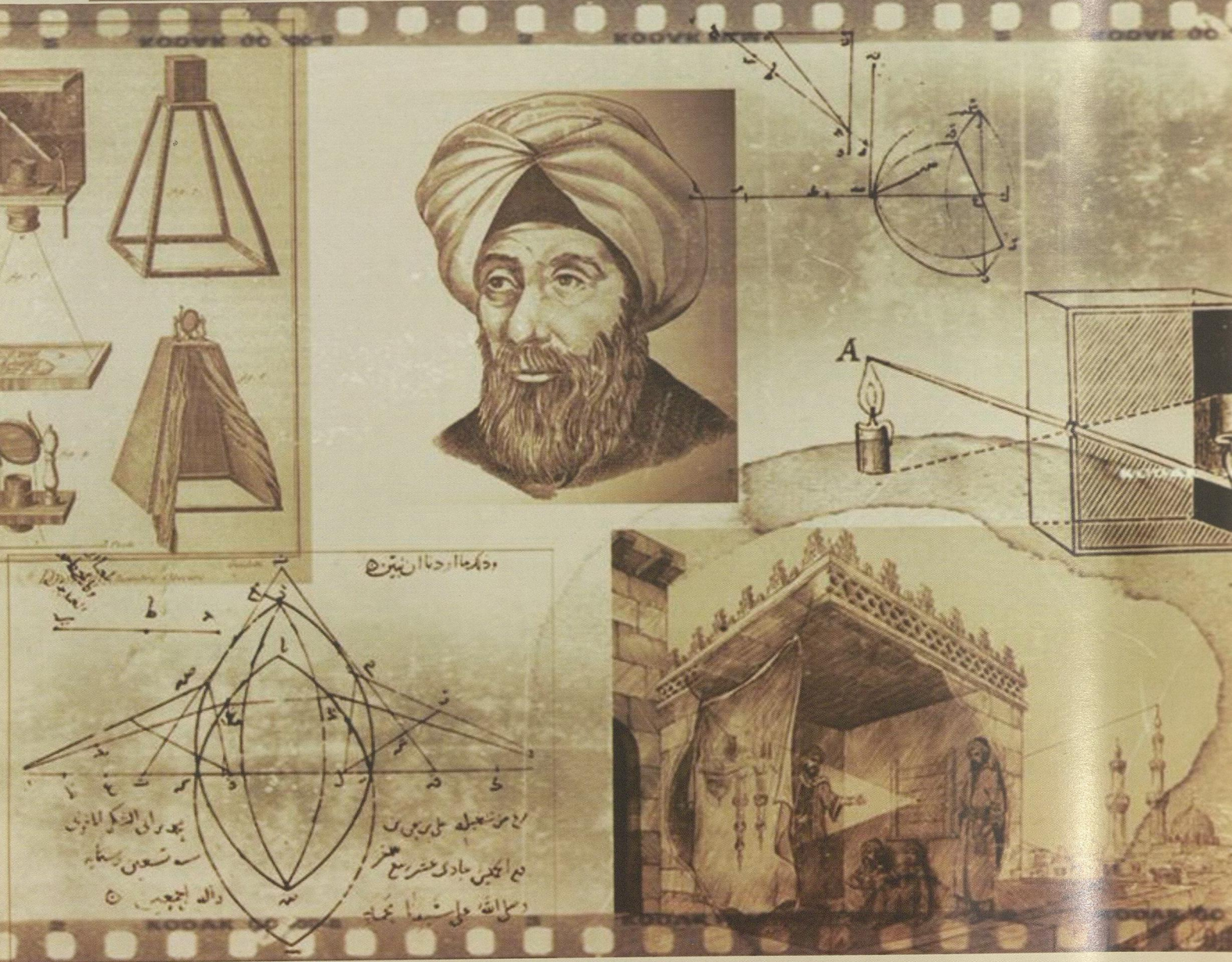
دیکھے ہیں کیسے کیسے رخ زندگی کے، بہت دیکھی ہیں بہاریں
مگر خزاں کے مارے چہرے جو دیکھے کہ اب دیکھنے کی وہ طاقت نہ رہی

سنے ہیں ہم نے وہ طنز بھی تحریم، کے جن کو سننے کا حوصلہ نہیں تھا
مگر سنائی دینے کے لیے اب کوئی بھی سماعت نہ رہی



انٹرویوز

ابن الہشیم (۱۰۲۳-۹۶۵)

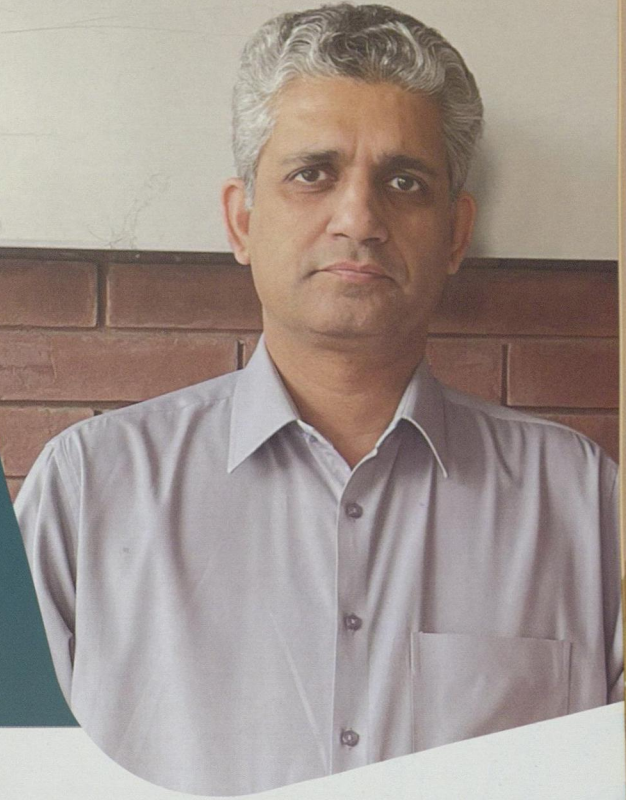
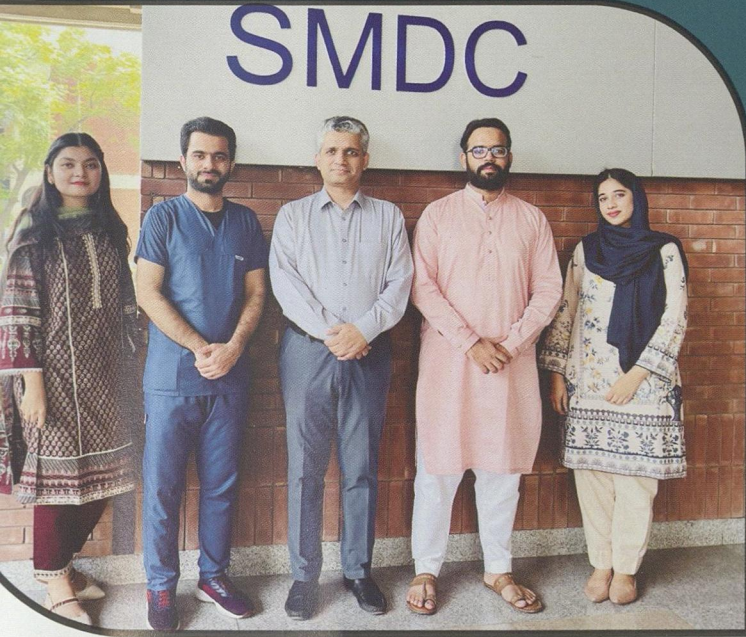


ابوعلی الحسن بن الحسن ابن الہشیم بصرہ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ ابن الہشیم نے دریائے نیل پر بند باندھنے کا منصوبہ تشکیل دیا جسے تکنیکی مسائل کی بنا پر عملی جامد نہ پہنایا جا سکا۔ ابن الہشیم کا شاہکار اس کی تصنیف ”کتاب المناظر“ ہے۔ یہ طبیعات کی شاخ ”روشنی“ پر دنیا میں پہلی جامع کتاب ہے۔ اس نے سوئی چھید کمرے (Pinhole Camera) کا اصول دریافت کیا۔ روشنی کے انعکاس کے دو قانون دریافت کرنے اور تجربے کے ذریعے ان کا ثبوت بہم پہنچانے کا سہرا بھی ابن الہشیم کے سر ہے۔ علاوہ ازیں کروئی آئینوں سے متعلق تحقیقات بھی اس کا شاندار کارنامہ ہے۔ اس نے ”کتاب المناظر“ میں آنکھ کے مختلف حصوں کی تشریح بھی ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر عمار حمید خان

پروفیسر کارڈیک سرجری

SMDC



سوال: پیدا کہاں ہوئے اور بچپن کیسا گزرا؟

جواب: میں 1968ء میں لاہور میں پیدا ہوا۔ ہم 13 بہن بھائی ہیں اور میں سب سے لاڈلا تھا۔ میں بچپن میں بہت خاموش طبع تھا اور باقی بچوں کی طرح شرارتوں میں حصہ نہیں لیتا تھا۔ نماز کی پابندی اس قدر تھی کہ اکثر نیند میں عشاء کی نماز پڑھ کر سوتا تھا اور اس بات پر میرے بڑے بھائی نے میرا نام ”یا حضرت“ رکھ دیا۔ ہمارے گھر کا ماحول بہت دینی اور ادبی تھا میرے والد محترم عبدالوحید خان کو ہستان اخبار کے چیف ایڈیٹر تھے۔

سوال: میٹرک اور انٹر میڈیٹ کی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

جواب: میں نے ”نیا مدرسہ ہائی سکول“ سے میٹرک کیا اور اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف۔ ایس۔ سی کی۔

سوال: ڈاکٹر بننے کا شوق کب سے تھا اور ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

جواب: میں نے گورنمنٹ کالج لاہور میں پہلے ایف ایس سی پری انجینئرنگ کا داخلہ فارم جمع کروایا اور بعد میں والد صاحب کے دوست کے اصرار پر پری میڈیکل کا بھی

فارم جمع کروا دیا میڈیکل کی لسٹ پہلے لگ گئی اور یوں میں نے اسی کو اختیار کیا اور میڈیکل کا سفر شروع ہو گیا۔ اس کے بعد 1985ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں ایم بی بی ایس میں داخلہ لیا۔

سوال: Cardiovascular System بننے کا ارادہ کیسے کیا؟

جواب: سرجن بننے کا فیصلہ ایم بی بی ایس میں آتے ہی کر لیا تھا۔ مگر Cardiac Surgery میں آنے کی وجہ پروفیسر جواد سے متاثر ہونا تھا۔ اور انہوں نے میری پاکستان میں ٹریننگ مکمل ہونے کے بعد انگلینڈ میں اپنے استاد مسٹر Macklain کو میرے بارے میں آگاہ کیا اور میں نے FRCS کی ٹریننگ ان کے ساتھ مکمل کی اور اس کے بعد پاکستان واپس آ گیا اور PIC میں پروفیسر جواد کے ساتھ ہی دوبارہ کام کا آغاز کیا۔

سوال: امریکہ میں اعلیٰ تعلیم کی راہ کیسے ہموار ہوئی؟

جواب: پروفیسر جواد نے مجھے کہا کہ اب تمہارا سفر انگلینڈ تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے اور تم میری خواہش پر امریکہ جاؤ۔ پروفیسر صاحب نے امریکہ میں Mayo Clinic کے Cardiac Surgery HOD کو میرے بارے میں آگاہ کیا اور میں نے وہاں ٹریننگ کا باقاعدہ آغاز کر دیا۔ وہاں سے میں 2 سال کے بعد Cleveland Clinic چلا گیا اور باقی ٹریننگ وہاں شروع کی۔

سوال: آپ نے اپنی زندگی کن اصولوں کے تحت گزاری؟

جواب: میں نے اپنی زندگی میں تین بنیادی اصول اپنائے جن میں سادگی، انکساری اور شکر گزاری شامل ہیں اور یہ اصول میں نے اپنے والد صاحب سے سیکھے۔ انہوں نے دور امریت میں بھی بطور چیف ایڈیٹر اخبارات اور کالم نگاری میں حق بات کہنے سے گریز نہ کیا اور مشکل حالات میں صبر سے کام لیا۔

سوال: آج کل کے طلبہ و طالبات کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میں تمام طلبہ و طالبات کو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ زندگی میں اس بات پر کامل یقین رکھیں کہ جو رزق اللہ تعالیٰ نے آپ کے نصیب میں لکھ دیا ہے وہ آپ کو مل کر رہے گا۔ اپنی قابلیت پر بھروسہ رکھتے ہوئے محنت اور لگن سے اپنے شعبہ سے مخلص رہیں اور انسانیت کی خدمت کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

سوال: وطن واپس آنے کا فیصلہ کیسے کیا اور یہاں کیسا تجربہ رہا؟

جواب: میری ابھی میں ٹریننگ جاری تھی کہ اس دوران میری والدہ کا فون آیا اور انہوں نے مجھے کہا کہ اب تک جو میں نے باتیں کہیں ہیں وہ سب ایک طرف اور جواب کہنے لگی ہوں وہ ایک طرف۔ اور تم میری خواہش پر پاکستان واپس آ جاؤ۔ (والدہ کے ذکر پر ان کی محبت میں آبدیدہ ہو گئے) میں نے والدہ کو اصرار تو کیا کہ میں جس جگہ ہوں یہاں آنے کے لئے لوگ خواب دیکھتے ہیں مگر والدہ کے اصرار اور خواہش پہ میں نے وطن واپس آنے کا فیصلہ کر لیا اور اللہ کی رضا کی خاطر دنیا کی بہترین جگہ اور ادارے کو چھوڑ کر اپنے والدین کی خدمت کے لئے پاکستان واپس آ گیا اور مجھے کبھی اپنے فیصلہ پر افسوس نہیں ہوا کیونکہ اللہ کی رضا کی خاطر کئے گئے فیصلوں پر کبھی افسوس نہیں ہوتا۔

سوال: اردو ادب سے لگاؤ کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب: ہمارے گھر کا ماحول بہت ادبی تھا اور میرے والد اور دادا کو شاعری کا بہت شوق تھا۔ ہمارے گھر میں ہندوستان سے شعراء مشاعرہ میں شرکت کے لئے آیا کرتے تھے۔ ہمارے گھر سے ہاتھ سے لکھے گئے رسالے شائع ہوا کرتے تھے۔ افعت رسالہ ہمارے گھر سے شائع ہوتا تھا۔

سوال: میڈیکل کالج کا یادگار واقعہ؟

جواب: ایک مرتبہ ہمارے مطالعہ پاکستان کے استاد کلاس میں آئے اور کہا کہ میرا نام محمد یحییٰ ہے نہ کوئی سابقہ ہے اور نہ کوئی لاحقہ ہے۔ اور پڑھانا شروع کر دیا۔ اس دوران ایک طالب علم نے کوئی شرارت کی جس پر سر نے اسے سزا کے طور پر کھڑا کر دیا اور رول نمبر پوچھا تو اس نے بتایا کہ 25۔ جس پر سر کو یقین نہ آیا اور دوبارہ پوچھا کہ صرف 25؟ تو اس نے جواب دیا کہ جی صرف 25 نہ کوئی سابقہ ہے نہ کوئی لاحقہ ہے۔ (تہنکہ لگاتے ہوئے)





ڈاکٹر ارشد اللہ خان آفریدی

ایسوسی ایٹ پروفیسر ناک، کان، گلا

آج کل کے طلبہ کو میں یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ زندگی میں کبھی ناکامی سے پریشان مت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا رزق متعین کر دیا ہے۔ انسان کے اختیار میں صرف کچھ لگن سے محنت اور کوشش کو جاری رکھنا ہے۔ اللہ کی ذات پر کامل یقین میری کامیابی کا راز اور زندگی کا بنیادی اصول ہے۔

پروفیسر مجھے اپنا کارکن بلایا کرتے تھے اور مجھے وارڈ کے سب مریضوں کے ہیڈ نمبر یاد تھے۔ ENT کے شعبے کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں میڈیسن اور سرجری دونوں شامل ہیں۔ میں نے 2014 میں FCPS ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد شمال مار ہسپتال میں شمولیت اختیار کی اور یہاں مجھے اپنے شعبے میں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ اس کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ اچھا وقت یہاں کے طلبہ و طالبات کے ساتھ گزرا شمال مار میڈیکل کالج کی غیر نصابی سرگرمیوں کا سلسلہ بھی قابل تعریف ہے اور میں کالج کے ہر پروگرام میں شرکت کرتا ہوں۔

اپنے آبائی علاقے پشاور نہ جانے کی وجہ صرف شمال مار میڈیکل کالج ہے۔ اور یہاں گزارا گیا وقت میری زندگی کا سب سے بہترین وقت ہے۔

میں پشاور میں پیدا ہوا۔ ڈاکٹر بننے کا شوق بچپن میں تو نہیں تھا۔ میرے ہیڈ ماسٹر مجھے کہا کرتے تھے کہ تم سیاست دان بنو گے کیونکہ تمہارا ذہن شرارتوں میں زیادہ کام کرتا ہے۔ مگر میرے ابو کو بہت شوق تھا کہ میں ڈاکٹر بنوں۔ کیونکہ باقی بھائیوں کا رجحان کاروبار کی طرف زیادہ تھا تو ابو کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے میں نے میڈیکل میں آنے کا فیصلہ کیا اور یوں گول میڈیکل کالج میں میرا داخلہ ہوا۔ میں بطور طالب علم نالائق تو نہ تھا مگر میرا زیادہ وقت کھیل کود اور شرارتوں میں گزرتا تھا اور پڑھائی کو کم ٹائم دیتا۔

ENT کے شعبے میں آنے کی بڑی وجہ میرے استاد عنایت اللہ تھے جن سے میں بے حد متاثر تھا۔ میرے Housejob کے آغاز کے تین ماہ ENT میں گزرے اور میں نے اتنے شوق اور جذبے سے کام کیا کہ میرے



یافتہ ساتھی کا ماڈل پیش کیا۔ دو سال بعد ہم نے دیکھا کہ اس پیپر پر کام ہوا تھا۔ پاکستان میں آرٹھوپیدک سرجری کا بہت وسیع رجحان ہے۔ اس وقت یہاں 2000 سے زائد آرٹھوپیدک سرجز ہیں لیکن Super Specialization کا دورا بھی آتا ہے۔ شالامار ہسپتال کے ساتھ کالج بننے کے بعد دو اچھے پہلوؤں میں سے ایک اپنے علم کی دوسروں تک منتقلی ہے اور دوسرا ڈرامیٹکس سوسائٹی ہے۔

نوجوان نسل کو تفریح چاہیے ہوتی ہے ہم تو اند و ضوابط کے ساتھ ہر سال ایک تقریب کرواتے ہیں اس کو ہم نے نشر کے مطابق رکھا ہوا ہے کہ سنجیدہ لانگ پلے نہ ہو، مزاح ہو، تفریح ہو۔ ہمارا اصول عمل ہے کہ سٹیج پر طلباء خود پر فارم کریں اور اپنا ہنر دکھائیں۔

سٹوڈنٹ لائف کے یادگار ترین دن وہ تھے جب پوری کلاس ٹپ پر گئی تھی۔ جو طلباء امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں ان کے لئے میرا ایک پیغام ہے کہ کبھی ہمت نہ ہاریں۔ دوسرا سب کے لئے ایک اہم پیغام یہ کہ اچھا ڈاکٹر بننے کے لئے اچھا اخلاق بہت اہم ہے۔ اپنے مریض کو پورا وقت دیں اور اچھا طالب علم، ڈاکٹر یا اچھا انسان بننے کے لئے منظم ہونا ضروری ہے سینئر زکو راہبر مانیں۔ میں تمام طلباء و طالبات کو یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ ڈاکٹر بننے کے لئے کتابوں کا ڈھیر پڑھتے ہیں اچھا مسلمان بننے کے لئے ایک کتاب قرآن پاک پڑھ لیں۔ اس کو پڑھیں تو ثواب ملتا ہے اور عمل کرنے سے زندگی تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کو آسان، چھوٹی سورتوں سے تفسیر کے ساتھ پڑھنا شروع کریں اور سمجھیں کہ یہ کیوں نازل ہوئی۔

میں جب چھوٹا تھا تو ایک لانگ کوٹ پہنا کرتا تھا جس پر سب مجھے پیار سے ڈاکٹر کہتے، وہیں سے ڈاکٹر بننے کا شوق پیدا ہوا۔ نشر میڈیکل کالج میں داخلہ ہوا اور ہاسٹل میں رہے۔ نشر کا ماحول بہت مختلف، بہت اچھا تھا۔ وہاں پر بہت اچھا گروپ بن گیا اور سنیرز بھی اچھے راہبر تھے۔ ہاؤس جاب بھی نشر سے ہی کی۔ ہاؤس جاب کے بعد FCPS Part 1 1991ء میں کلیئر کر کے آر لینڈ چلا گیا آر لینڈ میں رجسٹریشن کے بعد FCPC Part 2 کے تقاضے پورے کئے 1993ء میں FRCS کلیئر کیا۔

ڈبلن میں میں نے دیکھا کہ وہاں کی آرٹھوپیدکس پاکستان کی آرٹھوپیدکس سے بہت الگ تھی جو مریض یہاں پر کئی کئی مہینوں میں صحت یاب ہوتے تھے وہاں پر چند دنوں کی بات تھی۔ یہ فرق مجھے بہت دلچسپ لگا۔ 1999ء میں Board Exam دے کر ایک سال Consultant کے طور پر کام کیا۔

فیوشپ کرنے کے لئے جرمنی گیا۔ دو ماہ کی سٹرکچرل ٹریننگ کی اور ٹراما کے لئے دو تین خاص کورسز کئے۔ پھر پاکستان واپس آ گیا۔ یہاں پر اس وقت اوپن سرجری کا رواج تھا۔ ہم نے کلوز نیلنگ کو متعارف کروایا۔ میں اور میرے دوست نے آرٹھوپیدک سرجری کی عالمی کانفرنس میں ایک پیپر پیش کیا اس کا عنوان تھا۔ "Where does ambulance service stand for trauma victims in Lahore" میں ہم نے ٹراما مریض کو جائے حادثہ سے ہسپتال پہنچانے کے لئے ایک تربیت یافتہ ڈرائیور اور اس کے ایک تربیت





ڈاکٹر عرسلہ عاقف لیکچرر انائمی

دوران ہی شادی ہو گئی میرے میاں بھی آرمی آفیسر ہیں پھر جیسے جیسے ان کی پوسٹنگ ہوتی گئی مجھے بھی ان کے ساتھ بہت سے شہروں میں کام کرنے کا موقع ملا۔ جب لاہور آئی تو اختر سعید سے پڑھانے کا آغاز کیا۔

میرے خیال میں Histology ایک اچھا مضمون ہے اگر آپ اس سے نمبر لے سکتے ہیں تو اس سے خاتمہ کھائیں۔ فزیولوجی بالکل پسند نہیں تھی۔ ایکشن پوٹنشل میرے سر کے اوپر سے گزر جاتا تھا تقریباً دس سال میں نے سی ایم ایچ میں پڑھا یا پھر میں نے شالامار جوائن کر لیا۔

میرے لئے میرے سٹوڈنٹس بہت اہم ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب وہ مجھ سے بات کرتے ہیں۔ میرے خیال سے ان کو تعلیم دینے سے بڑھ کر ہماری ذمہ داری ہے ان کی تربیت کریں کیونکہ ہم ایک نسل کو متاثر کر رہے ہیں۔ آخر میں میں کہوں گی کہ خود پر یقین رکھو اور ہمیشہ مثبت سوچو۔

زندگی وہی ہے جو بھرپور انداز سے گزاری جائے۔ اگر میں سڑک پر چلتے ہوئے کبھی کسی سے ملتی ہوں تو ہمیشہ ایک گمان ہوتا ہے کہ اس کی بھی کوئی وجہ ہے۔ میرے نزدیک ایک رول ماڈل انسان وہ ہے جو خود پر قابو پا کر دوسروں کے جذبات کو سمجھ سکے۔ مجھے لگتا ہے چھوٹی چھوٹی چیزوں کی زندگی میں بہت اہمیت ہوتی ہے۔ اگر میرا کوئی سٹوڈنٹ کلاس میں نہیں آتا تو میں اسے پیغام بھیجتی ہوں کہ اسے کہنا ڈاکٹر عرسلہ اسے یاد کر رہی ہیں۔ میرے نزدیک انسان کے جذبات کی بہت اہمیت ہے وہ سوچے گا کہ میم مجھے یاد کر رہی ہیں۔ اسے اپنی اہمیت کا احساس ہوگا ہر انسان کی اپنی جگہ اور اہمیت ہوتی ہے۔

میرے نانا پیار سے مجھے لوگی کہتے تھے۔ انہیں بہت شوق تھا کہ میں طب کے شعبے میں آؤں۔ میری امی آرمی کے سکول کی پرنسپل تھیں۔ فاطمہ جناح میں ایڈمشن ہو گیا بہت اچھی ہاسٹل لائف گزاری۔ اتنے اچھے دوست ملے جواب تک ساتھ ہیں۔ ہاؤس جاب کے



ابوالریحان محمد بن احمد البرونی خوارزم کے تاریخی شہر کے مضافات کے ایک قریہ ”بیرون“ میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی پچاس سالہ تصنیفی زندگی میں ڈیڑھ سو سے زائد کتابیں اور رسائل تحریر کئے۔ البرونی کی وجہ شہرت اس کی کتب ”قانون مسعودی“ ہے جو گیارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ جن میں سے بیشتر جلدیں ہیئت کی مختلف شاخوں سے متعلق ہیں۔ البرونی نے مختلف شہروں کے درمیان طول بلد Longitude کا فرق دریافت کرنے کے قاعدے بیان کئے۔ اس نے زمین کی پیمائش جیومیٹری کے اصولوں کے مطابق کی اور بتایا کہ زمین کا محیط 24779 میل ہے، موجودہ تحقیق کے مطابق زمین کا محیط 24858 میل ہے۔ اس لحاظ سے یہ فرق 78 میل کی کمی ہے جو نظر انداز کئے جانے کے قابل ہے۔ ریاضی میں ہندسوی سلسلے (Geometrical Progression) کو جمع کرنے کا قاعدہ البرونی کی ایجاد ہے۔



لاہور لاہور اے

جنگی طرز عمل کی عکاسی کی گئی ہے۔ آگے چلیں تو تقسیم ہند کے وقت پاکستان کو آتی مہاجری ٹرین کا منظر پیش کیا گیا ہے کچھ لوگ سجدہ ریز ہیں، کچھ رشتہ داروں سے جدائی کے غم میں مبتلا اور باقی ہندوؤں کی بربریت کا شکار ہیں۔

اگلے حصوں میں 1948، 1965، 1971 اور 1999ء کی جنگوں میں پیش قدم ہمارے فوجی جوانوں کی دلیری کی منظر کشی کی گئی ہے۔ میوزیم میں سے ہمارے فوجیوں کے شانہ بشانہ کھڑکیں اور تمغے حاصل کرتیں عورتوں کا جذبہ ایثار بھی جھلکتا ہے انہی فوجیوں کی لازوال قربانیاں آج ہمیں اپنے گھروں میں تحفظ کا احساس دلاتی ہیں۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا: ”دنیا میں کوئی طاقت ایسی نہیں جو پاکستان کو ختم کر سکے“ اور پاکستان آرمی اس قول کی حفاظت میں دن رات لگی ہے۔“

کسی بھی ملک کو مستحکم بنانے میں اس کے دفاعی اداروں کا مرکزی کردار ہوتا ہے۔ پاکستان آرمی کے اس کردار کو اجاگر کرنے کے لئے جنرل قمر جاوید باجوہ نے 2017 میں آرمی میوزم کا افتتاح کیا۔

لاہور ایئر پورٹ کے قریب واقع یہ پاکستان کا دوسرا ایسا بڑا میوزیم ہے جس میں آرمی کے استعمال شدہ اسلحہ کی نمائش کی گئی ہے۔ میوزیم میں داخل ہوتے ہی شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ان کے نام قطار در قطار دیواروں پر کندہ ہیں۔ میوزیم کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصہ پاکستانی دفاعی تاریخ کے ایک خاص دور کی عکاسی کرتا ہے۔ پہلے حصے میں داخل ہوں تو ہماری تہذیب کا آگاز / آغاز تہذیب ہند (دور غلامی اور جستجو آزادی ایک ساتھ نمایاں کئے گئے ہیں۔ برابر کے ہال میں قدیم اطوار سے جدید

آرمی میوزیم







لاہور لاہور اے

صادقین کی پیٹنگ سے آراستہ کیا گیا ہے بدھ مت اور دیگر مذاہب کی عکاسی کرنے کیلئے بہت سے مجسمے بھی وہاں موجود ہیں۔ آگے چلیں تو گیلری میں تحریک پاکستان (1947-1957) کی رودادسانی بہت سی اشیاء موجود ہیں۔ مغلیہ دور کی بہت سی اشیاء نے بھی میوزیم کو زینت بخشی ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کا ایک بڑا ادھاتی مجسمہ ہر سیاح کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

ترقی یافتہ قومیں اپنی زبان اور ثقافت سے پہچانی جاتی ہیں۔ اور ہماری تنزلی کی وجہ اپنی تاریخی روایات اور ثقافت سے دوری ہے۔ جو قوم اپنا ماضی بھول جاتی ہے اس کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا۔ میوزیم ہمارے اجتماعی ورثے کی بہتر تفہیم کرتے ہیں۔ نوجوان نسل کو اپنے ماضی سے روشناس ہونے کے لئے ایسے عجائب گھروں کا دورہ کرنا چاہیئے۔

لاہور تقریباً دو ہزار سال تک شاعروں، مصنفوں اور مفکروں کا گڑھ رہا ہے اس کی تاریخ اور ثقافت کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ انگریزوں نے 1865ء میں اس کی بنیاد رکھی۔ اس دور کے مشہور معمار سر گنگارام نے مغلیہ طرز پر لاہور عجائب گھر کا نقشہ تیار کیا۔ عجائب گھر میں موجود نمائشی اشیاء میں جدید مصنوعی، فن خطاطی، قدیم جنگی سامان، اوزار اور مختلف تہذیبوں کے ملبوسات اور دیگر اشیاء شامل ہیں۔ برما، نیپال، بھوٹان اور دیگر ممالک نے عجائب گھر کی تزئین و آرائش کے لئے بہت سی نادر اشیاء تحفہ کے طور پر دیں۔

عجائب گھر میں داخل ہوتے ہی پہلی نظر سامنے والی دیوار پر آویزاں ایک پیٹنگ پر جاتی ہے جو کہ بنی نوع انسان کے ارتقاء کی تصویر کشی کرتی ہے۔ مرکزی ہال میں چھت کو مشہور مصور

لاہور میوزیم



لاہور لاہور اے

فقیر خانہ

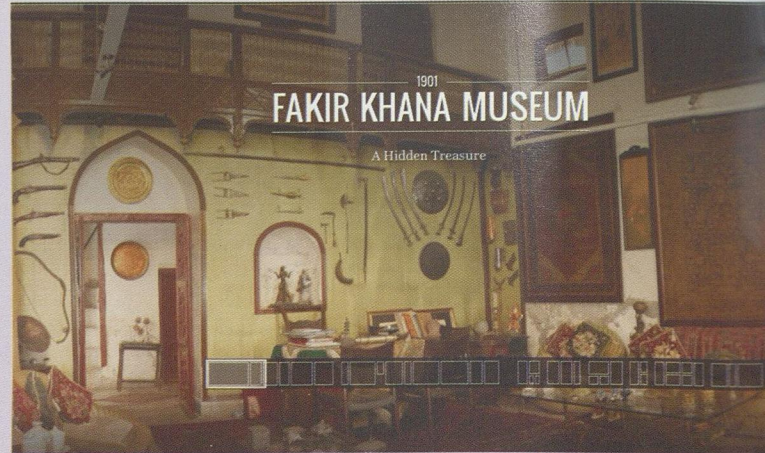
بھائی گیٹ سے پانچ منٹ کی دوری پر واقع میوزیم ہے جس کی دیکھ بھال فقیر خاندان کی چھٹی نسل کر رہی ہے۔ یہ پاکستان کے بڑے نجی عجائب گھروں میں سے ایک ہے۔ یہ عوام کیلئے 1901ء میں کھول دیا گیا۔ یہ عمارت راجہ تودار مال جو کہ اکبر کا وزیر خزانہ تھا اس کی ملکیت تھی۔ اس کی مرمت دوبارہ بیسویں صدی میں کی گئی۔

اس میں بیس ہزار سے زائد فنی نمونے موجود ہیں جو کہ تین صدیوں کی عکاسی کرتا ہے۔ سیاحوں کو اپنی طرف سب سے زیادہ متوجہ کرنے والا یہاں کا منیچر ہال (Miniature Hall) ہے اس ہال میں ایرانی، کنگرہ، راجپوتی تہذیب کی باقیات موجود ہیں اس ہال کا شاہکار نواب ممتاز علی کی تصویر ہے۔ جس کو بنانے میں مصور کے پندرہ سال صرف ہوئے۔

میوزیم کا ایک حصہ بدھ مت اور گندھارا تہذیب پر مشتمل ہے۔ اس میوزیم میں قرآن اور احادیث کے کوفیاتی خطاطی کے بیشتر نمونے موجود ہیں۔

انیسویں صدی کے سکھ تہذیب سے تعلق رکھنے والے بہت سے ملبوسات موجود ہیں۔ مہارانی جندہ سے منسوب ایک کشمیری شامل بھی وہاں موجود ہے۔ یہاں پر قدیم ادوار کے چینی مٹی سے بنے برتنوں کا بہت بڑا مجموعہ ہے۔ وہاں موجود ایک کمرے میں بہت سے قالین آویزاں ہیں۔ جہاں فقیر خان فارغ وقت میں بیٹھا کرتا تھا۔

یہ عجائب گھر ہمارے شاندار ماضی کی عکاسی کرتا ہے اس تیز رفتار زمانے میں ہماری تہذیب بھی تیزی سے کھو رہی ہے اس کو زندہ رکھنے میں یہ عجائب گھر بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

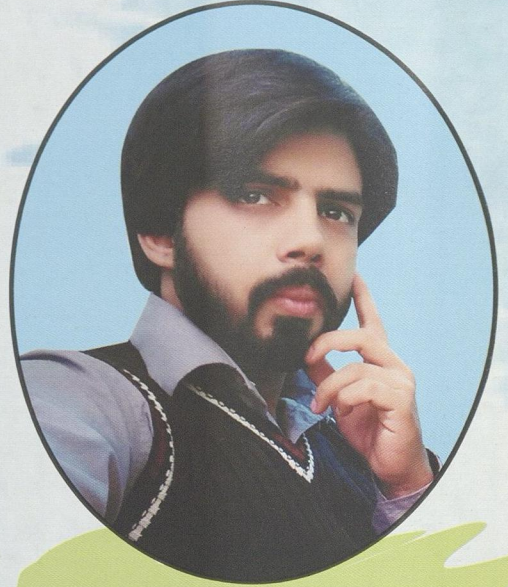




حسین بن عبداللہ بوعلی سینا ایران کے شہر بلخ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم بخارا میں حاصل کی۔ اس نے سو سے زائد کتب تالیف کیں۔ اسلامی سائنسدانوں میں ان کی وجہ شہرت ”قانون“ اور ”شفا“ ہیں۔ ”شفا“ میں علم الکلام، طبیعیات، کیمیا، ریاضی، موسیقی اور حیاتیات پر مضامین ہیں جبکہ ”قانون“ علم العلاج کا ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا (دائرۃ المعارف) ہے۔ جس میں اس نے اپنے زمانے تک کی تمام قدیم اور جدید معلومات کو نہایت قابلیت سے جمع کیا ہے۔ قانون میں تقریباً دس لاکھ الفاظ ہیں اور اس کی پانچ جلدیں ہیں۔ جن میں تشریح الاعضاء (Anatomy) اور منافع الاعضاء (Physiology)، المفردات (Materia Medica) زیادہ اہم ہیں۔ ”شفا“ اور ”قانون“ دونوں کا اردو زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

پہلی محبت

پہلی محبت کی آخری کہانی
ڈھلنے لگی تھی وہ میری جوانی
بڑا بے ضرر سا میرا سوچنا تھا
اک کاغذ قلم اور وہ راتیں سوہانی
صدیوں میں گزرا تھا اک اک سال
پل میں ہی تھم گئی زندگی کی روانی
وہ بڑا سنگ دل تھا محبت میں یارو
پھر کیسے بڑھاتے ہم اپنی کہانی
پہلی محبت کی آخری کہانی.....



زہیب ہاشمی
(فزیالوجی ڈیپارٹمنٹ)

عزتِ نفس

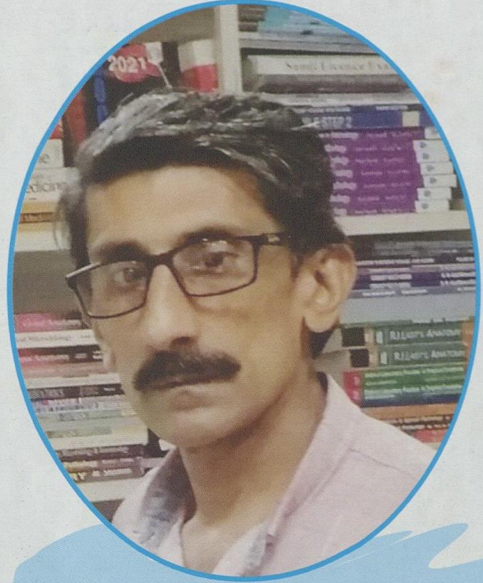
زندگی میں ایک سبق یاد رکھیں کبھی کسی انسان کے پیچھے نہ بھاگیں اپنا وقار اپنی عزت نفس کو کسی بھی انسان کے لیے
داؤ پر مت لگائیں آپ کا وقار اُن سے کہیں زیادہ بہتر اور قیمتی ہے، نہیں تو ایک دن ایسا آئے گا کہ آپ اپنا سب
کچھ ایک انسان کے لیے ضائع کر دیں گے اور اپنی پہچان تک کھو دیں گے، اور لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ایک غلطی
کی خاطر انسان چھوڑ دیتے ہیں، ایک وقت ایسا آتا ہے کہ آپ کے جذبات کے ساتھ اتنی چالاکی سے کھیلا جاتا ہے
کہ آپ ہر چیز کے لیے خود کو ہی قصور وار سمجھتے ہیں، اس لیے کسی کو اپنی زندگی میں بہت اہمیت دینے سے پہلے
اپنی اہمیت بھی اُس کی نظر میں جانچ لیں۔ بس خود کو مضبوط کریں وقت اور حالات کے مطابق چلنا سیکھیں یہی پُر
سکون زندگی کا بہترین عمل ہے۔

وہ تمہارا ہے، غلط فہمی تھی تم کو،
وہ اپنا بھی نہیں، اور کیا بتائیں تم کو

دوسروں کے اُصولوں پے چلنے والے غلام ہوتے ہیں

گناہ

- ☆ زبان اگر چہ تلوار نہیں لیکن تلوار سے زیادہ تیز ہے۔
- ☆ بات اگر چہ تیز نہیں لیکن تیر سے زیادہ زخمی کر سکتی ہے۔
- ☆ غصہ اگر چہ شیر نہیں لیکن شیر سے زیادہ خوفناک ہے۔
- ☆ نشہ اگر چہ سانپ نہیں لیکن سانپ سے زیادہ خطرناک ہے۔
- ☆ اور گناہ اگر چہ زہر نہیں لیکن زہر سے زیادہ مہلک ہے۔



محمد اختر
(شالامار بک شاپ)

تعلیم

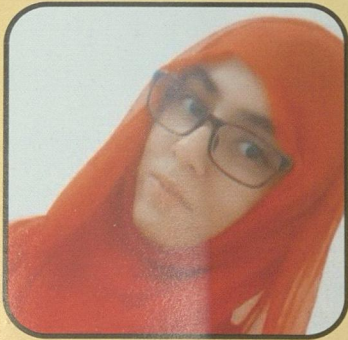
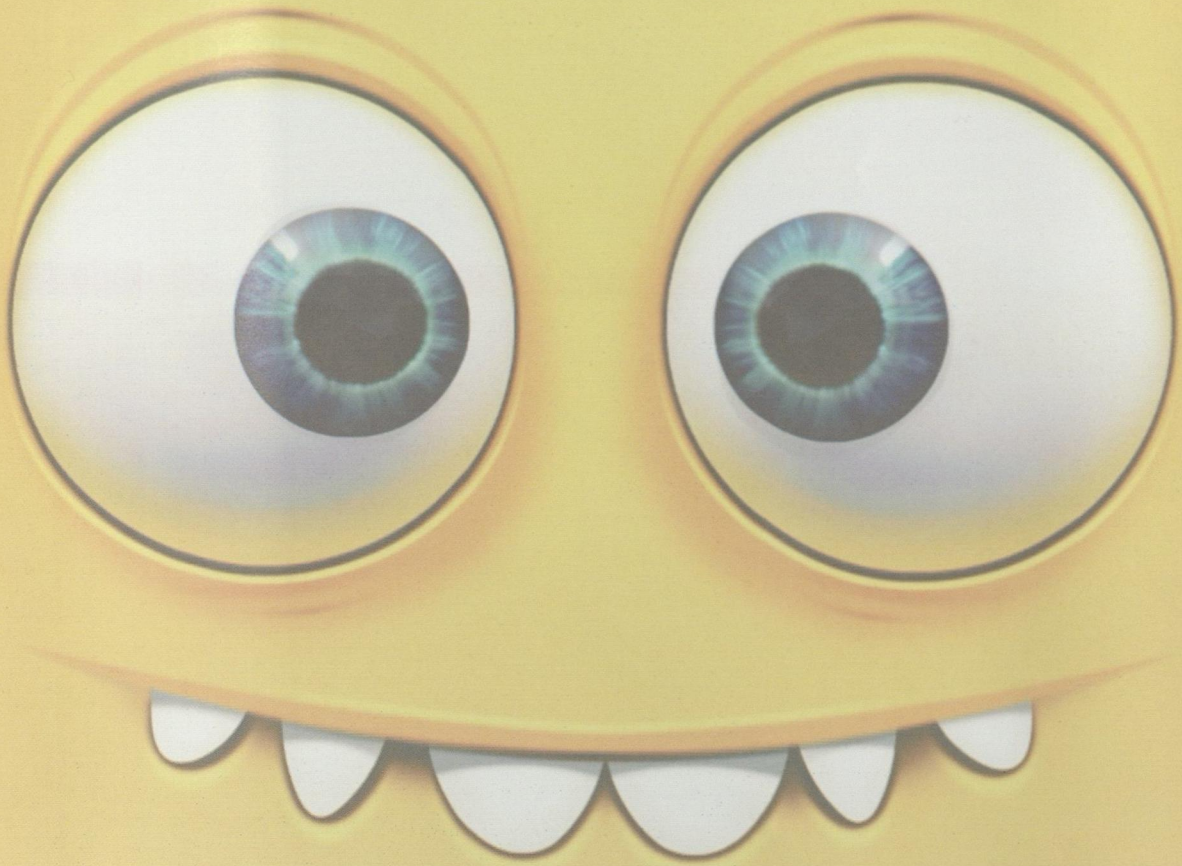
جب کوئی شخص مجھ سے یہ کہتا ہے میں نے اپنی تعلیم مکمل کر لی ہے تو میں عجیب و غریب انکشاف کو سن کو حیرت زدہ ہو جاتا ہوں کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے تعلیم کا سلسلہ تو زندگی بھر جاری رہتا ہے۔

طنز و مزاح

ابن خلدون (۱۴۰۶-۱۳۳۲)



عرب تارخ دان جنہوں نے تارخ کے
ابتدائی غیر مذہبی فلسفوں میں سے ایک تیار
کیا۔ اکثر جدید تارخ نگاری سماجیات اور
معاشیات میں پیش قدم سمجھا جاتا ہے۔



اریبہ یسین (تھرڈ ایئر)

اللہ اللہ کر کے نوبے کالج پہنچنا نصیب ہوا تو جناب کوئی بچہ تو دور کسی کے قدموں کے نشانات بھی نہیں تھے۔ یہ کیا؟؟؟ یا تو میں بہت جلدی کالج پہنچ گئی تھی (نو بجے) یا آج ہی سب کے اندر لیکچر لینے کا جذبہ پیدا ہوا تھا..... پھر پہلا لیکچر..... وہ بھی eye کا..... ابھی یہی خیالات آرہے تھے کہ 1st floor lift پر کی اور مجھے اندازہ ہوا کہ منزل مقصود آچکی ہے۔ یہ کیا؟؟؟ لیکچر ہال کے باہر بھی کوئی نہیں۔ کیا کوئی Theeta بھی mam سے question کرنے باہر نہیں آیا۔ جب لیکچر ہال کے اندر نظر پڑی تو یہ کیا لیکچر ہال تو کچھ کچھ بھرا ہوا ہے۔ یہ کیا سب

پہلا لیکچر

صبح 7:45 کے لگائے گئے الارم کے مطابق آنکھ کھلی تو time دیکھ کر کہا یار!!! ابھی تو بہت ٹائم ہے ابھی تو 8:00 بجتے ہیں 15 منٹ باقی ہیں۔ Time پر جا کر بھی سونا ہی ہے تو ابھی کیوں نہیں؟؟؟ پھر فوراً میرے خیالات نے دماغ کو جھنجھوڑا اور میں نے سوچا کیوں نہ آج کا Time table ہی دیکھ لوں ایسا نہ ہو کہ 15 منٹ کی نیند (جو اس وقت مجھے دو گھنٹے کی نیند سے کم نہ لگ رہی تھی) پوری کرنے کے بعد لیکچر ہال کا دروازہ بند پا کر شرمندگی محسوس کرنی پڑے یا اندر موجود ٹیچر سے عزت افزائی کروانے کے بعد زین بوس ہونے کا دل کرے۔

خیر..... جب میں نے time دیکھا تو یقیناً جائینے پہلا لیکچر Eye کا دیکھ کر مجھے اتنی مسرت ہوئی جسے گرم دہکتے صحرا میں کسی کو ٹھنڈا پانی مل جائے جیسے بھولے سے چلے باؤسیم جیسے بے وجہ کسی بیمار کو قرار جائے۔ یہاں پر صبح پہلے لیکچر میں لیٹ پہنچنے والی بیماری کا ذکر ہو رہا ہے۔

eye کا لیکچر ہی لینے آئے ہیں؟؟؟ اللہ آج سورج کہاں سے نکلا ہے۔ خیر..... سب کو class میں دیکھ کر بھی مجھے کوئی خاص شرمندگی محسوس نہیں ہوئی۔ لیکچر ہال کے اندر جا کر سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ مجھے پتہ چلا پہلے لیکچر کی Proxy بھی نہیں لگی۔ کوئی نہیں کونسا اسی سال eye کا Proff دینا ہے۔ اگلے سال پوری کر لیں گے Attendance پر اگر 90% ہوگی (Attendance) پر کیا ہوگا؟؟؟

اٹھائے ہوئے بوجھ سا Attendance بھٹکتے رہے SMDC میں ہم
یہاں کون اپنا تھا اپنے علاوہ ظفر کس سے اظہار خیال کرتے

میرے حسین خیالات کا محل ٹوٹ کر تب کرچی کرچی ہوا جب دوسرا لیکچر Biochem کی بجائے Physics کا ہوا۔ جب میں نے دوبارہ schedule دیکھا تو لیجئے جناب!!! میری 15 منٹ کی نیند میں مجھے اس بات کا اندازہ بھی نہ ہوسکا کہ میں پچھلے module کا schedule دیکھ کر آئی ہوں.....
آخر کار دو گھنٹے کے DH اور دو گھنٹے Lab میں نیند پوری کرنے کے بعد جب یہ شاہکار دن اختتام پذیر ہوا..... تو خود سے یہ پکا عہد کیا کہ کل سے ہر لیکچر time پر لینا ہے چاہے پہلا لیکچر ہو یا آخری..... لیکن..... عقلمند کیلئے اشارہ کافی ہے۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں





محمد براہیم (فورتھائر)

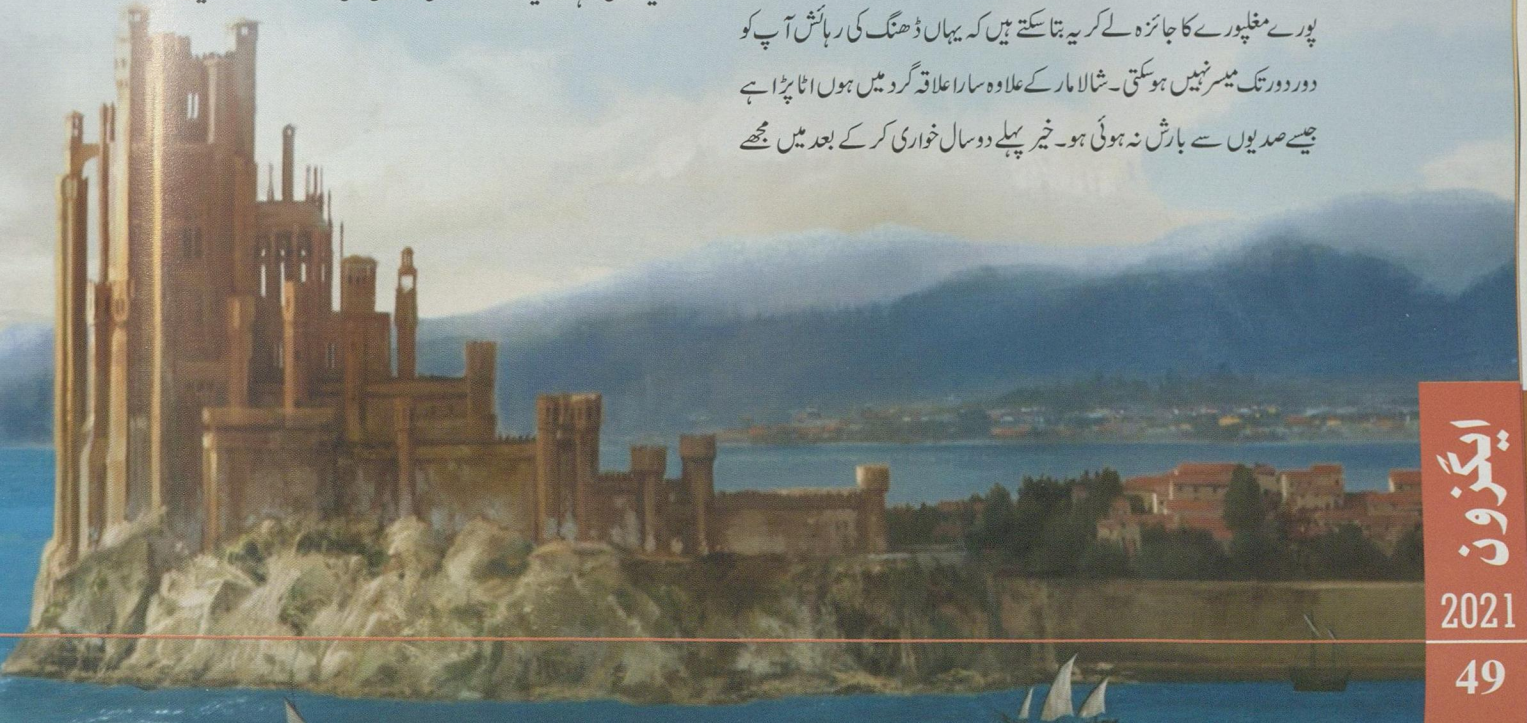
زندگی کے نشیب و فراز میں انسان کچھ ایسی غلطیاں کر بیٹھتا ہے کہ فراز بھائی خدا حافظ کہہ کر گدھے کے سینگوں کی طرح غائب ہو بیٹھتے ہیں۔ پھر آپ ایڈی چوٹی کا زور لگا کر بھی فراز بھائی کا پتا نہیں لگا پاتے اور نشیب ہی آپ کی زندگی کا قدر بن جاتا ہے۔

ایسی ہی ایک غلطی میں نے شمالا مارمیڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج میں داخلہ لے کر کی۔ مگر مستقل نشیب میں جہاں پذیر ہونے کے لئے ضروری تھا کہ میں ایک عدد ہاسٹل میں رہائش پذیر ہو جاتا۔ ویسے تو آپ "Google Map" پر پورے مغلیہ پورے کا جائزہ لے کر یہ بتا سکتے ہیں کہ یہاں ڈھنگ کی رہائش آپ کو دور دور تک میسر نہیں ہو سکتی۔ شمالا مار کے علاوہ سارا علاقہ گرد میں ہوں اٹا پڑا ہے جیسے صدیوں سے بارش نہ ہوئی ہو۔ خیر پہلے دو سال خواری کر کے بعد میں مجھے

ایک Premium ہاسٹل کی طرف سے دعوت ملی کہ میں ان کو جوائن کر لوں۔ اگر آپ نے "کنکٹز لینڈنگ" کا نام نہیں سنا تو نہ جانے آپ کس دنیا میں جی رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کو اس ہاسٹل کی اہمیت بتانے کی ناکام کوشش کروں آپ Google Maps پر یہ ٹائپ کر کے دیکھیں آپ پورے پنجاب میں سے کہیں سے بھی اس کو سرچ کریں تو پہلے نمبر پر یہی ہاسٹل آئے گا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی 5 Star ریٹنگ اس ہاسٹل کے مکینوں کی ہی بدولت ہے۔

یہ ہاسٹل خریدتے ہوئے تمام سٹوڈنٹس کے ذہن میں محض ایک ہی مقصد تھا..... عیاشی! لہذا اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ من پسند کے کھانے انٹرنیٹ پر کوئی Compromise نہیں کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے لڑکے کئی ماہ تک ہاسٹل وقت گزارنے کے بعد ایک آدھ چکر گھر بھی لگا لیتے ہیں۔

اس ہاسٹل میں ایک ہی کمرے میں AC کی سہولت موجود ہے۔ لہذا لاہور کی شدید تپتی گرمیوں میں سارے شاہین اسی کمرے میں اپنے ڈیرے ڈال دیتے ہیں۔ کمرے میں بستریوں بچھے ہوتے ہیں کہ محال ہے آپ کو غلطی سے کارپٹ کا کوئی حصہ نظر آجائے۔ ان بستریوں پر جب دس دس بندے سو جائیں تو کروٹ لینے پر گویا آپ ساتھ والے سے عید کے لئے گلے مل رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں سب سے زیادہ مسائل وہ لوگ پیدا کرتے ہیں جو سوتے میں Kung Fu کھیلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ رات کے کسی پہران کی Spider Sense ان کو ہوشیار کرتی ہے اور یہ ساتھ والے کی پسلیوں میں گھٹنا دے مارتے ہیں۔



اس ہاسٹل کا ایک اور Tradition یہ ہے کہ جس بندے کی سالگرہ ہو اس کی سب مل کر گٹ لگاتے ہیں اس تقریب کو ”ٹھوکو“ کا نام دیا جاتا ہے۔ میدان میں آنے سے پہلے مظلوم اپنی پوری تیاری کے ساتھ آتا ہے کہ اسے کم سے کم نقصان پہنچے۔ اکثر لوگ تین پاجامے پہن کر آتے ہیں۔ اس دوران شکار اپنے شکاریوں پر بھرپور نظر رکھتا ہے تاکہ اپنے ساتھ ظلم کرنے والے سے بعد میں بدلہ لے سکے۔ اس کا کل لڑکوں نے یوں نکالا کہ مارنے سے پہلے اس پر چادر ڈال دی جاتی اور اوپر سے تابڑ توڑ حملے کئے جاتے یہ جانے بغیر کہ کس لڑکے نے اس میں کتنا حصہ ڈالا۔

کھانا کھاتے وقت جب سارے لڑکے اکٹھے ہوتے ہیں تو یہ بات تو ناممکن ہے کہ ایک دوسرے پر جگتیں لگانے کا سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ اس دوران ہمیشہ بات کرنے والے دو سے تین لوگ ہوتے ہیں جو کہ آپس میں مشغول کر رہے ہوتے ہیں۔ باقی لوگ محض قہقہے لگا کر Back Ground Effect فراہم کر رہے ہوتے ہیں اور یہ قہقہے اس قدر جاندار ہوتے ہیں کہ یہ بات ناممکن ہے کہ آپ ان کے ساتھ شامل ہوئے بغیر رہ سکیں۔ ایسے ہی حالات ایسا موڑ مڑتے ہیں کہ اکثریت ایک لڑکے کے ساتھ ہو جاتی ہے اور اس لڑکے کی ہی بات پر صرف قہقہے لگائے جاتے ہیں اور اس کے رفیق کی جگت پر ایسا سکوت طاری ہوتا ہے کہ وہ بیچارہ شرمندگی سے چپ ہو کر ایک طرف ہو جاتا ہے میں BS میں Positive & Negative Reinforcement کا پرنسپل یہاں اپلائی ہوتے دیکھا۔

ایک مسئلہ ہم سب بھائیوں کو درپیش ہے کہ Kings Landing کا لُج سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے اگر بہتر واک بھی کی جائے تو کم سے کم دس منٹ لگ جاتے ہیں۔ ہاسٹل کی کابل عوام جو کالج لگنے سے 20 منٹ پہلے اٹھتی ہے، دس منٹ کی واک کر کے کیسے کالج ٹائم پر پہنچے۔ لنک روڈ پر چلنے والی چنگیاں ہماری اس پریشانی کا حل ہیں۔ ویسے تو اکثریت عوام چنگی پر بیٹھنے سے ذرا نہیں کتراتے مگر ایک بار ہمارے شاہ صاحب سے میڈم نے لیٹ آنے کی وجہ پوچھ لی۔ شاہ صاحب نے بتایا کہ ہاسٹل سے نکلتے ہوئے دیر ہو گئی۔ میڈم کا اگلا سوال شاہ صاحب کے لئے دنیا کا مشکل ترین سوال تھا۔

”اچھا..... تو بیٹا ہوٹل سے کس پر آتے ہو۔“

شاہ صاحب نے اپنی Civic پر آنے والی کرش کی طرف دیکھا۔ رکشہ بول کر اپنا گھر بسانے کا خواب ادھورا ہوتا نظر آیا۔ سو شاہ صاحب نے میڈم کی آنکھوں

میں آنکھیں ڈال کر Confidence سے وہ جواب دیا جس کو سن کر kingland کی عوام کے کان کھڑے ہو گئے۔ شاہ صاحب نے دھیمی آواز سے کہا۔

”میڈم..... Uber ہے۔“

اس دن شاہ صاحب کی کرش بھی Impressive ہوئی ہوگی کہ شاہ صاحب 10 منٹ پیدل فاصلہ Uber پر طے کرتے ہیں اس کے بعد سے شاہ صاحب ہمارے ہاسٹل میں ”Uber بوائے“ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

ہاسٹل خریدتے وقت اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ سارے کمرے ایک جیسے نہیں ہیں۔ لہذا کمروں Allotment کے لئے پرچیاں ڈالی گئیں اور یہ بھی فیصلہ ہوا کہ ہر سال دوبارہ پرچیاں ڈالی جائیں گی۔ سب لوگ اپنے کمروں سے مطمئن تھے سوائے سندھو کے روم والے۔ وہاں گلی میں سے دوکانوں کا شور آتا تھا۔ سال گزرنے کے بعد کوئی بھی دوبارہ پرچیاں ڈالنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ایک سندھو نے آکر سب کو ultimatum دیا کہ آج تو پرچیاں ڈل کر ہی رہیں گی۔ اگرچہ تین چار بندوں کے علاوہ کوئی اور تیار نہ ہوا۔ پرچیوں پر نام لکھ دیئے گئے۔ مجھے معلوم تھا کہ کمرے بغیر کشیدگی کے تبدیل نہ ہوں گے۔ سندھو نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ”یا اللہ ہم نے ایک سال سے کمرے میں بہت مشکل وقت گزارا ہمارے ساتھ آسانی والا معاملہ کرے۔“ شاہ صاحب سے بھی دعا کی درخواست کی۔ چار پرچیوں میں سے سندھو کی پرچی دوبارہ اسی کے ہاتھ میں آنے کے 25% Chances تھے جبکہ دوسرے کمروں میں سے کوئی آنے کے 75% میں یہ جانتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ سندھو بلاوجہ پریشان ہو رہا ہے۔ مگر قدرت کے کھیل دیکھیے سندھو نے پرچی اٹھائی اسی کے کمرے کا نام نکلا۔ مگر جھائے ہوئے چہرے کھل اٹھے لڑکوں نے غل غباڑہ مچا کر ہوٹل کی چھت سر پر اٹھالی۔ میں صرف اس کے برعکس Scenerio کا صرف تصور ہی کر سکتا تھا اگر سب کو کمرے تبدیل کرنے پڑ جاتے۔

اس ہوٹل کی منفرد بات یہ ہے کہ چاہے دو لڑکوں کے درمیان کتنی ہی لڑائی کیوں نہ ہو جائے اگلے دن وہ یوں بھول جاتے ہیں کہ گویا Amnesia کے مریض ہوں۔ یہی خوبی اس ہوٹل کے لڑکوں کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس ہوٹل کو چھوڑنے کے بعد اس کی ایک ایک یاد مجھے ضرور ستائے گی۔

سوال نمبر 1: آئینے میں اپنی شکل دیکھ کر کیا خیال آتا ہے؟

سوال نمبر 2: اگر آپ انسان نہ ہوتے تو کیا ہوتے؟

- ۱۔ گلاس
- ۲۔ tubelight
- ۳۔ Penguin
- ۴۔ پھول
- ۵۔ انسان ہی ہوتی
- ۶۔ درخت
- ۷۔ Dinasaure
- ۸۔ جو بھی ہوتا مسلمان ہی ہوتا
- ۹۔ چڑیا
- ۱۰۔ پانڈا
- ۱۱۔ آکس کریم
- ۱۲۔ بادل
- ۱۳۔ بلی
- ۱۴۔ پری
- ۱۵۔ عقاب
- ۱۶۔ دیو
- ۱۷۔ مچھر ہوتا اور روز اپنی کرش کو تنگ کرتا اس کی نیندیں خراب کرتا۔

- ۱۔ glow چمک کر دُرا
- ۲۔ معصومیت ہے چہرے پر
- ۳۔ آنکھیں اندر چلی گئیں ہے Checkbone باہر آگئی پھر بھی overall شکل اچھی ہے
- ۴۔ خوبصورت تو بہت ہوں
- ۵۔ تعریف کروں کیا اس کی جس نے تمہیں بنایا
- ۶۔ پیارا ہو رہا ہوں
- ۷۔ Not too good Not too bad
- ۸۔ میرا ماتھا کتنا بڑا ہے
- ۹۔ کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے
- ۱۰۔ شاید میں ہی اتنی لمبی ہوں (پوری دنیا میں)
- ۱۱۔ کتنا سو ہناتینوں رب نے بنایا
- ۱۲۔ تو بہ تو بہ بہت منحوس لگ رہے ہو
- ۱۳۔ تیرے جیسا کوئی میری زندگی میں آئے تو بات بن جائے

سوال نمبر 3: اگر آپ کی کوئی بھی تین خواہشات پوری ہونی ہوں تو کیا ہوں گی؟

- ۱۔ کامیاب ڈاکٹر خوشگوار خاندان بے گھر لوگوں کیلئے پناہ گاہ
- ۲۔ ہم تو کھانا دانا کھا کھوکھوے خوش ہو جائیں گے۔
- ۳۔ جنت میں چلا جاؤں گا۔
- ۴۔ بہت سارے پیسے ہوں، کبھی جاب نہ کرنی پڑے اور پھر میں باہر چلی جاؤں۔
- ۵۔ Dream Job مل جائے، کبھی کسی جگہ بیاد دے کر مایوس نہ ہو۔
- ۶۔ بے انتہا پیسہ، صحت، Wings (پر)
- ۷۔ خوشی، ذہنی سکون، پیسہ
- ۸۔ SMDC کے سارے بے عقلوں کو ہدایت مل جائے، میں سچا پکا انسان بن جاؤں، بیماری ختم ہو جائے۔
- ۹۔ دوست نما پارٹنر مل جائے۔

سوال نمبر 4: اپنے بارے میں ایک اچھی چیز؟

- ۱۔ عاجزی
- ۲۔ میرے دوست
- ۳۔ میرا دل
- ۴۔ میرا قد
- ۵۔ SMDC
- ۶۔ صفائی پسند
- ۷۔ خوش اخلاقی
- ۸۔ لوگوں میں جلدی گھل مل جانا۔

سوال نمبر 5: آپ کی فریج میں سب سے عجیب چیز کیا ہے؟

۱۔ چھرا ۲۔ کچپ کے ساشے

۳۔ سٹرا ہوا پودینہ ۴۔ Toothbursh

۵۔ آدھے کٹے لیموں ۶۔ چھتہ (شہد کی مکھیوں کا)

۷۔ فیس واش ۸۔ Aloe Vera بالوں کیلئے

۹۔ خالی پن

سوال نمبر 6: آخری بار جراثیم کب بدلی تھیں؟

۱۔ Viva سے پہلے ۲۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے Lecture میں

۳۔ میں روز نیا جوڑا پہنتی ہوں۔ ۴۔ میں چپل بوائے ہوں

۵۔ ہم پہنتے ہی نہیں ۶۔ اس سوال کا جواب تو جراثیم ہی ٹھیک سے بتا سکتی ہیں

سوال نمبر 7: کوئی ایسی خواہش جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی؟

۱۔ ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ۲۔ 5 شادیاں

۳۔ خواہش کی شادی ہو چکی ہے ۴۔ جو دنیا سے چلے گئے وہ مل نہیں سکتے کبھی بھی

۵۔ Immortality (میشہ زندہ رہنا) ۶۔ World Tour کیونکہ ساری دنیا دیکھنے کیلئے زندگی بہت چھوٹی ہے

۷۔ پروفیسر نہیں بن سکتا، ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ (Lecture hall attendant)

سوال نمبر 8: آپ نے سب سے بڑی شونی کیا ماری ہے؟

۱۔ نہیں نہیں ہم نے نہیں ماری کبھی ۲۔ میرے پاس Ultra pro Max 14 Iphone ہے

۳۔ میں بڑی ہوں آپ سے ۴۔ میں نے تو کبھی غصہ ہی نہیں کیا نہ ٹینشن لی ہے

۵۔ جس فارم ہاؤس پر پارٹی کر رہے ہیں وہ میرے دوست کے پاپا کا ہے (اپنی میڈم کے سامنے)

سوال نمبر 9: زندگی کا یادگار ترین اجنبی؟

۱۔ آزاد کشمیر سے ایک بزرگ اللہ والوں کو ڈھونڈنے نکلے تھا ان کے چہرے پر بہت نور تھا، بہت اللہ والے تھے۔

۲۔ John Doe ۳۔ Recep Ca Can

۴۔ ایک شادی میں ایک آدمی نے مجھ سے Leg Piece مانگا تھا ۵۔ اب وہ میرا دوست ہے!!

۶۔ ایک رکشے میں ایک بزرگ جنہوں نے مجھے رکشے والے کو استاد کہنے سے روکا تھا۔

سوال نمبر 10: جیسے چپل کباب میں چپل نہیں ہوتا ویسے.....

۱۔ بندرگاہ میں بندر نہیں ہوتے۔ ۲۔ بٹے میں بٹ نہیں ہوتے۔

۳۔ والد میں پیسے نہیں ہوتے۔ ۴۔ Best Friend میں Best کچھ نہیں ہوتا۔

۵۔ ساگودانے میں ساگ نہیں ہوتا۔ ۶۔ ہڑی مرغی ہری نہیں ہوتی۔

۷۔ محترم کی نیند پوری نہیں ہوتی۔ ۸۔ 3rd Year کی Attendance کبھی پوری نہیں ہوتی۔



محمد ابراہیم (فورتھائر)

ایک Premium ہاسٹل کی طرف سے دعوت ملی کہ میں ان کو جوائن کر لوں۔ اگر آپ نے ”کنگز لینڈنگ“ کا نام نہیں سنا تو نہ جانے آپ کس دنیا میں جی رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کو اس ہاسٹل کی اہمیت بتانے کی ناکام کوشش کروں آپ Google Maps پر یہ ٹاپ کر کے دیکھیں آپ پورے پنجاب میں سے کہیں سے بھی اس کو سرچ کریں تو پہلے نمبر پر یہی ہاسٹل آئے گا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی 5 Star ریٹنگ اس ہاسٹل کے کیمپوں کی ہی بدولت ہے۔

یہ ہاسٹل خریدتے ہوئے تمام سٹوڈنٹس کے ذہن میں محض ایک ہی مقصد تھا..... عیاشی! لہذا اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ من پسند کے کھانے انٹرنیٹ پر کوئی Compromise نہیں کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے لڑکے کئی ماہ تک ہاسٹل وقت گزارنے کے بعد ایک آدھ چکر گھر بھی لگا لیتے ہیں۔

اس ہاسٹل میں ایک ہی کمرے میں AC کی سہولت موجود ہے۔ لہذا لاہور کی شدید تپتی گرمیوں میں سارے شاہین اسی کمرے میں اپنے ڈیرے ڈال دیتے ہیں۔ کمرے میں بستریوں بچھے ہوتے ہیں کہ محال ہے آپ کو غلطی سے کارپٹ کا کوئی حصہ نظر آجائے۔ ان بستریوں پر جب دس دس بندے سو جائیں تو کروٹ لینے پر گویا آپ ساتھ والے سے عید کے لئے گٹل رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں سب سے زیادہ مسائل وہ لوگ پیدا کرتے ہیں جو سوتے میں Kung Fu کھیلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ رات کے کسی پہر ان کی Spider Sense ان کو ہوشیار کرتی ہے اور یہ ساتھ والے کی پسلیوں میں گھنٹا دے مارتے ہیں۔

زندگی کے نشیب و فراز میں انسان کچھ ایسی غلطیاں کر بیٹھتا ہے کہ فراز بھائی خدا حافظ کہہ کر گدھے کے سینگوں کی طرح غائب ہو بیٹھتے ہیں۔ پھر آپ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی فراز بھائی کا پتا نہیں لگا پاتے اور نشیب ہی آپ کی زندگی کا قدر بن جاتا ہے۔

ایسی ہی ایک غلطی میں نے شالا مارمیڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج میں داخلہ لے کر کی۔ مگر مستقل نشیب میں جہاں پذیر ہونے کے لئے ضروری تھا کہ میں ایک عدد ہاسٹل میں رہائش پذیر ہو جاتا۔ ویسے تو آپ "Google Map" پر پورے مغلوں کے کا جائزہ لے کر یہ بتا سکتے ہیں کہ یہاں ڈھنگ کی رہائش آپ کو دور دور تک میسر نہیں ہو سکتی۔ شالا مار کے علاوہ سارا علاقہ گرد میں ہوں اٹا پڑا ہے جیسے صدیوں سے بارش نہ ہوئی ہو۔ خیر پہلے دو سال خواری کر کے بعد میں مجھے

اس ہاسٹل کا ایک اور Tradition یہ ہے کہ جس بندے کی سالگرہ ہو اس کی سبٹل کرٹ لگاتے ہیں اس تقریب کو ”ٹھوک“ کا نام دیا جاتا ہے۔ میدان میں آنے سے پہلے مظلوم اپنی پوری تیاری کے ساتھ آتا ہے کہ اسے کم سے کم نقصان پہنچے۔ اکثر لوگ تین پاجامے پہن کر آتے ہیں۔ اس دوران شکار اپنے شکاریوں پر بھرپور نظر رکھتا ہے تاکہ اپنے ساتھ ظلم کرنے والے سے بعد میں بدلہ لے سکے۔ اس کاصل لڑکوں نے یوں نکالا کہ مارنے سے پہلے اس پر چادر ڈال دی جاتی اور اوپر سے تابڑ توڑ حملے کئے جاتے، یہ جانے بغیر کہ کس لڑکے نے اس میں کتنا حصہ ڈالا۔

کھانا کھاتے وقت جب سارے لڑکے اکٹھے ہوتے ہیں تو یہ بات تو ناممکن ہے کہ ایک دوسرے پر جگتیں لگانے کا سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ اس دوران ہمیشہ بات کرنے والے دو سے تین لوگ ہوتے ہیں جو کہ آپس میں مشغول کر رہے ہوتے ہیں۔ باقی لوگ محض قہقہے لگا کر Back Ground Effect فراہم کر رہے ہوتے ہیں اور یہ قہقہے اس قدر جاندار ہوتے ہیں کہ یہ بات ناممکن ہے کہ آپ ان کے ساتھ شامل ہوئے بغیر رہ سکیں۔ ایسے ہی حالات ایسا موڑ مڑتے ہیں کہ اکثریت ایک لڑکے کے ساتھ ہو جاتی ہے اور اس لڑکے کی ہی بات پر صرف قہقہے لگائے جاتے ہیں اور اس کے رفیق کی جگت پر ایسا سکوت طاری ہوتا ہے کہ وہ بیچارہ شرمندگی سے چپ ہو کر ایک طرف ہو جاتا ہے میں BS میں Positive & Negative Reinforcement کا پرنسپل یہاں اپلائی ہوتے دیکھا۔

ایک مسئلہ ہم سب بھائیوں کو درپیش ہے کہ Kings Landing کا لُج سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے اگر بہتر واک بھی کی جائے تو کم سے کم دس منٹ لگ جاتے ہیں۔ ہاسٹل کی کابل عوام جو کالج لگنے سے 20 منٹ پہلے اٹھتی ہے، دس منٹ کی واک کر کے کیسے کالج ٹائم پر پہنچے۔ لنک روڈ پر چلنے والی چنگیاں ہماری اس پریشانی کا حل ہیں۔ ویسے تو اکثریت عوام چنگی پر بیٹھنے سے ذرا نہیں کتراتیں مگر ایک بار ہمارے شاہ صاحب سے میڈم نے لیٹ آنے کی وجہ پوچھ لی۔ شاہ صاحب نے بتایا کہ ہاسٹل سے نکلنے ہوئے دیر ہو گئی۔ میڈم کا اگلا سوال شاہ صاحب کے لئے دنیا کا مشکل ترین سوال تھا۔

”اچھا..... تو بیٹا ہوٹل سے کس پر آتے ہو۔“

شاہ صاحب نے اپنی Civic پر آنے والی کرش کی طرف دیکھا۔ رکشہ بول کر اپنا گھر بسا نے کا خواب ادھورا ہوتا نظر آیا۔ سوشل صاحب نے میڈم کی آنکھوں

میں آنکھیں ڈال کر Confidence سے وہ جواب دیا جس کو سن کر kingland کی عوام کے کان کھڑے ہو گئے۔ شاہ صاحب نے دھیمی آواز سے کہا۔

”میڈم..... Uber... پے“

اس دن شاہ صاحب کی کرش بھی یقیناً Impress ہوئی ہوگی کہ شاہ صاحب 10 منٹ پیدل فاصلہ Uber پر طے کرتے ہیں اس کے بعد سے شاہ صاحب ہمارے ہاسٹل میں ”Uber بوائے“ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

ہاسٹل خریدتے وقت اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ سارے کمرے ایک جیسے نہیں ہیں۔ لہذا کمروں Allotment کے لئے پرچیاں ڈالی گئیں اور یہ بھی فیصلہ ہوا کہ ہر سال دوبارہ پرچیاں ڈالی جائیں گی۔ سب لوگ اپنے کمروں سے مطمئن تھے سوائے سندھو کے روم والے۔ وہاں گلی میں سے دوکانوں کا شور آتا تھا۔ سال گزرنے کے بعد کوئی بھی دوبارہ پرچیاں ڈالنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ایک سندھو نے آ کر سب کو ultimatum دیا کہ آج تو پرچیاں ڈل کر ہی رہیں گی۔ اگرچہ تین چار بندوں کے علاوہ کوئی اور تیار نہ ہوا۔ پرچیوں پر نام لکھ دیئے گئے۔ مجھے معلوم تھا کہ کمرے بغیر کشیدگی کے تبدیل نہ ہوں گے۔ سندھو نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ”یا اللہ ہم نے ایک سال سے کمرے میں بہت مشکل وقت گزارا ہمارے ساتھ آسانی والا معاملہ کر۔“ شاہ صاحب سے بھی دعا کی درخواست کی۔ چار پرچیوں میں سے سندھو کی پرچی دوبارہ اسی کے ہاتھ میں آنے کے 25% Chances تھے جبکہ دوسرے کمروں میں سے کوئی آنے کے 75% میں یہ جانتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ سندھو بلاوجہ پریشان ہو رہا ہے۔ مگر قدرت کے کھیل دیکھیے سندھو نے پرچی اٹھائی اسی کے کمرے کا نام نکلا۔ مرجھائے ہوئے چہرے کھل اُٹھے، لڑکوں نے غل غباڑہ مچا کر ہوٹل کی چھت سر پر اٹھالی۔ میں صرف اس کے برعکس Scenerio کا صرف تصور ہی کر سکتا تھا اگر سب کو کمرے تبدیل کرنے پڑ جاتے۔

اس ہوٹل کی منفرد بات یہ ہے کہ چاہے دولڑکوں کے درمیان کتنی ہی لڑائی کیوں نہ ہو جائے اگلے دن وہ یوں بھول جاتے ہیں کہ گویا Amnesia کے مریض ہوں۔ یہی خوبی اس ہوٹل کے لڑکوں کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس ہوٹل کو چھوڑنے کے بعد اس کی ایک ایک یاد مجھے ضرور ستائے گی۔

کنگز لیڈنگ

ایک Premium ہاسٹل کی طرف سے دعوت ملی کہ میں ان کو جوائن کر لوں۔ اگر آپ نے ”کنگز لیڈنگ“ کا نام نہیں سنا تو نہ جانے آپ کس دنیا میں جی رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کو اس ہاسٹل کی اہمیت بتانے کی ناکام کوشش کروں آپ Google Maps پر یہ ٹائپ کر کے دیکھیں آپ پورے پنجاب میں سے کہیں سے بھی اس کو سرچ کریں تو پہلے نمبر پر یہی ہاسٹل آئے گا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی 5 Star ریٹنگ اس ہاسٹل کے کیمنوں کی ہی بدولت ہے۔

یہ ہاسٹل خریدتے ہوئے تمام سٹوڈنٹس کے ذہن میں محض ایک ہی مقصد تھا..... عیاشی! لہذا اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ من پسند کے کھانے، انٹرنیٹ پر کوئی Compromise نہیں کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے لڑکے کئی ماہ تک ہاسٹل وقت گزارنے کے بعد ایک آدھ چکر بھی لگاتے ہیں۔

اس ہاسٹل میں ایک ہی کمرے میں AC کی سہولت موجود ہے۔ لہذا لاہور کی شدید پتہتی گرمیوں میں سارے شاہین اسی کمرے میں اپنے ڈیرے ڈال دیتے ہیں۔ کمرے میں بستریوں بچھے ہوتے ہیں کہ محال ہے آپ کو غلطی سے کارپٹ کا کوئی حصہ نظر آجائے۔ ان بستریوں پر جب دس دس بندے سو جائیں تو کروٹ لینے پر گویا آپ ساتھ والے سے عید کے لئے گلے مل رہے ہوتے ہیں۔ ایسے میں سب سے زیادہ مسائل وہ لوگ پیدا کرتے ہیں جو سوتے میں Kung Fu کھیلنے کے عادی ہوتے ہیں۔ رات کے کسی سپہران کی Spider Sense ان کو ہوشیار کرتی ہے اور یہ ساتھ والے کی پسلیوں میں گھٹنا دے مارتے ہیں۔



محمد ابراہیم (فورتھائر)

زندگی کے نشیب و فراز میں انسان کچھ ایسی غلطیاں کر بیٹھتا ہے کہ فراز بھائی خدا حافظ کہہ کر گدھے کے سینگھوں کی طرح غائب ہو بیٹھتے ہیں۔ پھر آپ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی فراز بھائی کا پتا نہیں لگا پاتے اور نشیب ہی آپ کی زندگی کا قدر بن جاتا ہے۔

ایسی ہی ایک غلطی میں نے شمالا مارمیڈیکل اینڈ ڈینٹل کالج میں داخلہ لے کر کی۔ مگر مستقل نشیب میں جہاں پذیر ہونے کے لئے ضروری تھا کہ میں ایک عدد ہاسٹل میں رہائش پذیر ہو جاتا۔ ویسے تو آپ "Google Map" پر پورے مغلیہ پورے کا جائزہ لے کر یہ بتا سکتے ہیں کہ یہاں ڈھنگ کی رہائش آپ کو دور دور تک میسر نہیں ہو سکتی۔ شمالا مار کے علاوہ سارا علاقہ گرد میں ہوں اٹا پڑا ہے جیسے صدیوں سے بارش نہ ہوئی ہو۔ خیر پہلے دو سال خواری کر کے بعد میں مجھے

اس ہاسٹل کا ایک اور Tradition یہ ہے کہ جس بندے کی سالگرہ ہو اس کی سب مل کر کٹ لگاتے ہیں اس تقریب کو ”ٹھوکو“ کا نام دیا جاتا ہے۔ میدان میں آنے سے پہلے مظلوم اپنی پوری تیاری کے ساتھ آتا ہے کہ اسے کم سے کم نقصان پہنچے۔ اکثر لوگ تین پاجامے پہن کر آتے ہیں۔ اس دوران شکار اپنے شکاریوں پر بھرپور نظر رکھتا ہے تاکہ اپنے ساتھ ظلم کرنے والے سے بعد میں بدلہ لے سکے۔ اس کا کل لڑکوں نے یوں نکالا کہ مارنے سے پہلے اس پر چادر ڈال دی جاتی اور اوپر سے تار توڑ حملے کئے جاتے یہ جانے بغیر کہ کس لڑکے نے اس میں کتنا حصہ ڈالا۔

کھانا کھاتے وقت جب سارے لڑکے اکٹھے ہوتے ہیں تو یہ بات تو ناممکن ہے کہ ایک دوسرے پر جھگڑیں لگانے کا سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ اس دوران ہمیشہ بات کرنے والے دو سے تین لوگ ہوتے ہیں جو کہ آپس میں مشغول کر رہے ہوتے ہیں۔ باقی لوگ محض قہقہے لگا کر Back Ground Effect فراہم کر رہے ہوتے ہیں اور یہ قہقہے اس قدر جاندار ہوتے ہیں کہ یہ بات ناممکن ہے کہ آپ ان کے ساتھ شامل ہوئے بغیر رہ سکیں۔ ایسے ہی حالات ایسا موڑ مڑتے ہیں کہ اکثریت ایک لڑکے کے ساتھ ہو جاتی ہے اور اس لڑکے کی ہی بات پر صرف قہقہے لگائے جاتے ہیں اور اس کے رفیق کی جگت پر ایسا سکوت طاری ہوتا ہے کہ وہ بیچارہ شرمندگی سے چپ ہو کر ایک طرف ہو جاتا ہے میں BS میں Positive & Negative Reinforcement کا پرنسپل یہاں اپلائی ہوتے دیکھا۔

ایک مسئلہ ہم سب بھائیوں کو درپیش ہے کہ Kings Landing کا لُج سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے اگر بہتر واک بھی کی جائے تو کم سے کم دس منٹ لگ جاتے ہیں۔ ہاسٹل کی کابل عوام جو کال لگنے سے 20 منٹ پہلے اٹھتی ہے دس منٹ کی واک کر کے کیسے کال لُج ٹائم پر پہنچے۔ لنک روڈ پر چلنے والی چنگیاں ہماری اس پریشانی کا حل ہیں۔ ویسے تو اکثریت عوام چنگی پر بیٹھنے سے ذرا نہیں کتراتے مگر ایک بار ہمارے شاہ صاحب سے میڈم نے لیٹ آنے کی وجہ پوچھ لی۔ شاہ صاحب نے بتایا کہ ہاسٹل سے نکلتے ہوئے دیر ہو گئی۔ میڈم کا اگلا سوال شاہ صاحب کے لئے دنیا کا مشکل ترین سوال تھا۔

”اچھا..... تو بیٹا ہوٹل سے کس پر آتے ہو۔“

شاہ صاحب نے اپنی Civic پر آنے والی کرش کی طرف دیکھا۔ رکشہ بول کر اپنا گھر بسانے کا خواب ادھورا ہوتا نظر آیا۔ سو شاہ صاحب نے میڈم کی آنکھوں

میں آنکھیں ڈال کر Confidence سے وہ جواب دیا جس کو سن کر kingland کی عوام کے کان کھڑے ہو گئے۔ شاہ صاحب نے دھیمی آواز سے کہا۔

”میڈم..... Uber پے“

اس دن شاہ صاحب کی کرش بھی یقیناً Impress ہوئی ہوگی کہ شاہ صاحب 10 منٹ پیدل فاصلہ Uber پر طے کرتے ہیں اس کے بعد سے شاہ صاحب ہمارے ہاسٹل میں ”Uber بوائے“ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

ہاسٹل خریدتے وقت اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ سارے کمرے ایک جیسے نہیں ہیں۔ لہذا کمروں Allotment کے لئے پرچیاں ڈالی گئیں اور یہ بھی فیصلہ ہوا کہ ہر سال دوبارہ پرچیاں ڈالی جائیں گی۔ سب لوگ اپنے کمروں سے مطمئن تھے سوائے سندھو کے روم والے۔ وہاں گلی میں سے دوکانوں کا شور آتا تھا۔ سال گزرنے کے بعد کوئی بھی دوبارہ پرچیاں ڈالنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ایک سندھو نے آ کر سب کو ultimatum دیا کہ آج تو پرچیاں ڈال کر ہی رہیں گی۔ اگرچہ تین چار بندوں کے علاوہ کوئی اور تیار نہ ہوا۔ پرچیوں پر نام لکھ دیئے گئے۔ مجھے معلوم تھا کہ کمرے بغیر کشیدگی کے تبدیل نہ ہوں گے۔ سندھو نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ”یا اللہ ہم نے ایک سال سے کمرے میں بہت مشکل وقت گزارا ہمارے ساتھ آسانی والا معاملہ کر۔“ شاہ صاحب سے بھی دعا کی درخواست کی۔ چار پرچیوں میں سے سندھو کی پرچی دوبارہ اسی کے ہاتھ میں آنے کے 25% Chances تھے جبکہ دوسرے کمروں میں سے کوئی آنے کے 75% میں یہ جانتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ سندھو بلاوجہ پریشان ہو رہا ہے۔ مگر قدرت کے کھیل دیکھیے سندھو نے پرچی اٹھائی اسی کے کمرے کا نام نکلا۔ مرجھائے ہوئے چہرے کھل اُٹھے لڑکوں نے غل غباڑہ مچا کر ہوٹل کی چھت سر پر اٹھالی۔ میں صرف اس کے برعکس Scenerio کا صرف تصور ہی کر سکتا تھا اگر سب کو کمرے تبدیل کرنے پڑ جاتے۔

اس ہوٹل کی منفرد بات یہ ہے کہ چاہے دولڑکوں کے درمیان کتنی ہی لڑائی کیوں نہ ہو جائے اگلے دن وہ یوں بھول جاتے ہیں کہ گویا Amnesia کے مریض ہوں۔ یہی خوبی اس ہوٹل کے لڑکوں کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس ہوٹل کو چھوڑنے کے بعد اس کی ایک ایک یاد مجھے ضرور ستائے گی۔

سوال نمبر 1: آئینے میں اپنی شکل دیکھ کر کیا خیال آتا ہے؟

سوال نمبر 2: اگر آپ انسان نہ ہوتے تو کیا ہوتے؟

- ۱۔ گلاس
- ۲۔ tubelight
- ۳۔ Penguin
- ۴۔ پھول
- ۵۔ انسان ہی ہوتی
- ۶۔ درخت
- ۷۔ Dinasaure
- ۸۔ جو بھی ہوتا مسلمان ہی ہوتا
- ۹۔ چڑیا
- ۱۰۔ پانڈا
- ۱۱۔ آکس کریم
- ۱۲۔ بادل
- ۱۳۔ بلی
- ۱۴۔ پری
- ۱۵۔ عقاب
- ۱۶۔ دیو
- ۱۷۔ مجھے ہوتا اور روز اپنی کرش کو تنگ کرتا اس کی نیندیں خراب کرتا۔

- ۱۔ glow چمک کر ڈرا
- ۲۔ معصومیت ہے چہرے پر
- ۳۔ آنکھیں اندر چلی گئیں ہے Checkbone باہر آگئی پھر بھی overall شکل اچھی ہے
- ۴۔ خوبصورت تو بہت ہوں
- ۵۔ تعریف کروں کیا اس کی جس نے تمہیں بتایا
- ۶۔ پیارا ہو رہا ہوں
- ۷۔ Not too good Not too bad
- ۸۔ میرا تھا کتنا بڑا ہے
- ۹۔ کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے
- ۱۰۔ شاید میں ہی اتنی لمبی ہوں (پوری دنیا میں)
- ۱۱۔ کتنا سو ہناتینوں رب نے بنایا
- ۱۲۔ تو بہت توبہ بہت محسوس لگ رہے ہو
- ۱۳۔ تیرے جیسا کوئی میری زندگی میں آئے تو بات بن جائے

سوال نمبر 3: اگر آپ کی کوئی بھی تین خواہشات پوری ہونی ہوں تو کیا ہوں گی؟

- ۱۔ کامیاب ڈاکٹر، خوشگوار خاندان، بے گھر لوگوں کیلئے پناہ گاہ
- ۲۔ ہم تو کھانا وانا کھا کھو کے خوش ہو جائیں گے۔
- ۳۔ جنت میں چلا جاؤں گا۔
- ۴۔ بہت سارے پیسے ہوں، کبھی جاب نہ کرنی پڑے اور پھر میں باہر چلی جاؤں۔
- ۵۔ Dream Job مل جائے، کبھی کسی جگہ پیار دے کر مایوس نہ ہو۔
- ۶۔ بے انتہا پیسہ، صحت، Wings (پر)
- ۷۔ خوشی، ذہنی سکون، پیسہ
- ۸۔ SMDC کے سارے بے عقلوں کو ہدایت مل جائے، میں سچا پکا انسان بن جاؤں، بیماری ختم ہو جائے۔
- ۹۔ دوست نما پارٹنر مل جائے۔

سوال نمبر 4: اپنے بارے میں ایک اچھی چیز؟

- ۱۔ عاجزی
- ۲۔ میرے دوست
- ۳۔ میرا دل
- ۴۔ صفا پند
- ۵۔ SMDC
- ۶۔ خوش اخلاقی
- ۷۔
- ۸۔ لوگوں میں جلدی گھل مل جانا۔

سوال نمبر 5: آپ کی فریج میں سب سے عجیب چیز کیا ہے؟

۱۔ چھرا ۲۔ کچپ کے ساشے

۳۔ سٹرا ہوا پودینہ ۴۔ Toothbursh

۵۔ آدھے کٹے لیموں ۶۔ چھتہ (شہد کی مکھیوں کا)

۷۔ فیس واش ۸۔ Aloe Vera بالوں کیلئے

۹۔ خالی پن

سوال نمبر 6: آخری بار جرابیں کب بدلی تھیں؟

۱۔ Viva سے پہلے ۲۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے Lecture میں

۳۔ میں روز نیا جوڑا پہنتی ہوں۔ ۴۔ میں چپل بوائے ہوں

۵۔ ہم پہنتے ہی نہیں ۶۔ اس سوال کا جواب تو جرابیں ہی ٹھیک سے بتا سکتی ہیں

سوال نمبر 7: کوئی ایسی خواہش جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی؟

۱۔ ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پدم نکلے ۲۔ 5 شادیاں

۳۔ خواہش کی شادی ہو چکی ہے ۴۔ جو دنیا سے چلے گئے وہ مل نہیں سکتے کبھی بھی

۵۔ Immortality (ہیشہ زندہ رہنا) ۶۔ World Tour کیونکہ ساری دنیا دیکھنے کیلئے زندگی بہت چھوٹی ہے

۷۔ پروفیسر نہیں بن سکتا ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ (Lecture hall attendant)

سوال نمبر 8: آپ نے سب سے بڑی شوخی کیا ماری ہے؟

۱۔ نہیں نہیں ہم نے نہیں ماری کبھی ۲۔ میرے پاس Ultra pro Max 14 Iphone ہے

۳۔ میں بڑی ہوں آپ سے ۴۔ میں نے تو کبھی غصہ ہی نہیں کیا نہ ٹینشن لی ہے

۵۔ جس فارم ہاؤس پر پارٹی کر رہے ہیں وہ میرے دوست کے پاپا کا ہے (اپنی میڈم کے سامنے)

سوال نمبر 9: زندگی کا یادگار ترین اجنبی؟

۱۔ آزاد کشمیر سے ایک بزرگ اللہ والوں کو ڈھونڈنے نکلے تھا ان کے چہرے پر بہت نور تھا، بہت اللہ والے تھے۔

۲۔ John Doe ۳۔ Recep Ca Can

۴۔ ایک شادی میں ایک آدمی نے مجھ سے Leg Piece مانگا تھا ۵۔ اب وہ میرا دوست ہے!!

۶۔ ایک رکشے میں ایک بزرگ جنہوں نے مجھے رکشے والے کو استاد کہنے سے روکا تھا۔

سوال نمبر 10: جیسے چلی کباب میں چپل نہیں ہوتا ویسے.....

۱۔ بندرگاہ میں بندر نہیں ہوتے۔ ۲۔ بٹوں میں بٹ نہیں ہوتے۔

۳۔ والٹ میں پیسے نہیں ہوتے۔ ۴۔ Best Friend میں Best کچھ نہیں ہوتا۔

۵۔ ساگودانے میں ساگ نہیں ہوتا۔ ۶۔ ہڑی مرغی ہری نہیں ہوتی۔

۷۔ محترم کی نیند پوری نہیں ہوتی۔ ۸۔ 3rd Year کی Attendance کبھی پوری نہیں ہوتی۔

ضرورت رشتہ

محمد عظیم



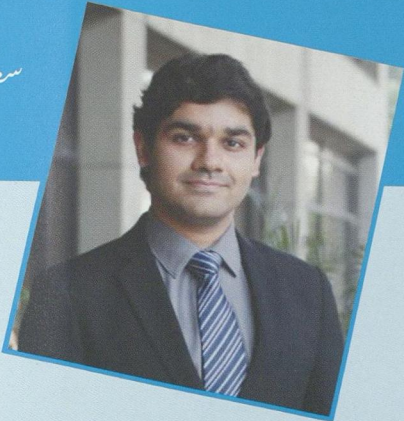
☆ شاعرانہ مزاج کے مالک۔
☆ بیگم کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔
☆ امور خانہ داری میں خوب ہاتھ بٹائیں گے۔

حافظ عمیر



☆ یہ صاحب دیکھنے میں تو ایسے نہیں لگتے مگر خواتین سے ہمیشہ پیار سے بات کرتے ہیں۔
☆ بیگم کو اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر دینے کے قائل ہیں۔

سعد صلاح الدین



☆ بیگم کو جواب دینے کی ہمت بالکل نہیں رکھتے۔
☆ انہیں حسن نسواں میں سنہری بال سب سے زیادہ پسند ہیں۔

فہد شاہد



☆ شمالا مار کے ہیرو۔
☆ ڈسٹنکشن ہولڈر۔
☆ اچھے حافظ کے مالک ہیں اس لئے بیگم کی کوئی فرمائش بھولیں گے نہیں۔

مزاحیہ شاعری

عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو Fsc میں کٹ گئے دو M bbs میں

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ابھی تک سیکنڈایئر کی انٹومی کا زمانہ یاد ہے

جوانی گزر گئی میڈیکل میں
اب خود کو سنجائیں کیسے

راہ دور عشق ہے روتا ہے کیا
ابھی NLE بھی دینا ہے آگے دیکھے ہوتا ہے کیا

یہ Forensic نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجئے
سر مقصود کا لیکچر ہے اور سوتے ہوئے جانا ہے

کبھی رک گئے کبھی چل دیئے
کبھی کلاس لی کبھی بنک کئے

یہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
تھوڑا بھی پڑھ لیتے تو یہ نہ حال ہوتا

خاموش اے دل بھری کلاس سے چلے جانا نہیں اچھا
ایڈمنڈس پہلا قرینہ ہے انٹرل کے قرینوں میں

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک
لچندڑ تو سوتے ہیں لیکچر اور ہونے تک

اپنے چہرے سے جو ظاہر ہے اسے چھپائیں کیسے
لیکچر ہال میں آتی نیند سے جان چھڑائیں کیسے

چکے چکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو 2nd proff کا وہ زمانہ یاد ہے

ہمارے گھر کی دیواروں پر ناصر
formative assessment بال کھولے سوری ہے

راہ عشق ہے روتا ہے کیا
دو گھنٹے کا DH لے کر دیکھئے ہوتا ہے کیا

یہ عشق نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجئے
attendance کا دریا اور proxies لگوا لگوا کے جانا ہے

فردوس سے باسٹ پیپر کی بک اٹھا لی
مرض بوڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

پہلا پروف ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

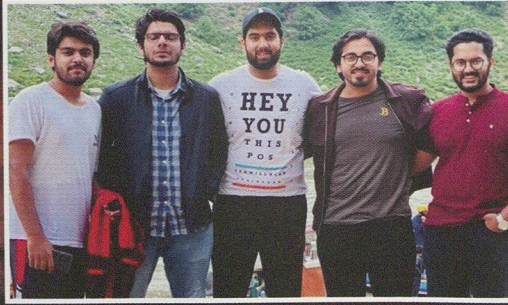
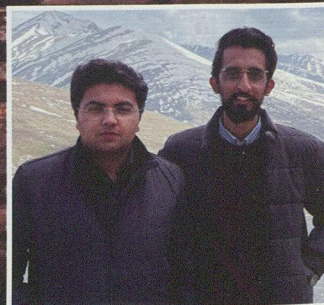
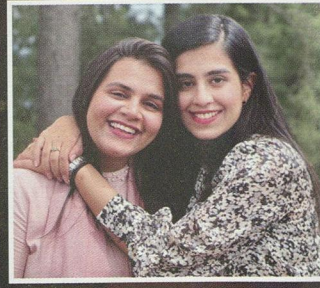
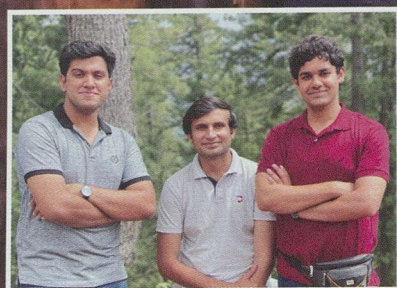
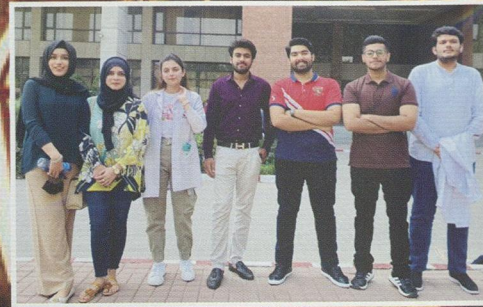
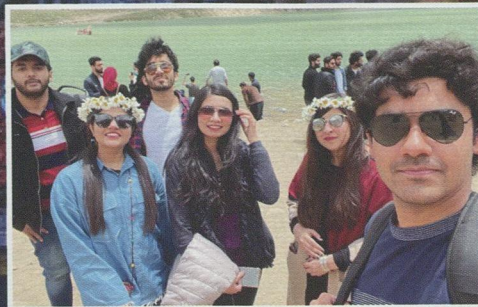
کوئی امید بر نہیں آتی
میج کی دوسری ٹک نظر نہیں آتی

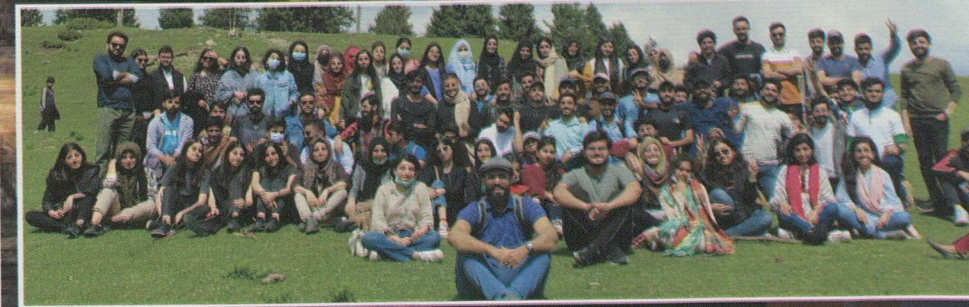
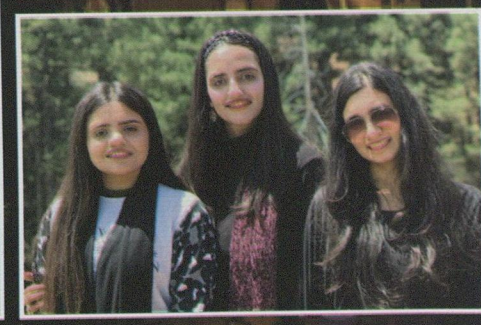
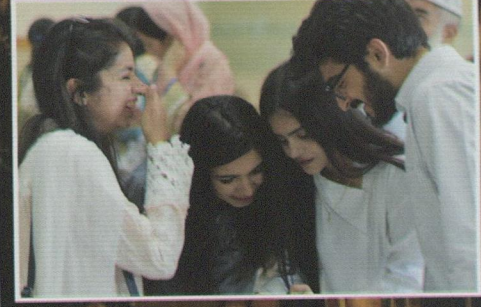
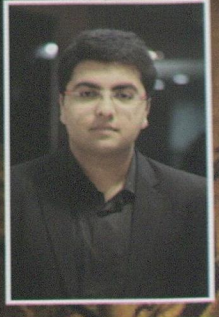
یہ نہ تھی ہماری قسمت کے وصال یار ہوتا
سارا دن پڑھتے رہتے تو خاک پیار ہوتا

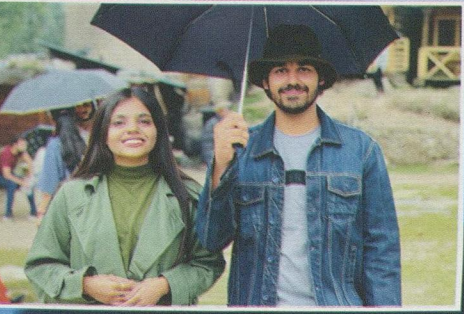
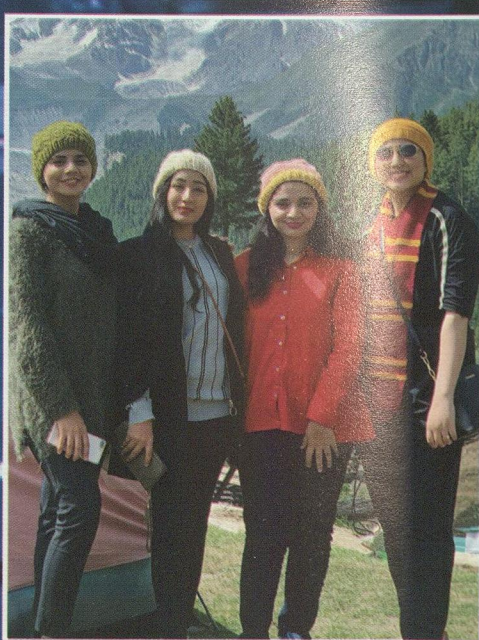
کوئی امید بر نہیں آتی
اناٹومی ہمیں سمجھ نہیں آتی

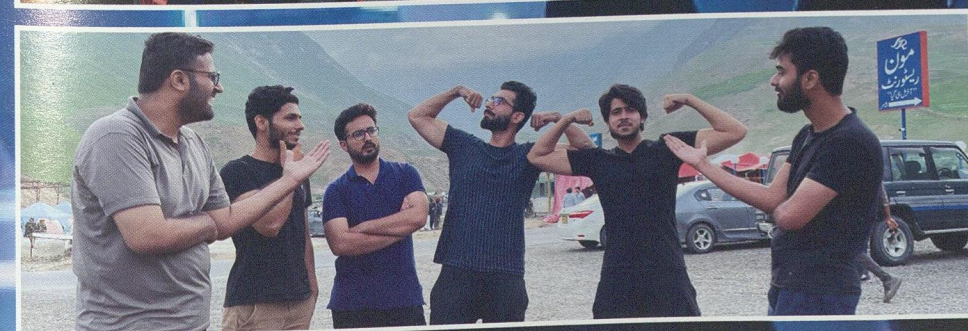
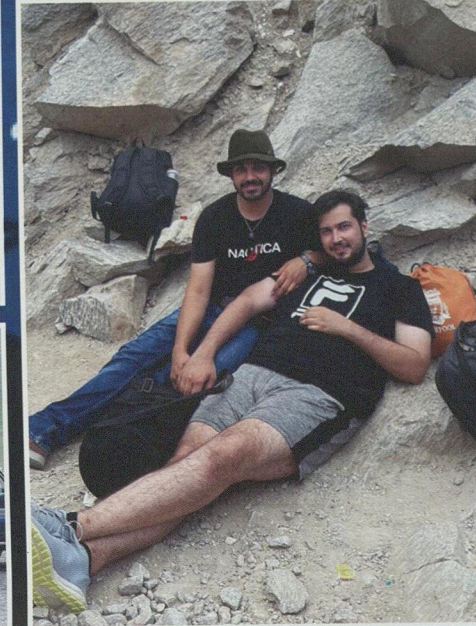
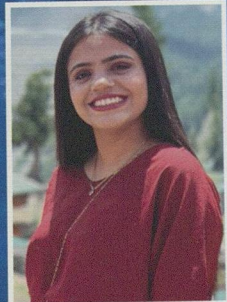
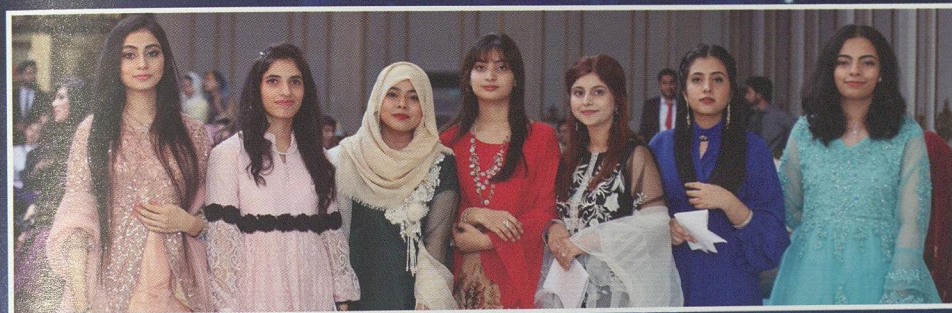
دل کو دل سے راہ ہوتی ہے
نہ اناٹومی نہ ہی فزیو پاس ہوتی ہے

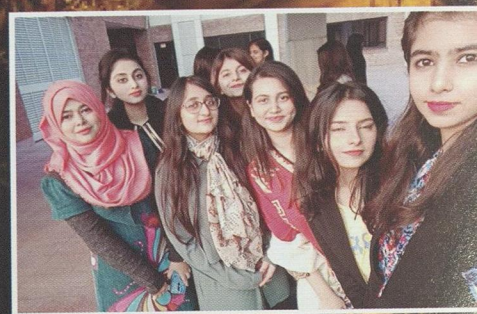
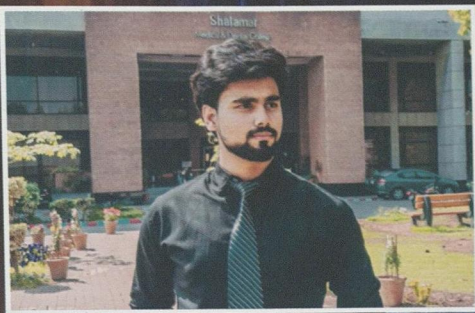
دکھ دے کر سوال کرتے ہو
پرا کسی لگاتے نہیں اور باتیں پیار کی کرتے ہو

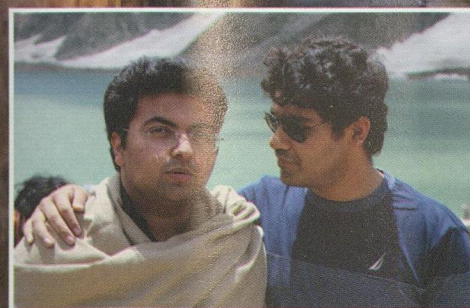
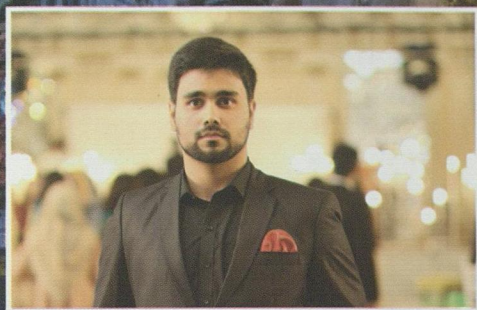
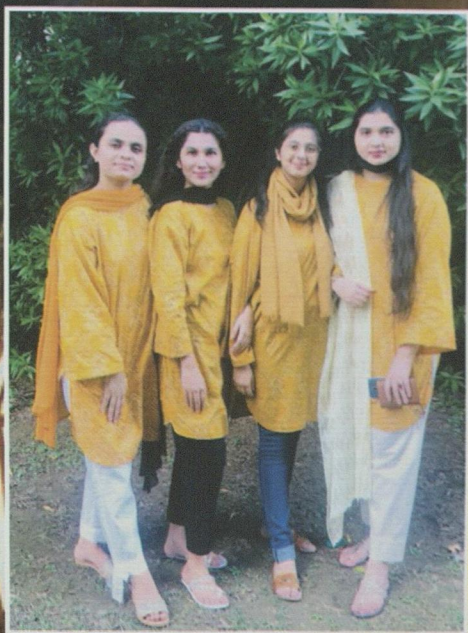
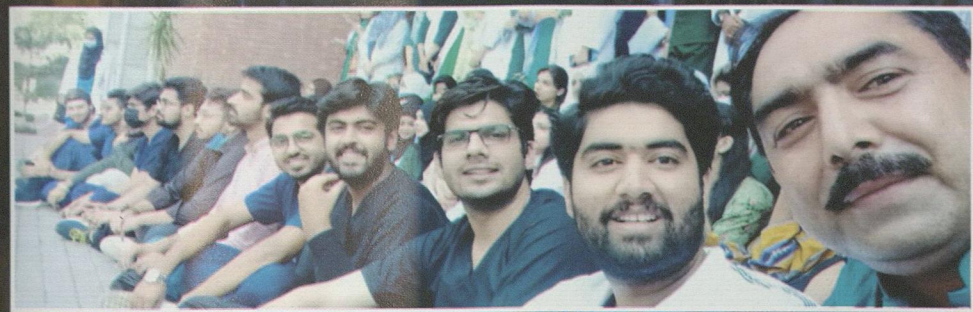


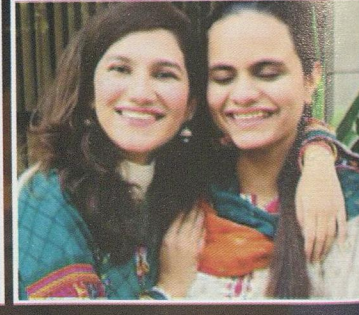
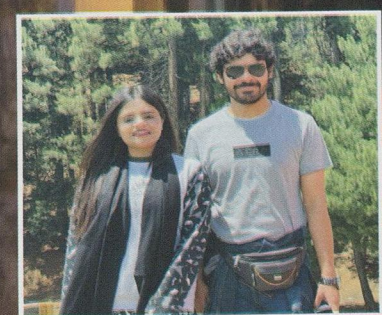


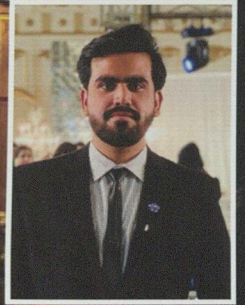
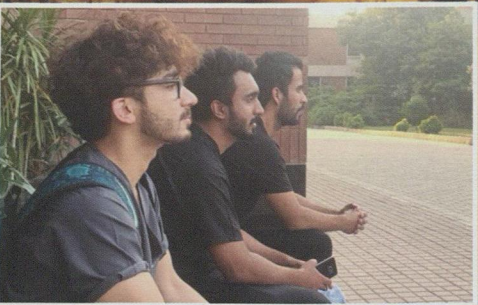
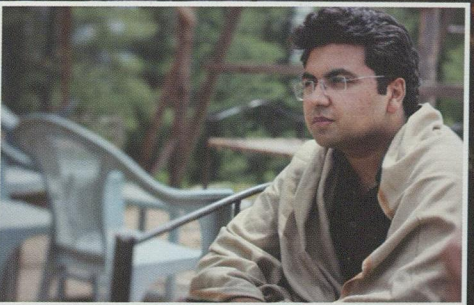


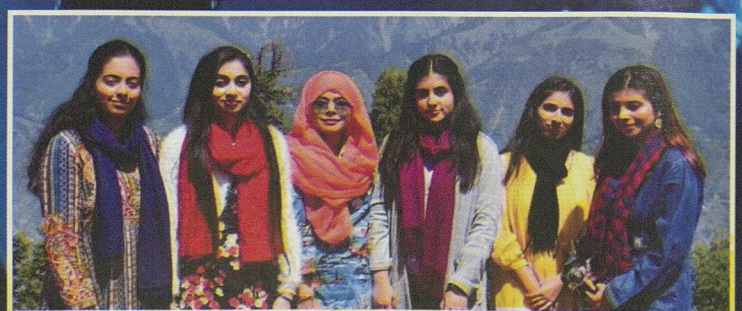
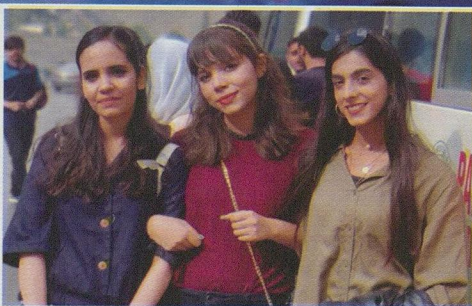
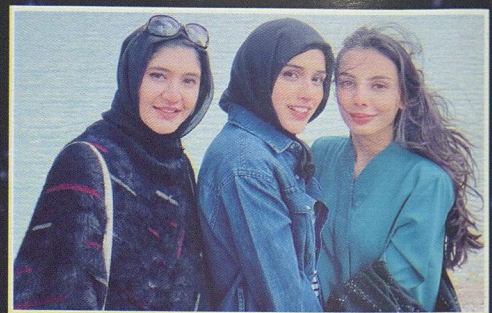
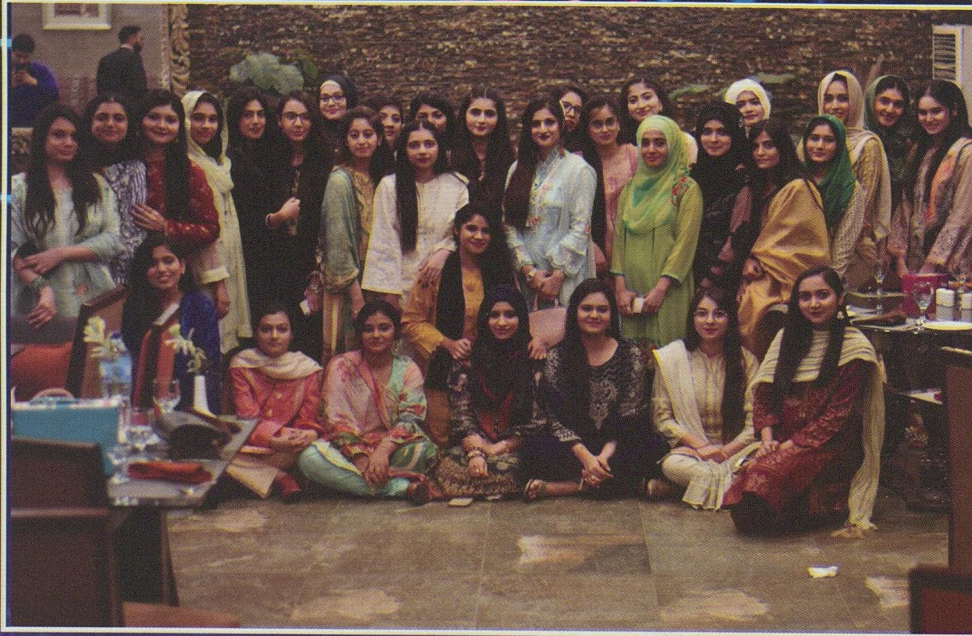
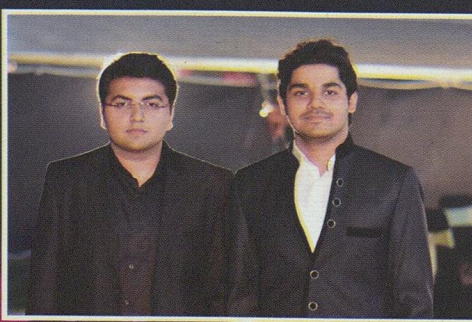


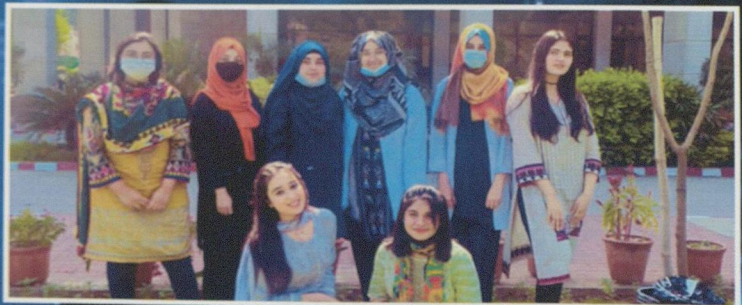
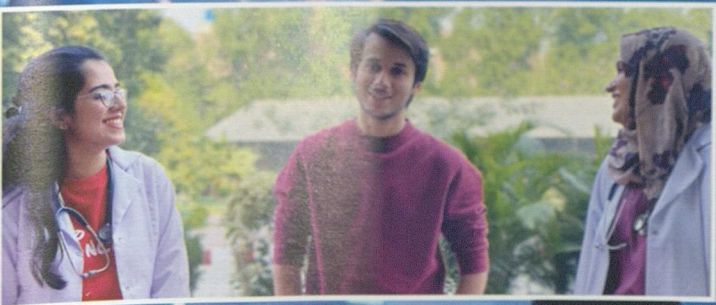
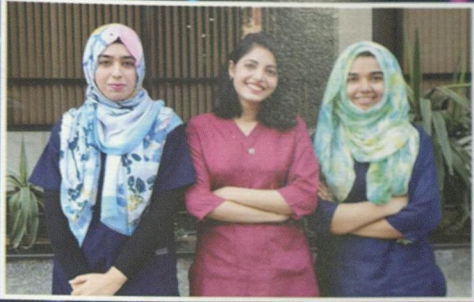
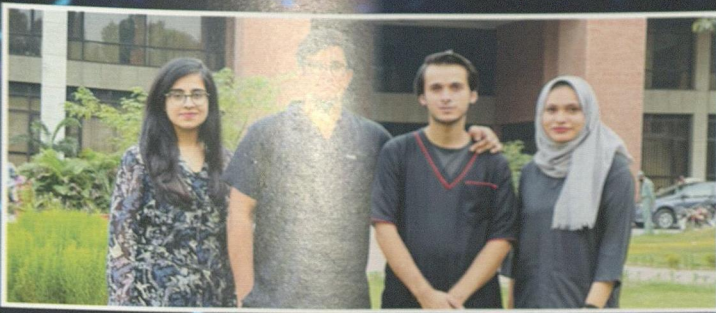








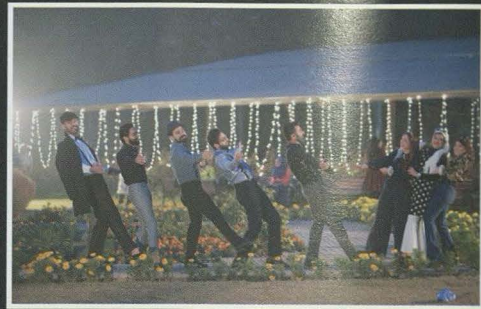
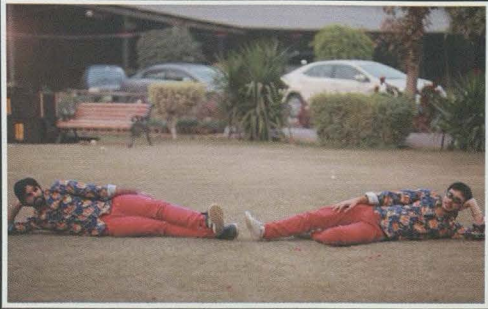




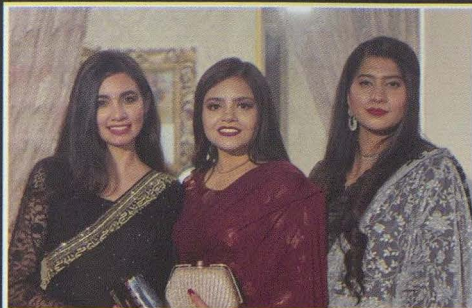


GOLDEN WEEK

CLASS OF 2021

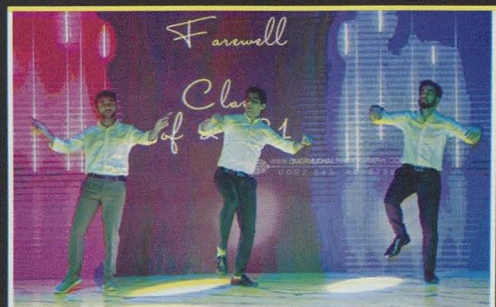


FAREWELL CLASS OF 2021





FAREWELL CLASS OF 2021



Highlights of Year 2021

Edwardian

The Edwardian period (1901-1910) was known for elegance and luxury among the rich and powerful in Britain but also for moral looseness and for a general failure to prepare for some of the challenges of the twentieth century. The writers focused on the bigger picture: subversive ideas were presented metaphorically, symbolically, and in opposition to the liberating force of nature. Samuel Hynes described the Edwardian era as a "leisurely time when women wore picture hats and did not vote, when the rich were not ashamed to live conspicuously, and the sun really never set on the British flag."



challenging times. This term not only includes the physicians but also the frontline staff, house officers, nurses, OT and lab technicians, ward boys, and guards. I'd like to express my gratitude to all of today's physicians and health-care workers for their dedication, thoughtfulness, and perseverance throughout this trying period. You owe the country a duty of gratitude.

During these uncertain times, the efforts of the hospital staff of Shalimar Hospital have been commendable. As I look back, I recall that we were met with a huge shortage of personal protective equipment (PPE) and other resources. Despite being at constant risk of infection, the doctors at Shalimar Hospital did not step back from their duty. We now see these heroes dressed in full body suits and PPE all day as they continue their services. I would particularly like to mention the invaluable services of pulmonology department, ER department, lab assistants and other departments of medicine in this regard. Quarantine centers were established in the hospital and college hostel. Caregivers were under stress, laboratory facilities were

overburdened, and emergency rooms were overflowing with infected patients. Many doctors also proceeded to provide free online medical consultations for those who were unable to afford the treatment or make it to the hospital due to any reason. Fortunately, we've made great progress in our understanding of the disease, our ability to fight it, and our attempts to improve the lives of people who are affected. But with vast quantities of information regarding COVID-19, doctors have been significantly burdened with a pressure to respond to patient questions and misconceptions. The indifferent attitude of the public towards the SOPS (Standard Operating Procedures) continues to be a major problem for HCWs. Similarly with the development of the COVID 19 vaccination, physicians are facing lack of public acceptance. As new waves continue to strike, great anxiety and uncertainty is caused among physicians. This gratitude is extended to all health-care workers who put in long hours on a daily basis. You're really needed and appreciated. You deserve of our utmost gratitude and admiration, not just in this time of crisis, but always.



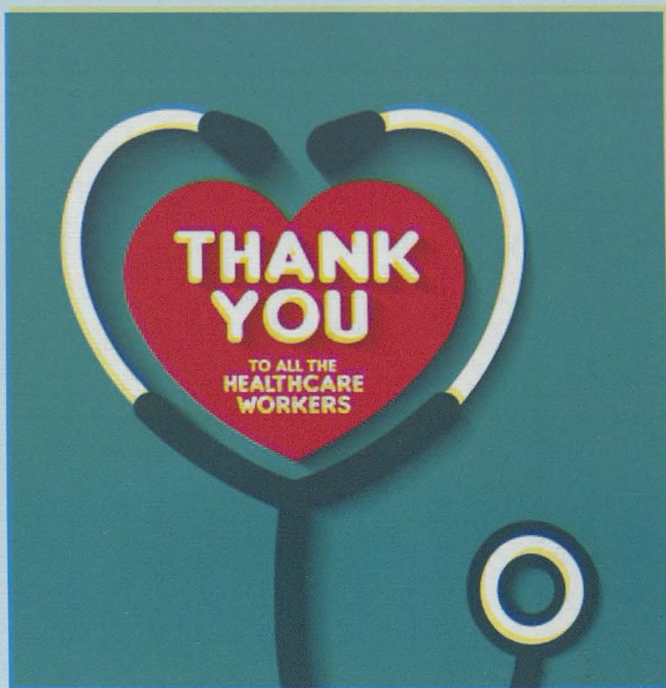
A TRIBUTE TO HEROES OF THE PANDEMIC



"COVID Warriors: A Tribute to Healthcare Workers"

We are all aware of the impact of COVID-19 pandemic on our lives, in terms of both physical and mental wellbeing. During this challenging time, the world's attention has been drawn to the role of healthcare professionals in combating the unknown. Initially, when little was known about the disease, many doctors applied their previous knowledge and experiences to treat patients. Doctors are, undoubtedly, critical to a successful response to the COVID-19 outbreak and ever since the pandemic has hit the country, they have been working round the clock to save the lives of people. During the process, many healthcare professionals died as a result of the deadly virus, which they contracted while at work. This, however, has had no effect on those on the ground, who continue to cure people. Frontline workers have not only been experiencing high work volume, but also risk of personal infection, lack of adequate resources and societal pressure to meet the extraordinary demands of the healthcare system. Given the fact that doctors perform their duties in every season throughout the year, these heroes have always been heroes. While such pandemics are regarded as public health emergencies, the challenges are particularly grave in a weak public health system

like ours. In August 22, PMA reported that 202 doctors and 30 paramedics had lost their lives due to the virus. And this number is increasing with each passing day as these heroes continue to provide their services, despite the severity of the disease. As I proceed to call them "COVID warriors", I strongly feel that we fail to recognize and acknowledge their invaluable sacrifices during selfless practice, particularly during these



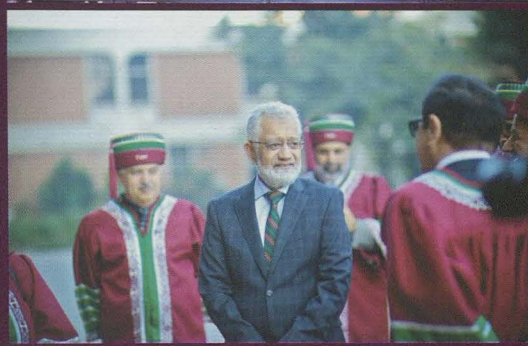
Victorian



The Victorian age is widely considered to be the Golden era of English Literature, especially for British novels. It was in the Victorian era (1837–1901) that the novel became the leading literary genre in English. English writing from this era reflects the major transformations in most aspects of English life, from scientific, economic, and technological advances to changes in class structures and the role of religion in society. Famous novelists from this period include Charles Dickens, George Eliot, and Thomas Hardy.



ANNUAL CONVOCATION 2019



5th Annual Convocation of SMDC was held on 7th December 2019, in a beautifully decorated arena within the college premises. The whole ceremony was very elegantly conducted and executed by our versatile faculty members; Prof. Maryam Riaz Tarar and Dr. Saadia Shahzad. Event started with the graceful entry of academic procession into the arena and National Anthem; and the ceremony formally started with the name of Allah. We had the honor of having with us on the stage, Dr. Faisal Sultan as Chief Guest, Chairman BOT Mr. Shahid Hussain, Guest of honor Vice Chancellor of UHS Prof. Javed Akram, and Principal SMDC Prof. M. Zahid Bashir. Convocation was formally declared open by the VC and he delivered his inaugural address. Prof. M. Zahid Bashir presented the Annual College report and took Oath from the graduating students; which was truly a moment of great pride for the graduates, parents, and faculty. Degrees were awarded to 155 graduates by principal SMDC and VC UHS. Shields and certificates of distinctions were awarded to 19 position holder students by Mr. Shahid Hussain. Dr. Faisal Sultan awarded the BHT silver medal for securing 2nd position and this year was a tie between two students for securing second position; so Arusa Farooq and Muhammad Waqar received it. BHT best graduate gold medal was awarded to Jahangir Ahmed. Valedictorian speech was delivered and Convocation was declared closed by VC UHS.

This graceful ceremony was attended by the proud parents of graduates, faculty of SMDC, distinguished guests from academic world and other walks of life. It was followed by a sumptuous Hi-tea and group photographs of the graduates with our chief guests and principal.

Goodbye/ Ciao till 2020!!



had a galaxy of both national and international invited speakers, among them were young zealous researchers presenting their original research.

The last day of the conference was the highlight of the academic activity and had 03 plenary sessions, where more than 4000 participants were fortunate and had the opportunity to listen to our 09 keynote speakers that included **Prof. Zulfiqar A. Bhutta, Dr. Shahab Khokhar, Dr. Syed Faisal Mahmood, Dr. Wasim Lodhi, Dr. Westley Reeves, Dr. Abdul Bari Khan, Prof. Vishna Devi, Dr. M. Al-Eraky, Prof. Olle Ten Cate.**

In the young research section, following were declared as the winners in the undergraduate and postgraduate categories:

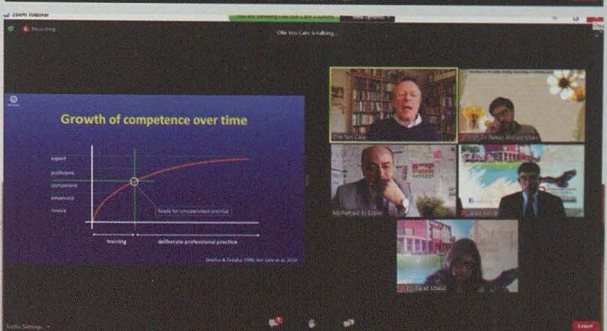
Undergraduate Category:

- First Prize (PKR 20,000/-) Amal Iqbal Qazi -3rd Year MBBS- Dow Medical College -Karachi
- Second Prize (PKR 15,000/-) Manahil Aftab- 1st year MBBS – CMH Medical college- Lahore
- Third Prize (PKR 10,000/-) Omer Nisar – 5th year MBBS- Shalamar Medical and Dental College, Lahore.

Postgraduate Category:

- First Prize (PKR 100,000/-) Dr. Muneeb – M.Phil (anatomy) – University of Health Sciences
- Second Prize (PKR 75,000/-) Dr. Maryam Ishfaq – Gynaecology Department - SMDC
- Third Prize (PKR 50,000/-) Dr. Zarrin Atif – Mphil (Psychology) Kinnard College

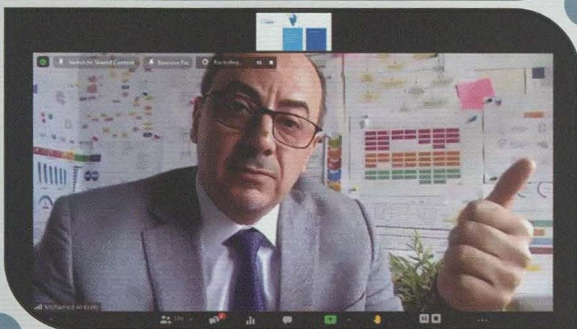
We all hope to see you again in 2022 for our 6th International conference “**Breaking Barriers**”





TOGETHER TOWARDS TOMORROW

5th International (virtual) Conference



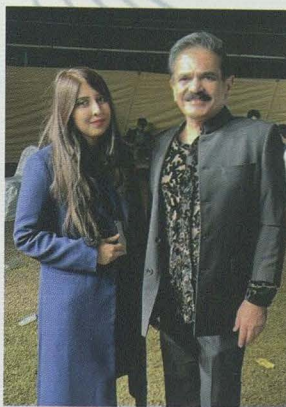
Our journey at SMDC started with **'Innovations in Healthcare-2017'** with 1,138 registered participants and 17 pre-conference workshops. In 2018, we had our 2nd International Conference **'Beyond Horizons'**, which was attended by 2,167 participants and had 42 pre-conference workshops, the 3rd International Conference **'Navigating the Future'** had 2,441 registered participants with 49 preconference workshops. The 4th International Conference **'Challenge of Change'** was attended by 2,700 participants, and around 1600 participants attended our 49 hands-on workshops.

We belong to a developing country and our chances of meeting big guns in the field of Medical Science are next to nothing, the pandemic amidst its horrifying exhibits provided an opportunity for us, it opened a window for us to look beyond and interact with the best in the healthcare system.

For the 5th International Virtual Conference, we had 19 pre-conference webinar sessions and 26 pre-conference workshops which were attended by more than 2500 participants.

The conference spanned over 3 days and had 24 parallel scientific sessions; these were viewed by approximately 3500 participants, we had participants logged in from all the seven continents. For the parallel sessions we

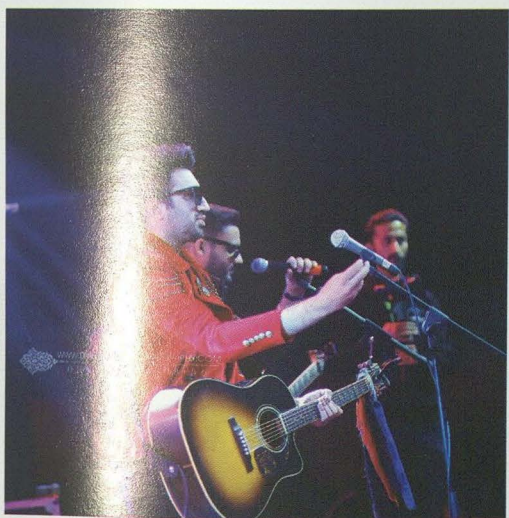




2021 MUSIC SOCIETY



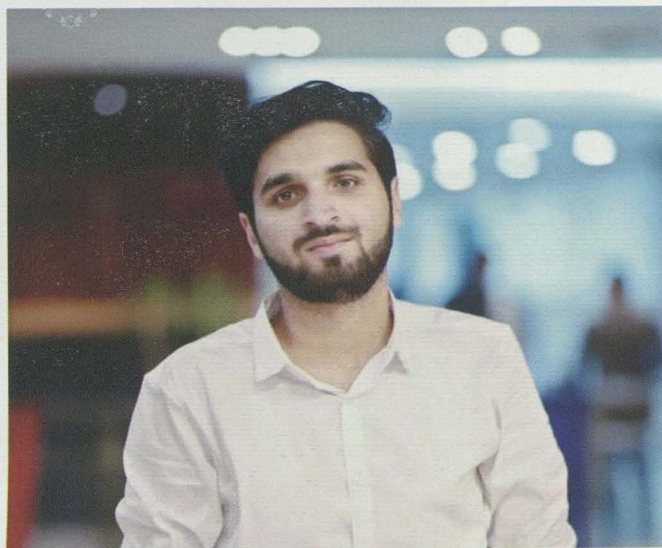
The SMDC Music Society has been doing wonders since 2011, under the supervision of Dr. Farooq Aziz. Currently being presided by Hamza Aamir and Kunza Ali from Final Year MBBS, the society is working to widen its horizons and bring SMDC to the forefront in the medical colleges music scene. The SMDC Annual Concert this year, held on the 9th of November, 2021, was THE event of the year! Amidst Covid restrictions, it was a very jeering job to host this event. Performing at the event were SOCH the Band, Omar Mukhtar, Adnan Sheikh and The Martians. Keeping up with the tradition, talented students of SMDC also performed at the event. Moving forward, the society plans to conduct more events such as a Sufi Night in the near future. Not only is the music society the headliner for the largest events at college every year, but is also working towards making this year better than its predecessors despite the ever-changing Covid restrictions.



2020 MUSIC SOCIETY

SMDC music society is one of the most vibrant and dynamic society of Shalamar . Its spreading smiles on many faces and is surely leaving its mark under the supervision of Dr.Farooq Aziz since 2011 .

This year the presidency was handed over to Makhdoom Ali Sohaib and two female co-presidents , Madiha Chaudhary and Madeeha Bukhari who performed their duties exceptionally . First time in the history of Shalamar, Nursing and Allied students were added to the Cabinet and also were short listed to perform in THE SHALAMAR IDOL .. Due to some unavoidable circumstances (current covid pandemic) , the concert got postponed for an indefinite period of time but surely the hopes are high . We'll come out of it together InshaAllah and soon all of us gonna enjoy the concerts which we used to do . Many best wishes to the whole cabinet and the upcoming presidents for a beautiful year ahead .



2021 SPORTS

The sports club of Shalamar Medical & Dental College has been one of the enthralling societies aimed at providing opportunities to the college participant for extra and co-curricular activities related to sports under the patronage of Prof. Dr. Zahid Bashir and keen mentorship of its president prof Dr. Humad Rana and newly appointed secretary prof Dr. Irfan Nazir

The start of the sports season 2021 was affected by the deadly COVID pandemic that handicapped the previous sports season as well.

The new cabinet was selected by faculty heads announcing Mr. M. Ahmed as the boy's captain and Ms. Mariyam Maqsood as female captain.

Dr. Tahir left the sports club in year 2021 after serving it for 4 years and helping it to be what it is today. He was given heartiest farewell by the sports club and was provided with souvenir as well as wishes for future endeavor. Dr. Irfan Nazir replaced Dr. Tahir as the new secretary sports club.

Foreseeing the limited opportunity for sports ahead the club decided to renovate the sporting equipment and provided the students with new table tennis tables and accessories for cricket football badminton as well as board games.

This year after continuous hard work and adept planning of the cabinet interclass table tennis championship was conducted. The approach was changed and matches were conducted within weekdays to ensure maximum participation. The championship lasted for 2 months starting in august and finals being played in November with maximum participation the championship has seen in years. Futsal league was also held in November 2021 at an outdoor venue.

For the first time SMDC Sports Club introduced Shalamar Super league for both males and females. The first crossover league both male and female was won by 4th year.

The club for the first time introduced its official youtube channel under the current capitanacy that went on air in late November thus continuing to be the pioneer of trendsetting among the societies.

Written by
M. Ahmed
Captain sports club SMDC



2020 SPORTS



The Sports Club of Shalamar Medical & Dental College Lahore is very active under the patronage of the Principal Prof M Zahid Bashir and the able guidance of its President Prof Humad Naeem Rana and its Secretary Dr Tahir Naeem.

The start of Sports season 2020 was very colorful with the opening ceremony held on 13th February, 2020. Boys' and Girls' Captains along with their teams of dedicated students worked very hard to make the opening ceremony 2020 an overwhelming success. The theme based classes representation was as follows:

1. First Year Class represented Gilgit Baltistan
2. Second year Class represented Balochistan
3. Third Year Class represented KPK
4. Fourth Year Class represented Sind
5. Final Year Class represented Punjab

The Football tournament was played and completed on 15th February. The next was Badminton tournament held on 22nd February followed by Volleyball tournament on 23rd. Next week-end was reserved for two days Cricket tournament but only one day play was possible as heavy rains make it impossible to continue the tournament on second day. Indoor activities like Table Tennis tournament and Board Games were scheduled for 7th March. Basketball tournament was scheduled for 15th March and Field and Track events followed by Prize Distribution ceremony on 18th March could not be completed because of COVID-19 pandemic and government's decision to stop all types of educational and co-curricular activities.

But at the start of 2021 Dr Tahir Naeem moved to university of Lahore and Prof Irfan Nazir took the charge of sports secretary and under his supervision new sports cabinet was made and new sports recruitments done. Indoor games started like table tennis under the supervision of Prof Humad Naeem Rana and prof Irfan Nazir.

Written by:

Prof Dr Irfan Nazir
Secretary, Sports Club
SMDC



SMDC literary society established in 2014 is widely acknowledged society among the literary and debating circles across country. Since its establishment the society has been progressing forward under leadership of competitive Presidents and extremely talented orators, debaters and writers. The team together have been achieving milestone after milestone.

SMDC literary society comprised of various faculty members including Dr. Mumtaz Hussain, Dr Ammar Hameed Khan, Dr Lubna Riaz Dar, Dr Atta Ullah Khan Niazi have been a consistent and strong support to the literary and debating circle of Shalamar medical and Dental College and Shalamar Institute of Health Sciences. They established opportunities and provided students with the best of facilities and guidance with which individual participants and teams have represented SMDC Literary Society at various

National platforms.

Amidst the chaotic and uncertain situations of Corona pandemic the SMDC Literary Society have kept their agenda productive by organizing, and actively indulging in various online literary and E-Declamation competitions.

With a heavy heart, this year SMDC Literary Society bid farewell to one great asset Dr Ammar Hameed Khan whose literary interest, dedication and contribution towards SMDC literary society are innumerable and unmatched.

SMDC literary Society currently presided by Talha Arshad and Hajra Mubeen are actively engaged in organizing and creating any possible opportunities for students of SMDC and SIHS to stay connected with literary and debating activities. The goal is to emerge better than ever with hardwork and dedication by bringing out the best of talent we possess at Shalamar Institute.



SMDC Literary Society is fortunate to have Dr. Ammar Hameed Khan and Dr. Lubna Riaz Dar as society in charge who are always there for the students and are the actual reason that society has reached this height. SMDC Literary Society has completed 7 years.

Under the supervision of the President Mubeen Nawaz and Aliza Khan, on 8th August 2019 in recognition of 14th August 1947, an Independence Day celebration was being organized. Flag hoisting and cake cutting ceremony was arranged, the faculty and students joined with fervor.

The second event was the 5th SMDC Intra-collegiate Bilingual Declamation 2020. This contest proved that the students of SMDC have the potential to compete at national level.

Workshops were organized for the debates, declamations, poetry, public speaking and Model United Nation to guide and prepare the students for participation. Workshops were delivered by Dr. Ali Madeeh Hashmi, Dr. Sheikh Muhammad Rehman Zia and Dr. Hamza Waqar. In the year 2020 due to Covid-19 breakout in Pakistan, where SMDC Literary Society had to face challenges along with other literary and debating societies of Pakistan, on 5th May 2020, the society organized the declamation competition in a non-traditional way, SMDC National E-Declamation Competition 2020;

Pakistan's first online declamation competition and helped in keeping the spirit and enthusiasm alive in the darkest hour. Teams from all over the Pakistan partook and University of Management and Technology secured the team trophy.

Another hall mark of SMDC Literary Society can be rightly called its first ever interclass and all Pakistan literary writing competitions. Contestants with extraordinary talents across Pakistan partook and competed among each other. Students of Shalamar also participated and demonstrated their competency and ingenuity at national level and won many accolades for the Shalamar Medical and Dental College.

Last but not the least SMDC Literary Society launched SMDC Journal; the official blog of Shalamar medical and dental college with a vision to give more opportunities to its students to write and experiment with their creativity while polishing their skills. The blog was received with acclamation by the Shalamarians.

[www.smdcjournals.wordpress.com]

To sum up it can be said that SMDC Literary Society has been founded on solid foundations with decoration of enormous achievements. May Allah guide us for new glory and achievements.



The Shalamarians Arts and Photography Club has been a major platform for the Artists and Photographers to exhibit their talents and work with others of the same field to polish their skills for 7 years.

The students have been working together showing the spirits of teamwork under the leadership of our very honourable Dr. Maryam Riaz Tarar. This year the presidents of the society are Sharjeel Mahmood Ayila Akram and Zohaib Imran. Despite all the hurdles due to the covid-19 lockdown, the members have been doing as much as they can. We've participated in a number of events, representing our college and have won several prizes too.

The team is trying their level best to bring about some reforms that would help the future generations a lot and bridge the gap between people. Moreover, we'll be holding several fortnightly online competitions to provide a way to the students to let out the steam by participating in some fun events.

These events not only act as a buffer for relieving stress among the students and as an opportunity for them to showcase their talents but also acts as a platform to get in touch with people of similar interests and fields and to bring students of different colleges together.





When it comes to Arts and Photography, and one ends up wondering whether he'll be able to sharpen his skills while being indulged in this super stressful routine of MBBS, The Shalamarians Arts and Photography Club (SAPC) provides an excellent platform where one can explore the new dimensions of Art.

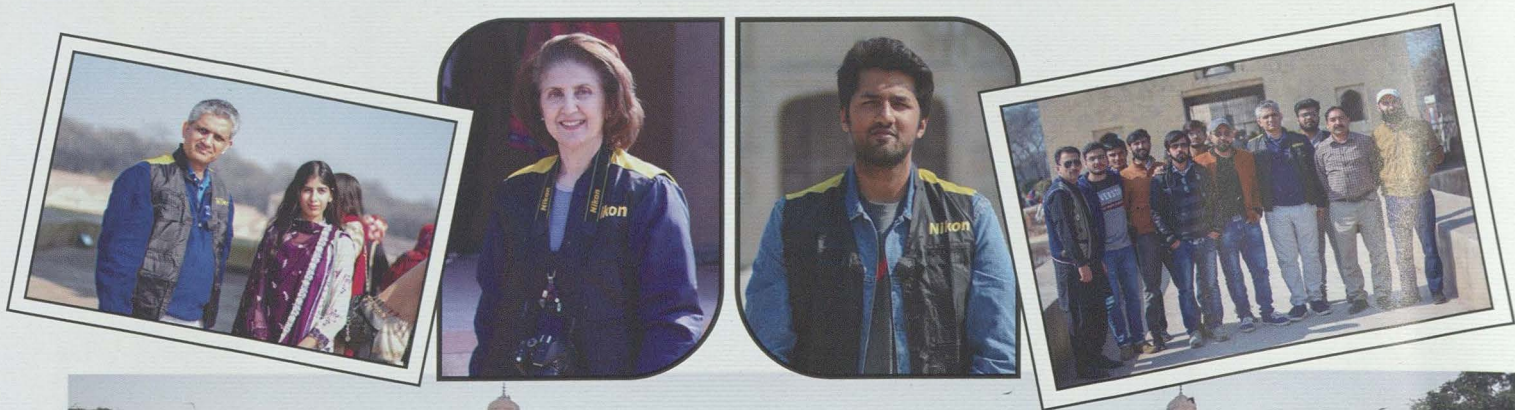
Year 2020 has been a tough one specially. Amidst the COVID crisis, Dr. Maryam Riaz Tarar and under her leadership, the Society Heads ; Hamza Zaheer, Ahsan Rana, Omar Nisar, Amber Asad, Tehreem Hassan and Sameet Ahmad worked tirelessly to arrange great events for all the society members and students of SMDC so that they could have an unforgettable experience.

The Photowalk 2020 remained the highlight of the year as it ended up being the only event of the academic year 2020. This time society opted for an out of city photowalk to Hiran Minar, Sheikhpura and Tomb of Jahangir. To make things more interesting, the Photowalk

was sponsored by Nikon Pakistan, and a Professional photographer Mr.Agha Rizwan Ali accompanied the students on this venture and gave out some tips too. Later prizes were distributed among the winners of Photowalk photography competition and Live painting/sketching competition. The turnover was amazing for this photowalk making it the biggest ever in history of SAPC.

Art Attack 3rd Edition and CINEART 2k20 was also in plans but sadly COVID struck hard leading to closure of all educational institutions. The Society heads were devastated by this news as they had many more amazing events and plans up their sleeve. Still they managed to pull off an online photography and arts competition on weekly basis. Again it turned out to be a great idea, and hundreds of students all over Pakistan from different Medical colleges geared up for this weekly event and submitted amazing art work and photographs. It brings immense delight to us that even in the depressing times of COVID, SAPC worked out a way to keep everyone busy and indulged in their hobbies making the most out of the lockdown.

Hoping to see even better and brighter years ahead for SAPC and its members in sha Allah



HOME DRAMATICS 2021

Shalamar Dramatics Society was established by a talented group of our pioneer batch students under the benevolent guidance and insightful supervision of Dr Saadia Shahzad and Dr M. Saleem.

Since its establishment, students and faculty have wholeheartedly participated in various events and have shown their enthusiasm and passion by writing wholesome and meaningful scripts which performing team has always justly depicted on stage that always kept audience spell-bound and so much into it that they laughed, cried, felt every single emotion with our team. So no doubt the dramatics team have always provided a whole source of entertainment and countless moments which stole the show and left the audience speechless.

Corona pandemic have brought a major blow but amidst all of this the current year Cabinet and president Mahum Tariq have been working on every project possible in

hopes that the doors of auditorium will bang again with the whistles of cheerful crowd.

Pens are working, scripts are in process and Shalamarians will once again see the same amount of enthusiasm.



Romanticism



Romanticism is a literary movement spanning (1790–1850). The movement was characterised by a celebration of nature and the common man, a focus on individual experience, an idealisation of women, an embrace of isolation and melancholy. In Romanticism, emotion is much more powerful than rational thought. In Literature it's characterised by Awareness and Acceptance of Emotions, Celebration of Artistic Creativity and Imagination, Emphasis on Aesthetic Beauty, Themes of Solitude, Focus on Exoticism and History, Spiritual and supernatural elements.

MAN'S SEARCH FOR MEANING

Book by Viktor Frankl

"Between stimulus and response, there is a space. In that space is our power to choose our response. In our response lies our growth and our freedom." -Viktor Frankl

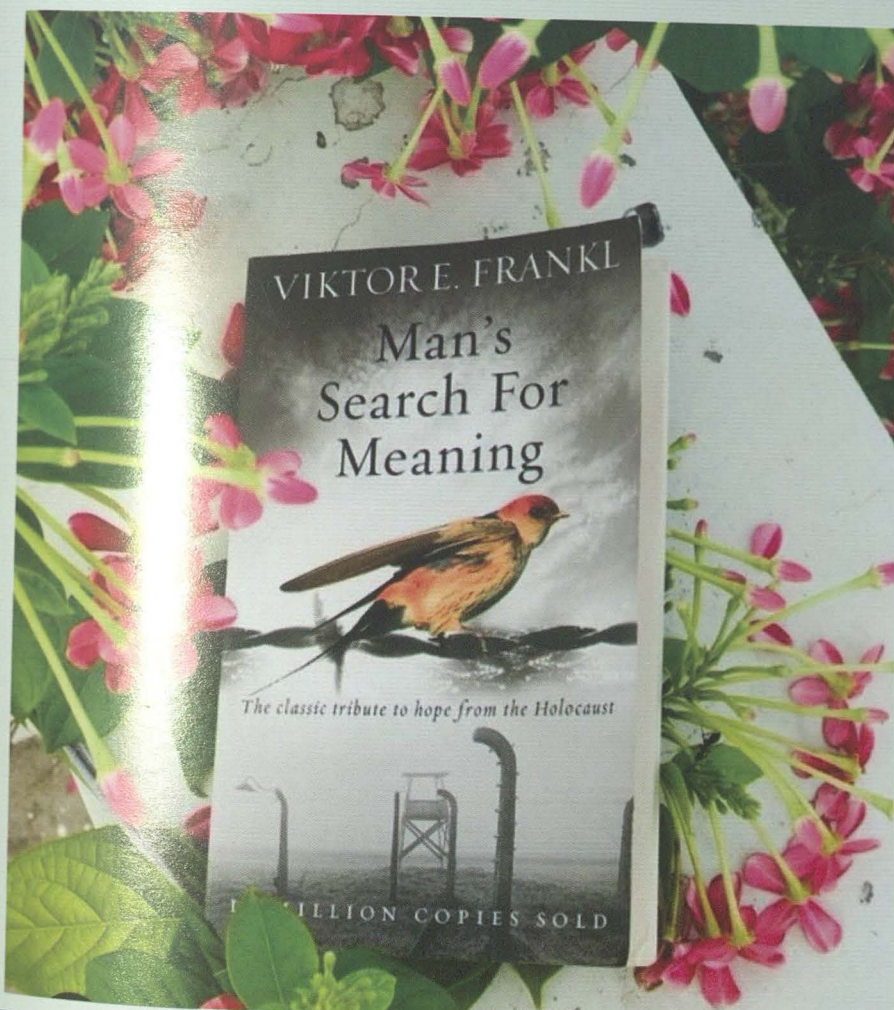
The book is divided into two sections-first is where Frankl describes its horrible experiences in the concentration camp during Hitler's reign. Brimming with illuminating insights, the author explores, analyses and shares

his harrowing experiences in the camp and how it reflected on the mind of a prisoner. More than that, he delves into numerous ways in which he sees suffering and pain as a part of life.

The core of his philosophy is that a man's deepest desire is to find meaning in his life, when he finds that he can survive literally anything. He writes with an overall scientific and rational



KASHAF NAVEED
SECOND YEAR



tone, i couldn't help but being moved into tears at several moments when he recollects what's he had witnessed as an inmate of camps.

The second part of the book, author talks about logotherapy-a technique that helps in appreciating the goodness of life and find meaning in life. A man can be stripped from everything except the power how he responds to any set of circumstances. So the second part had been very thought provoking and incredibly moving.

Frankl expertise as a psychiatrist also makes this book credible than any other self-help book. So this read is deeply reassuring and healing.

A THOUSAND SPLENDID SUNS

Novel by *Khaled Hosseini*

"Learn this now and learn it well, my daughter: Like a compass needle that points north, a man's accusing finger always finds a woman. Always."

Mariam was told by her bitter mother, at the age of nine, living in the outskirts of Herat, Afghanistan; anxiously waiting for the once-a-week visits from her wealthy father. Branded an illegitimate child, Mariam faces many prejudices and blame not only from the family of her father, but also from her own mother. As years go by, she grows fonder of her father and one day she leaves her mother in order to look for her loving father in his mansion, only to discover the emptiness in his love. She returns to her mother's lifeless body hanging from a tree, her childhood ending abruptly.

"I used to worship you, I didn't know you were ashamed of me." Mariam cries in outrage, when her father forces her to marry a man more than twenty years her senior, her being only fifteen. Despite her father's wounded look after hearing how much he had hurt her, she makes him promise that he will never contact her again, as she moves hundreds of miles away from him and hopelessly awaits how this new chapter unfolds. Rasheed, her husband, is a kind man, albeit grumpy, until the miscarriage. And then the continual miscarriages, after which Mariam lives only in fear of him. The story switches to Mariam and Rasheed's neighbour, nine-

year-old Laila, her playmate Tariq and her parents. When the Soviets have gone, and rival warlords are tearing the city of Kabul apart, Tariq leaves for Pakistan. Soon after, Laila's parents are killed by a rocket, and Rasheed and Mariam shelter the solitary Laila. Rasheed has his own agenda; the 14-year-old will become his second wife, over Mariam's objections, and give him an heir, but to his disgust Laila has a daughter, Aziza; in time, he'll realise Tariq is the father.

Rasheed's hostility towards them leads to the gradual bonding between the girl-mother and the much older woman. This bonding provides Mariam with everything she had lacked. She was now a friend, a companion, a guardian. A mother. A person of consequence at last. And Laila not only takes comfort in having a friend and mother figure, but also begins to understand the sacrifices that are necessary to be a good mother by following Mariam's example.

After an escape by the women is foiled, Rasheed grows increasingly hostile, even frenzied. Relief comes when Laila gives birth to a boy, but it's short-lived. After a few months, the Taliban are in control; women must stay home; Rasheed loses his business; they have no food; and Aziza is sent to an orphanage. The dramatic final section of the book includes a murder and an execution. Murder of Rasheed, leading to

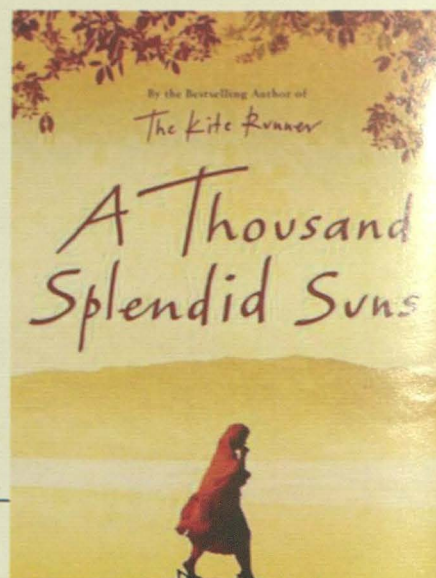


MISHTAWT
FORTH YEAR

execution of Mariam, as she peacefully thought to herself in her final moments, "a legitimate end to a life of illegitimate belongings."

Despite all the pain and heartbreak, the novel ends on a hopeful note as Tariq returns to fulfil his promise of following Laila to the ends of the world.

A Thousand Splendid Suns, It is a story of hope and of life, the heroism that comes with love and the inevitable strife that comes with living. But like every Afghan story, it is also marked by death and loss and unimaginable grief, and yet, people find a way to survive, to go on.



used as a tool to impose fear and intimidation and women were the easiest preys and this violence turned and labelled them as “bush wives” by Boko-Haram Fighters, “sex-slaves” by Militia and “comfort women” by Japanese soldiers.

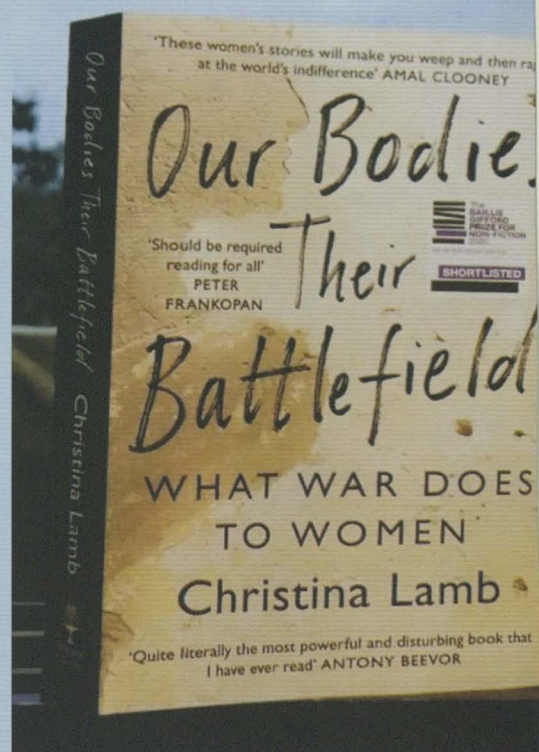
Women were abducted, burned and buried alive, were captured and gang-raped, children murdered and infants were thrown away in air in front of their mother's eyes. Violence and rape was inflicted systematically and deliberately to cause maximum humiliation on victims, their families and on the whole community.

Through the pages of this book you'll encounter dark photographs of various victims who came up and shared their darkest stories and how the wars have utterly destroyed their lives. Those stories will make you weep and you might not be able to continue the next page knowing how much cruel humans have been

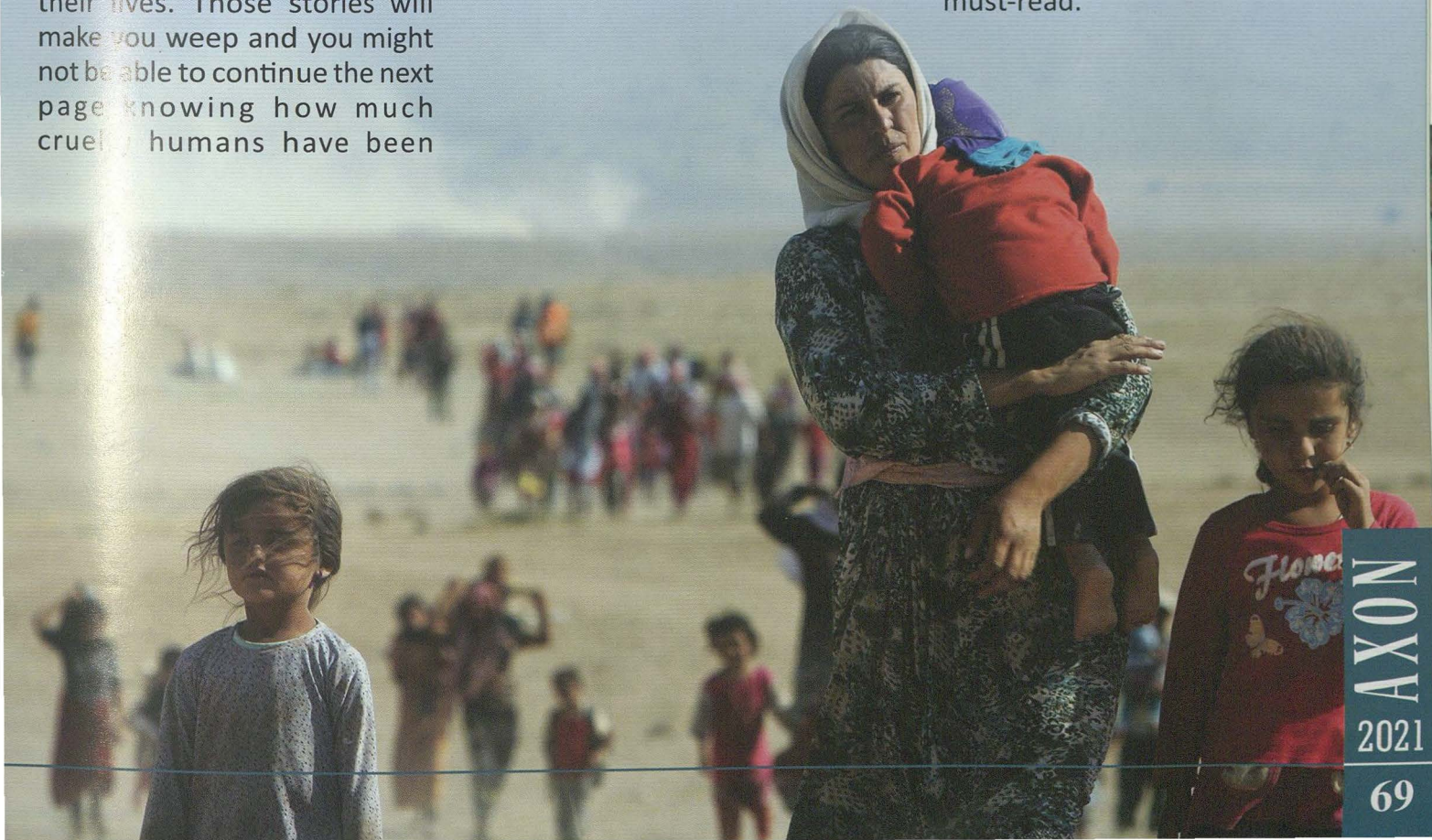
inflicting on one another and how the government, UN and WHO officials have stayed silent and been indifferent to these issues and definitely your blood will boil reading how the Peace Nobel laureate 'Aung San Suu Kyi' silently supported the 'slow-burning genocide' in which out of 100,000 affected Rohingyans, 52% of women were abused and slaughtered.

No apologies have ever been made, those war victims have only been served with cold silences by communities and officials.

This extraordinarily terrifying book though filled with pain, hatred, brutalities and tragedies but approaching the ending chapters you'll find few rays of hope and light in form of “The beekeeper of Aleppo” and “Dr. Miracle and the City of Joy”



who went beyond their capacities to save victims and that will definitely help you restore your faith in humanity. This book is a wake-up call, a must-read.



OUR BODIES, THEIR BATTLEFIELDS: WAR THROUGH THE LIVES OF WOMEN

Book by 'Christina Lamb'

The hand-picked book to review for this year's axon edition is:

"Our bodies, Their Battlefield" by Author Christina Lamb who interviewed and questioned women of all the ages and religions which can be segregated on the basis of their colors and nationalities but not by the atrocities of how the wars have treated them.

Lamb's extremely tragic yet most powerful book begins with the map and localities of all the places which have been under war and brutalities of men against mankind and the words of a rape survivor from

1971 Bangladesh war quoting:

"We have given our most precious thing and have died inside many times but you won't find our names engraved on any monument or war memorial."

WHAT WAR DOES TO WOMEN is explicitly expressed here for how the wars have catastrophically destroyed the lives where death and destruction may not be the worst happenings. Instead those wars in which rape was used as a major war weapon left



HAJRA MUBEEN
FINAL YEAR

life-time trauma and terrible memories and women losing all the hopes for their future and eventually ending up in asylums, poorly managed psychiatric wards or simply in graves.

In fifteen chapters of this book, there are stories of countless women and their abductions on individual and mass level and how tragically their lives were affected with this.

From the first mentioned victim Naima which was held captive for nine years and was repeatedly abused by a military personnel to the 276 young girls abducted by Boko Haram fighters in Nigeria merely to inflict an impression on Nigerian government to pay attention to their cause. Rape and sexual violence was



MIDNIGHT DOORWAYS: FABLES FROM PAKISTAN

Book by *Usman T. Malik*



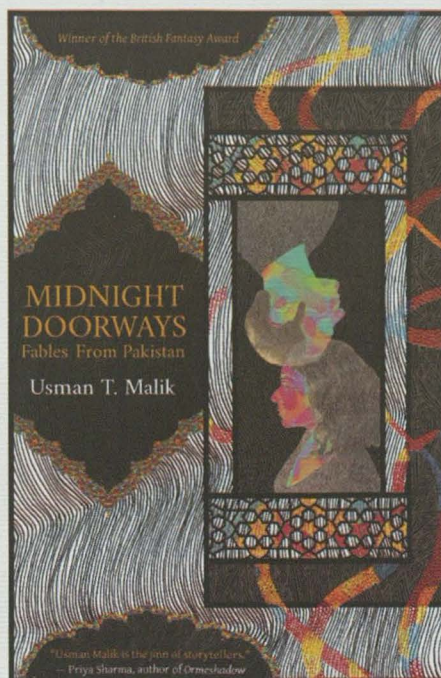
Midnight Doorways was my most anticipated release of 2021 and I couldn't wait to get my hands on it as soon as it was released. Once I did, I couldn't wait to read it all in one sitting. One story in and I realised that it was a book to be savoured rather than devoured.

Midnight Doorways by Usman Tanveer Malik is a collection of 7 short stories that are set in the

heart of places that we have known all our lives.

The stories, despite being distinct in their plots, retain the scent and beauty of our culture, places and childhood memories. Relatable at several levels, the stories transcend the barrier of age, time, and other divisions that have hollowed out our roots.

"Ishq" - the first story in the collection will always be one of my favourite stories. It is a story that reveals things that have been staring at us and yet ignored. It is a story that focuses on people that the society casts one look at and then looks away from out of fear of catching their misfortune. It's a story about someone deciding not to look away.



ANOOSHA RASOOL
FINAL YEAR

The Wandering City - is a reflection about how we, as a nation, react to things that we don't understand. It is a story that aptly narrates the balance of our curiosity and apathy.

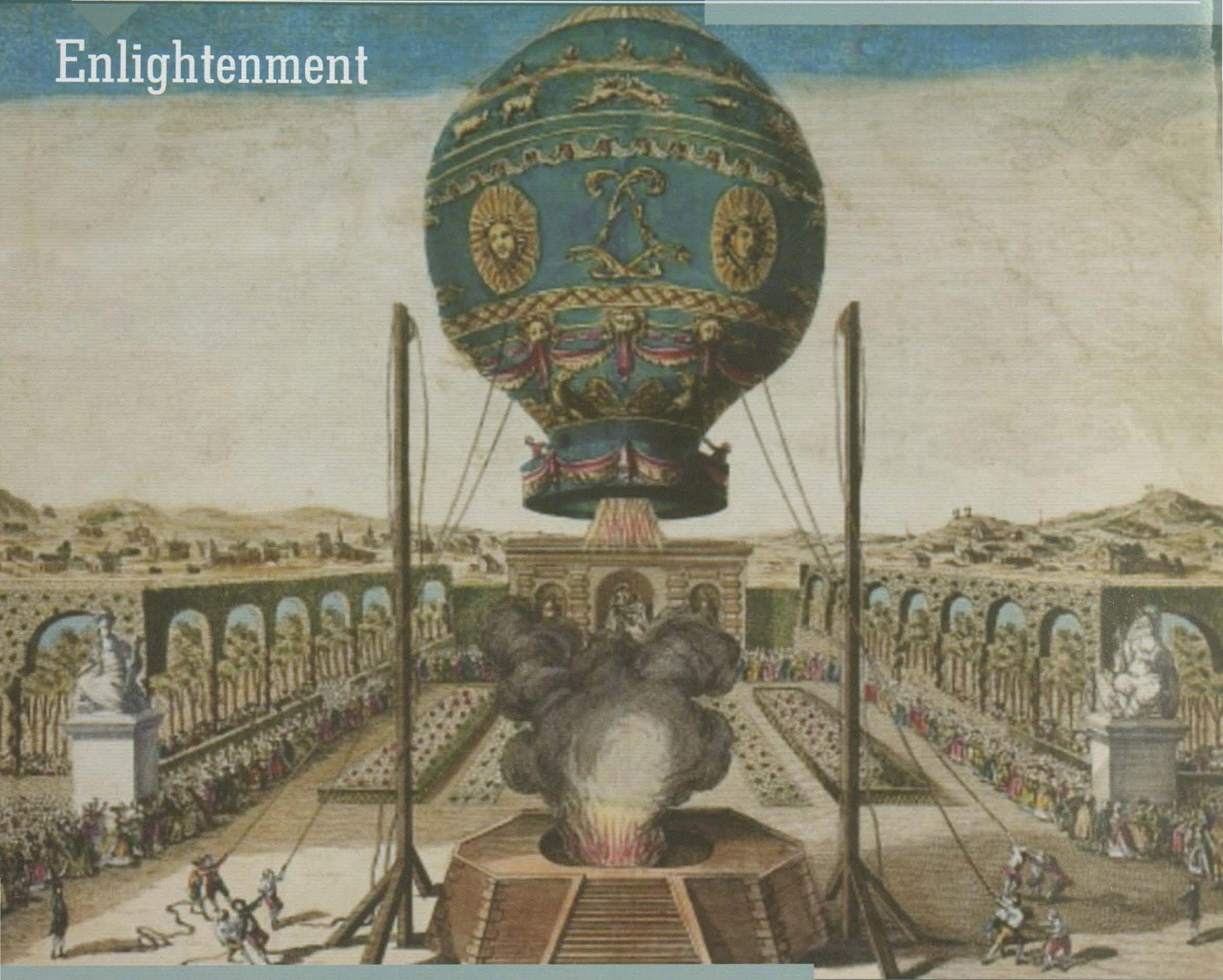
Immaculately done artworks adorn the last page of every story and add a visual component to the stories, making them all the more real, all the more present.

From the narrow streets of walled city of Lahore to the ruins of Mohenjo Daro, every word is a testimony of it being a story about our people, our home.

Midnight Doorways is a book you didn't know was required, until you read it.

Book Review

Enlightenment



The enlightenment (1715-1789 AD) was a period known for its intellectual, scientific and philosophical progressions in Europe. The ideology of 'natural rights' was given birth by the great thinkers of that time, including the likes of John Locke, Charles Montesquieu, and Jean-Jacques Rousseau.

CROSSWORD PUZZLE ANSWER KEY

Answers:

DOWN:

1. Dr Sania Shuja
3. Dr Farooq Aziz
4. Ifran Haider
6. Zohaib Bhai
12. SMDC

ACROSS:

2. Fourth Floor
3. Dr. Farida
5. Qarshi Cafe
7. Salman Pasha
8. Akhtar Bhai
9. Auditorium
10. PA
11. Layers



Pasha at 4pm ✓
@salmanpasha-admin

it's in the username :3



Ph.D ✓
@director_research

Meri grant approve ho gayi!



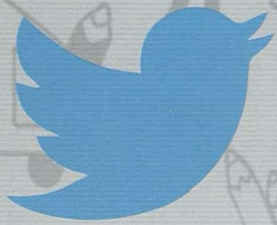
SMDC confessions ✓
@smdc_confessions

jinko koi mooh nae lgata tha
unko jeena seekha dia



SMDC ✓
@SMDC-Official

previous account hacked,
now follow @aku-lite



SHALAMAR TWITTER



Zahid Bashir ✓
@PrincipalSMDC

Policy Update – 90/60



Dr. Jabeen Akhtar ✓
@DJ

Passed one student today.



Sharjeel Mahmood ✓
@theeta_online

Finished Gray's Anatomy.
The book & the Season
#feelingaccomplished



Abdul Ahad ✓
@usmle_resident

USMLE prep >>>>>> lecture,
assessment, proff, attendance,
future of Pakistan.



~ ✓
@1styearofficial

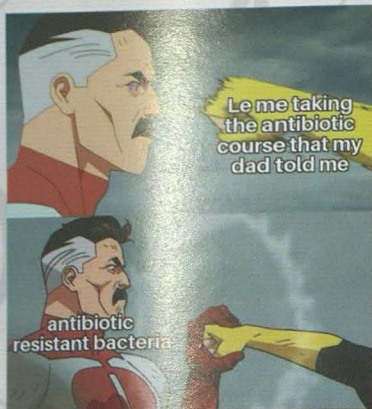
Mandatory layers cake on every
birthday celebration.



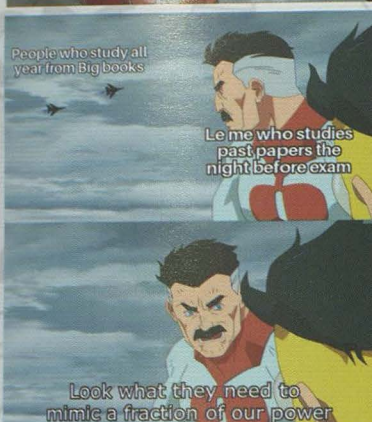
SMDC ADMIN ✓
@Administrationsmdc

I will do everything and
I will do it wrong





Le me taking the antibiotic course that my dad told me



People who study all year from Big books

Le me who studies past papers the night before exam

Look what they need to mimic a fraction of our power

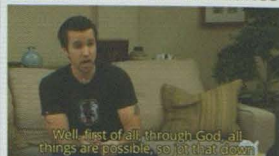


Patient in need

3rd year med student

My friend stressing about his 78% attendance with only one month left

Me who has 55% attendance



Well, first of all, through God, all things are possible, so let that down



me

My assessment

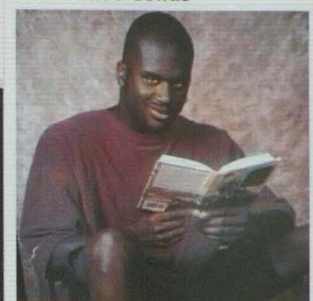
I got you, brother!

Pharmacology test



Oh, no, you don't!

Smokers reading Ulcerative Colitis



Are you two friends?



S1

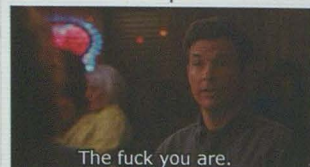
S2

No.

Yes.

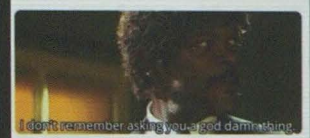
Me thinking about going home after the medicine ward session

ICU ward at 3 pm

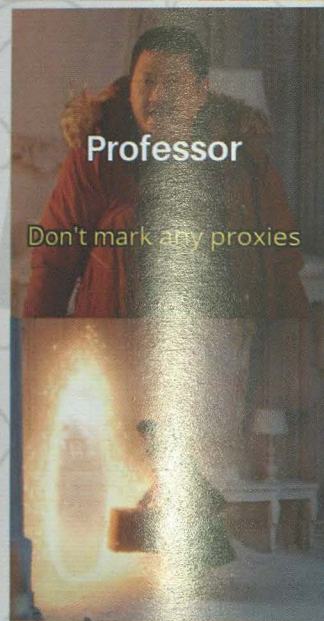


The fuck you are.

me: so what disease do i have?
nurse: you have Alzhe-
me:



I don't remember asking you aged damn thing.



Professor

Don't mark any proxies



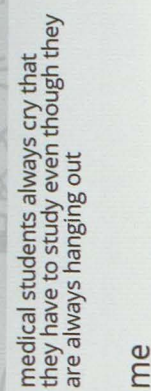
Zohaib bhai

Fine, I won't.



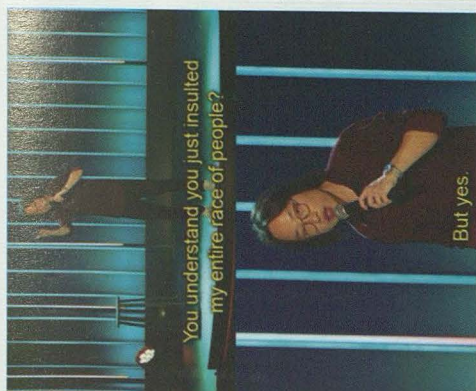
Also me

le Me trying to get good grades in Med school



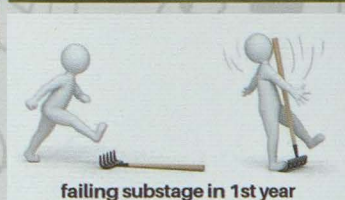
medical students always cry that they have to study even though they are always hanging out

me



You understand you just insulted my entire race of people?

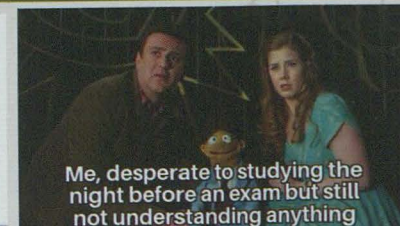
But yes.



failing substage in 1st year



Failing remedials in final year



Me, desperate to studying the night before an exam but still not understanding anything



An Indian guy on YouTube

MEMES – SHALAMAR VERSION

Teacher: What are anti emetics?
me : They are prescribed to help in nausea and vomiting

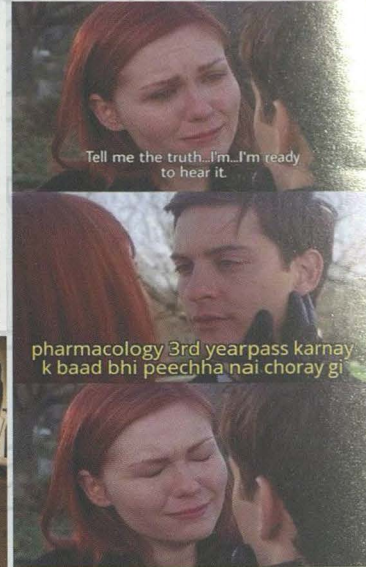
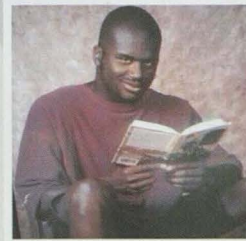
Teacher: Then why did you write Nausea vomiting diarrhea in side effects



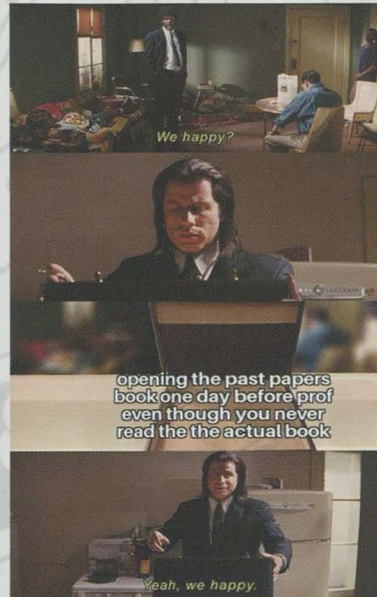
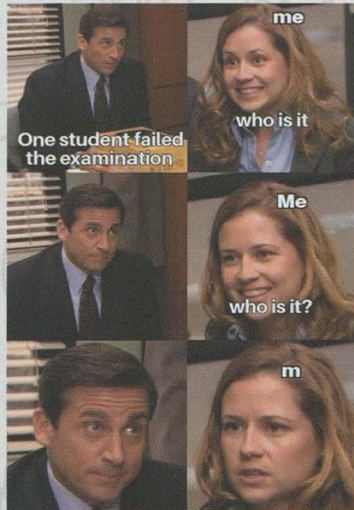
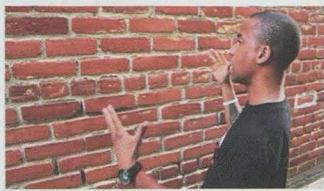
POV : You are sitting in anatomy viva and you picked humerus when the examiner asked you to pick up femur



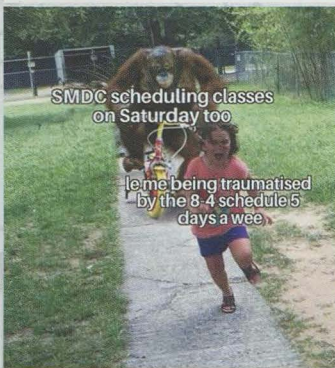
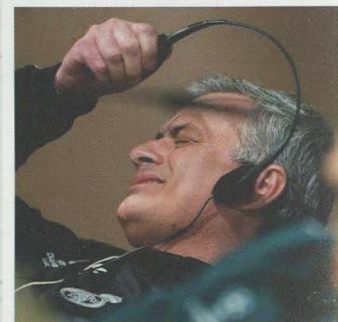
smokers reading that smoking decreases the risk of developing Ulcerative colitis



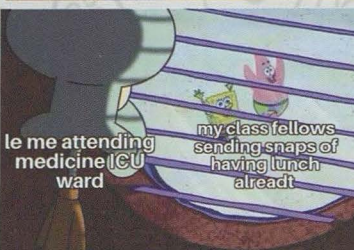
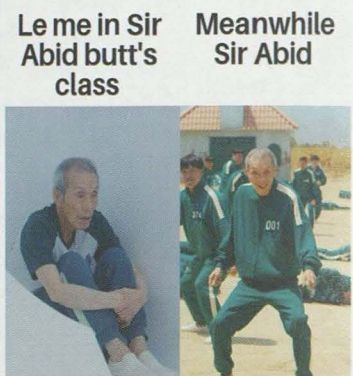
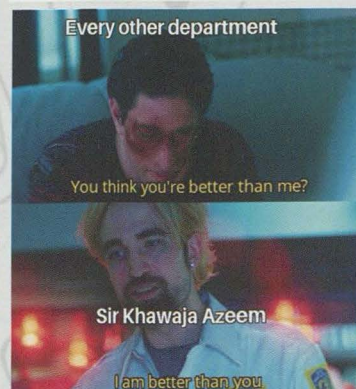
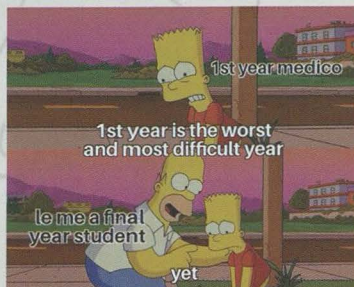
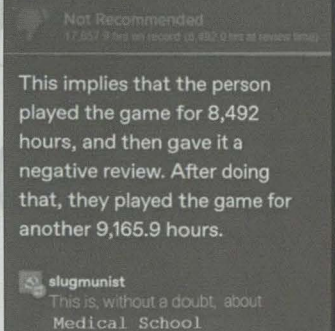
WEBINARS BE LIKE



LE ME AFTER EVERY ZOOM MEETING

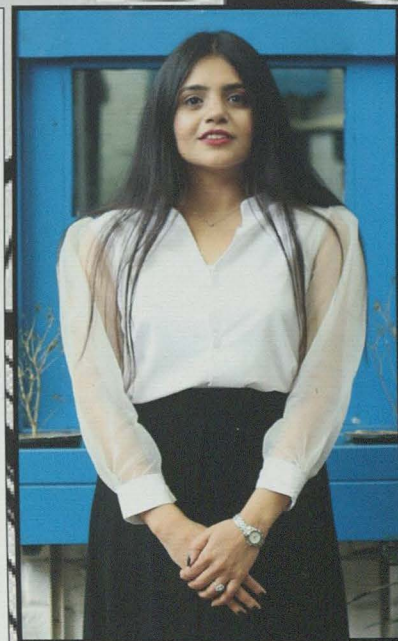
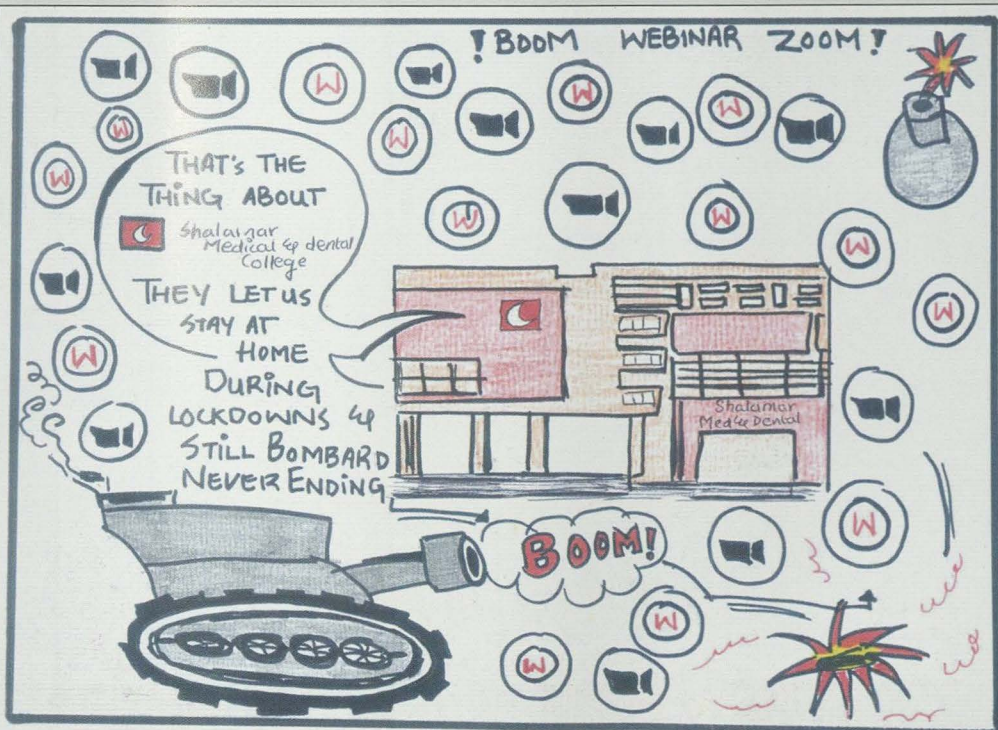
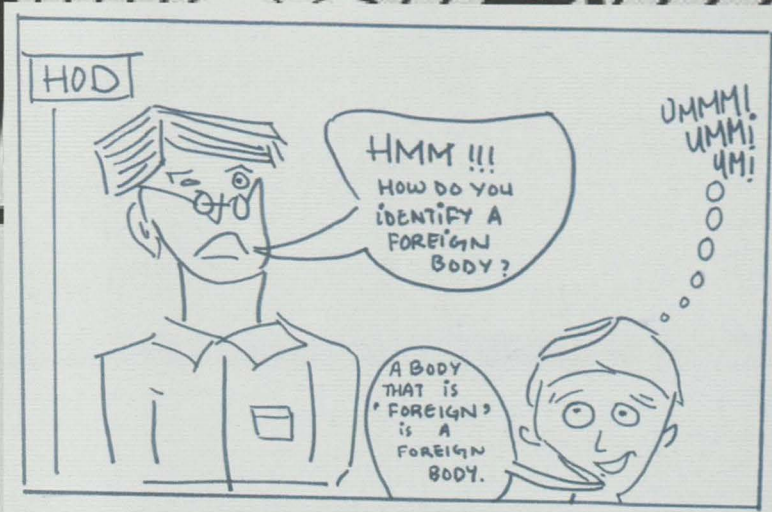


SMDC when they increase assessment and attendance percentage but add one Shalamar day celebrations in the schedule





AFTER 5 YEARS ↑



**HAJRA MUBEEN
FINAL YEAR**

COMICS



SURGERY LECTURE

MONDAY



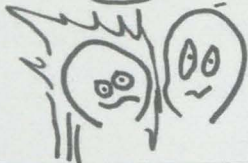
LE STUDENTS



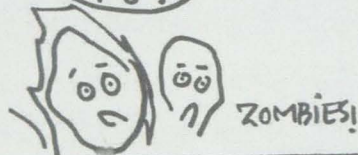
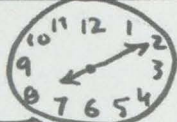
30 MINUTES
LATER



2 HOURS
LATER

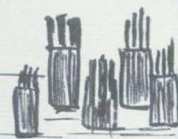
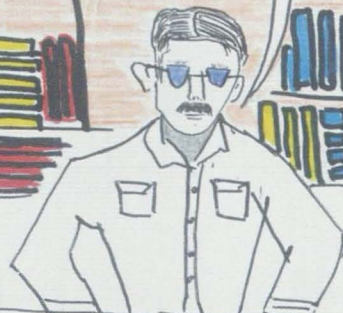


1 ETERNITY
LATER

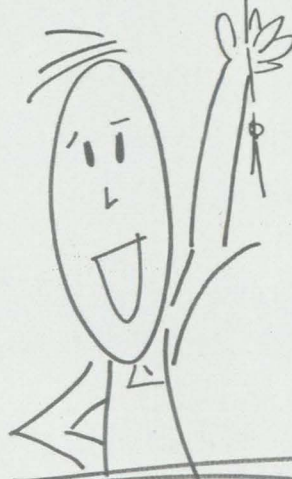


SMDC BOOKSHOP

یہ بڑا ہزار پانچ سو پچاس!
YE discount SIRF
AP K LIYE.

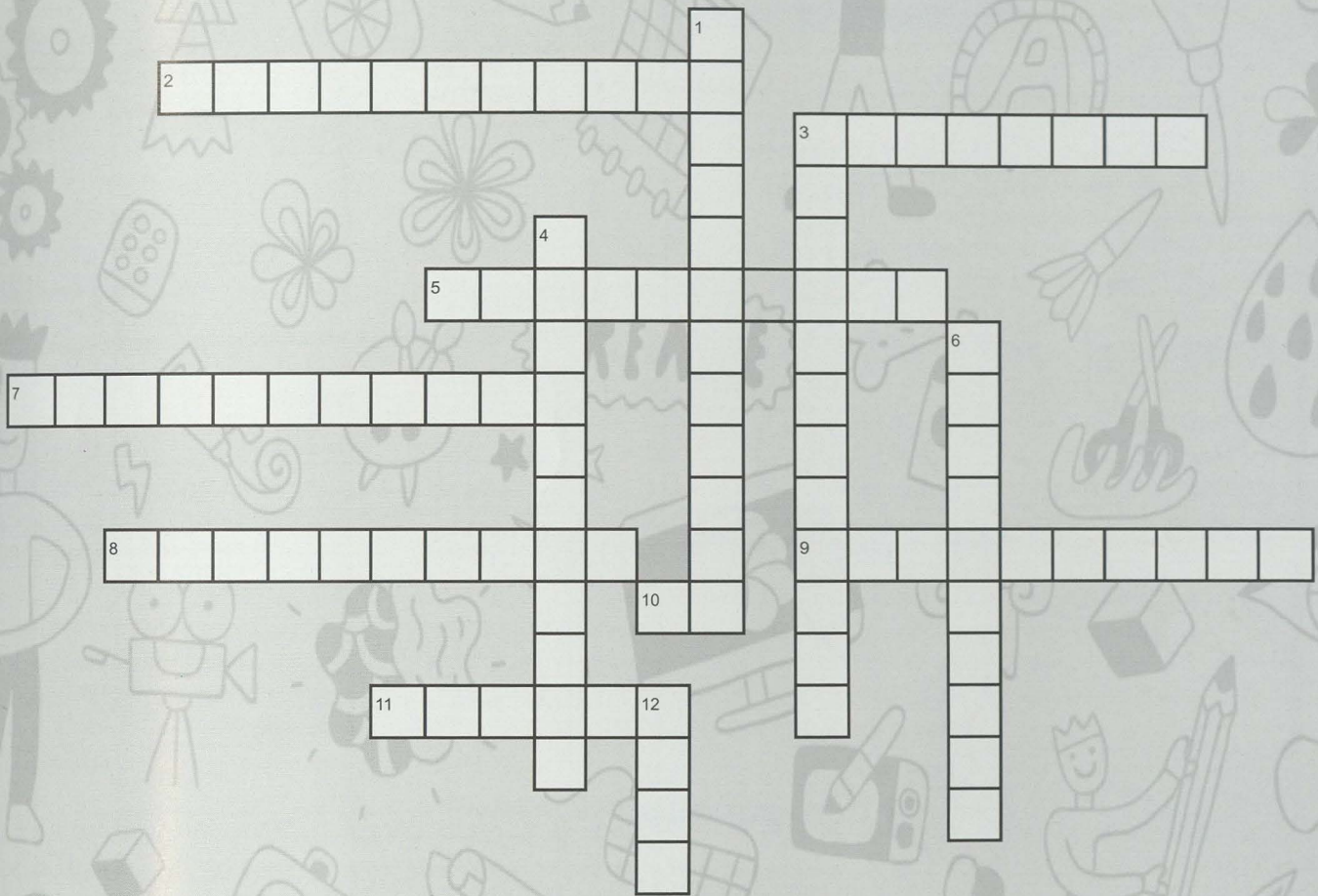


DIRECTIONS	DESCRIPTIONS
ADMIN BLOCK (Right to Entrance)	cook strategies to torture innocent creatures who endup in SMDC castle.
STUDENT AFFAIRS (IN HEART OF SMDC AT Ground floor)	Prof. ASHA & TEAM always available: "آؤہ قہنے ہوا" "2 بے کا ہوا" "مر جائے کا ہوا"
SMDC CAFE (BASE-MEND)	BEST CHEFS experi- menting all cuisines & folks ending up in ER and Gastro.



CROSSWORD PUZZLE

SHALAMAR VERSION



Down:

1. The greatest Iqbal fan
3. Best Dressed
4. Singer of SMDC
6. Sab k Bhai
12. Aga Khan Lite

Across:

2. Photo Booth/ SMDC picture Spot
3. Chu-Chu TV
5. Same menu Forever
7. 4 bje k baad dana
8. Sirf apky Iye
9. Concert venue SMDC Exclusive
10. Real HODs
11. Favorite SMDC desert

SURVIVAL GUIDE

ANATOMY

Head for the Dissection table sanctuary.

PHYSIOLOGY

Score a distinction in 1st year for a smooth 2nd year.

BIOCHEM

Front row seat & good rapport with lab attendants.

Isl/Pak St.

Do not Attend. Go home.

ENGLISH

Get an accent.

PHARMACOLOGY

Error 404. Page not found.

PATHOLOGY

Get good poetry skills.

FORENSICS

Get that one book to rule them all.

BS

Invest time in pharmacology.

ENT

Get good hearing aids, if you know what I mean ;)

EYE

Niggah darust rakhayn

C MED

Get a research project.

MEDICINE

Learn you reflexes. Take notes.
Avoid eye contact.

SURGERY

Choose your seating position wisely.

PAEDIATRICS

PARTICIPATE. PARTICIPATE. PARTICIPATE

GYNAE & OBS

Ngl, you'll have to push harder to ace this one.

20 YEARS FROM NOW

'What Shalamarians will be doing after 20 years...'

ISMAIL FAROOQI
(3RD YEAR)

Still spotted on first floor stairs

OSAMA RIAZ
(4TH YEAR)

President PMC

HINA TARIQ
(3RD YEAR)

Fashion Diva

AREEB SAJJAD
(3RD YEAR)

Found new home at layers

MAHA KHALIL
(4TH YEAR)

Catch me if you can

IQRA WAJID
(2ND YEAR)

Finally featured in 1000 instagram pages

SARA SALAHUDDIN
(5TH YEAR)

20 years have passed since her last class, & she is still asking questions

MONEEB MOUQIT
(4TH YEAR)

Manager of Manchester United

ZAINAB ALIE
(2ND YEAR)

New Olympic champion in table tennis

MAHUM TARIQ
(5TH YEAR)

Still welcoming and seeing off her friends at college gate

PRIDE OF SHALAMAR 2.0

[Awards – A Satire]

FOR FASHION ICON:

Nominees are:

1. Hina Tariq (3rd Year)
2. Emaan Amjad (2nd Year)

Winner: Hina Tariq

FOR PEACE AWARD

Nominees are:

1. Atif Chaudhary (2nd year)
2. Hania Nadeem (2nd Year)

Winner: Atif

FOR PUNCTUALITY:

Nominees are:

1. Ahmad Subhan (2nd Year)
2. Badoor (2nd Year)

Winner: Ahmad Subhan

FOR BEST SENSE OF HUMOUR

Nominees are:

1. Ismail Farooqi (3rd year)
2. Ibrahim (4th Year)

Winner: Ismail Farooqi

FOR OUTSTANDING HAIR:

Nominees are:

1. Shahmeed Syeed (3rd Year)
2. Amina Qureshi (3rd Year)

Winner: Shahmeer

FOR DEFENSE GROUP:

Nominees are:

1. Zain Qureshi (2nd Year)
2. The rest of SMDC

Winner: Hina Tariq

FOR THEETA AWARD:

Nominees are:

1. Fahad Shahid (3rd Year)
2. Usama Qureshi (5th Year)

Winner: Usama

FOR HOMELESS ROMANTIC:

Nominees are:

1. Ibn e ali Jaffari (5th Year)
2. Mahd (5th year)

Winner: Jaffari

FOR TEACHERS PET/ TC SQUAD:

Nominees are:

1. Behroz (3rd Year)
2. Ashir Saleem (4th Year)

Winner: Ashir

FOR MOST HUMBLE:

Nominees are:

1. Arbaz (5th Year)
2. Mubashir (5th Year)

Winner: Arbaz

FOR MOST QUIET:

Nominees are:

1. Rana Ali Jabbar (4th Year)
2. Ali Husnain (3rd Year)

Winner: Ali

Humour

Restoration



With the Monarchy being restored in England, a new period of English Literature Restoration (1660-1666 AD) began. This period marked the beginning of journalism and comedy, with poetry having rhyming couplets. This period is also known as the Age of Dryden, with respect to the greatest poet of the restoration period "John Dryden".

and have always lived in my own bubble. We tend to find it difficult to place our entire life in the hands of Allah, but I've always done it with absolute trust and have taught my kids this as well.

When this came up, especially during COVID when there were very limited treatment options available, the first thought I had was that I would either die of COVID or from cancer. So after every test, and every visit to the doctor I said the same thing: "I am happy with the Will of Allah." The only time I got anxious was when I had to choose my doctor, because that was something that would determine my course of

treatment.

I was given a great amount of support from my colleagues. Despite me being so unstable, Dr. Ursula told me to keep my head high. Dr. Sarah was the one who motivated me to continue my job, Dr. Bahadur gave me his office so that I can stay closer to the histology lab and Dr Ursula along with Dr. Samia helped me with every step during teaching.

5. During all these years, what do you think served as your strength and what thing do you consider as a weakness?

My actual strength is my firm belief in Allah Almighty and perhaps one of the greatest benefits of faith is that it grants comfort in the frequent instances in which one is met with hardships and difficulties. Keeping faith and maintaining certainty is a tremendous comfort in all such situations & makes them easier to deal with. This is because the strength of one's faith and resilience on Allah dwindle the agony and bitterness of maintaining perseverance throughout any hardship. And my biggest weakness is that I get emotionally attached with other beings so easily.

6. What book do you think everyone should read and why?

In my opinion everyone should read Quran because it's a timeless guide for life, death and the hereafter. There is no doubt that every person will go through times in their life where they might feel empty, confused, depressed, unsure, and yearning why they exist. We were not born knowing exactly how to live, but it is an absolute miracle that we were all given an instruction manual to guide us on our journey of existence and help us to fill those voids deep within our hearts.



DR. UZMA WASEEM

ASSISTANT PROFESSOR ANATOMY

1. Where did you graduate from and how was your experience doing MBBS and your postgraduate degree?

Ans. My experience was great. I did my MBBS from Dow Medical College in Karachi. I believe that my experience was great because I was highly passionate about medicine. I felt that if I didn't manage to do MBBS, I wouldn't be able to do anything.

For a long period of time, I wasn't able to practice medicine because I got married into an army household and we never stayed in one place. However, it was only after retirement that I completed my M.Phil. in anatomy and topped the exam.

2. What was your motivation in joining MBBS and what quality do you believe you had that led you to be successful. Also, was there any Plan B in the case you were unable to become a doctor?

Ans. My greatest motivation was my passion for medicine. You know the typical dialogue, "I wanted to be a doctor since I

was a kid." I was that kind of a child. Perhaps this passion stemmed from the fact that my parents always wished me to become a doctor too.

I believe that the quality that helped me was my hard work. I wasn't one of the kids who studied the syllabus once and managed to do well in exams. I was the type of student who would sit for six hours straight to complete what I started. I can do this even now, and this is why my backache started.

There was no plan B for me. There was just my Plan A for pursuing medicine and the Plan A of being a gynecologist. I even did my house-job again after the long period of break I had in order to follow my dream.

After that, I decided to pursue anatomy, for it was a subject that I enjoyed the most. I used

to be the only one on class who practiced dissections all alone in the DH.

3. Who was the most influential person while you were growing up?

Ans. Since a lot of my time was spent studying, I think the most influential people in my life were my teachers. During MBBS, I was greatly inspired by my Embryology Professor and then an anatomy Professor during my M.Phil. Teachers who not only teach but support and nourish students are the best ones.

My parents too were definitely influential, for they are always your first and foremost support.

4. Last year, you underwent treatment for cancer. Cancer is a daunting and haunting experience. How did it change your life?

Ans. I think it did not change my life. I'm a very different person



circles prefer doctors now who have a good research experience.

Q.4) How long have you been teaching?

If you exclude the teaching that I did during my younger years towards my peers, I have been teaching for at least 20 years. During MBBS, I believed that my teaching was in the form of presentations and PBL's that not only helps us to learn but develops our teaching skills too. During my time as a research supervisor, many people did not have a proper understanding of

research and public health so I taught a lot of people. When I got inducted as faculty in Community Medicine and during my PhD in Malaysia, I kept teaching.

Q.5) What is one experience as a teacher that you will never forget?

There are so many of them. The recent most with which I was taken aback was during an online class during COVID. After the entire lecture, a student messaged me, "Sir you can do wonders on the radio with this voice of yours."

Another event was also during online classes. After 40 minutes of the lecture, one of the students said, "Sir, your English is a little too tough to understand." I then had to summarize everything I had taught previously in Urdu which was extremely difficult since all the statistical knowledge is in English.

Q.6) What is one moment in life that transformed you?

This happened a very long time ago. My main transformation was when I got that elated feeling I had when my first ever paper got published in the International Journal in 2019. This was the first paper I designed myself entirely and I was the only author. It was a completely indescribable feeling. After that, I started enjoying publications.

Q.7) Do you have a message for the youth today?

Whatever you're doing, do it with precision. For example, if you are studying anatomy or physiology, so it perfectly with proper understanding. Be planned for what you need to study but don't rush it. Once you become doctors, you will have a huge responsibility. You just can't say, "I left that chapter, I can't treat you." So in short, follow your heart, study perfectly and be true to yourself.



DR. SALEEM

ASSISTANT PROFESSOR COMMUNITY MEDICINE

Q.1) What are your qualifications?

In 1999 I joined Zia-Uddin Medical University for my MBBS. After completing my house job in 2005, I applied for masters in epidemiology and biostatics in Zia-Uddin University from 2005-2007.

As soon as I graduated, I was given a job in Aga Khan University in the Department of Pediatrics as a research supervisor for four years. However, I then travelled for my PhD in Malaysia and completed it in 2019. 10 months after I returned to Pakistan, I joined SMDC.

Q.2) What was your reason of choosing public health and community medicine as a career?

It is a very good question. A huge reason why I developed interest in Community Medicine were the teachers who taught me during my MBBS years. In our university,

we had a modular system. So after studying those huge systems like CVS and CNS, having a two week Community Medicine module was a refresher as it was lighter and simpler. I soon developed a huge interest in child health and statistics.

After I applied for post-graduation, pathways cleared for me and Allah kept helping me move forward. I went along the lines of research, working as a detective as to why diseases and symptoms were occurring.

Q.3) Do you think students should opt for public health as a career?

Absolutely. I believe you should always follow what you love. Go into Surgery, Gynecology, whatever you like. However, I do believe that public health is



never out of bounds. I feel that doctors think they should only work only to cure diseases, but being a doctor is beyond that. I believe that research is just as important and Community Medicine helps you get a step ahead. Even foreign medical



protect your artistic space, your creative space, whether it is mental, physical or emotional. And to protect it, you need time and money.

So the impediments in my way from 2005 to 2012 or so were brutal medicine residency training, a new job as an attending, and responsibilities as a young husband and father.

Q.11 Tell us about the moment you realised that you wanted to contribute to the world of stories as a writer instead of simply

being a reader?

My first publication was a letter I wrote to 'Bachon ka Pakistan' when I was in class 2. They published it. I remember running around the house, all excited, showing everyone my name in the paper. So that urge to contribute, to get noticed as a writer, was probably very early in my life. I loved stories, and if you love stories, after a while you want to tell them. In class 6 or 7, I wrote a series about a boy with telepathic powers that several of my friends would read. Where I am

today is likely just a continuation of that

Your Message to your readers and students:

Whatever you do, learn to enjoy the work you're doing. After med school, you will never have time in your life to actually sit down and study properly. You won't have time to study the way you want to. So make the most of med school.

Learn to love studying. Learn to love the acquisition of knowledge.

zoom.us Meeting View Edit Window Help

Zoom Meeting 40-Minutes

Recording... || ■

Fawad Ahmad

SAAD SLAH UD DIN MBBS 2017 110

Anoosha Rasool

MBBS2020001 Aamina Sajid

usman malik

Q.8. In your opinion, how does your ability to tell stories influence your role as a teacher?

100%. What do you do when you first see a patient? You take a history. What is history but a story? All great stories are histories. All great novels are histories of people and places. Every patient is a story. And if their story is incomplete, your diagnosis will be left incomplete and that story begins the moment you first lay eyes on the patient.

So, story-telling has helped me a lot, not only as my role as a physician but as a teacher because when I tell a story, my job is to make sure my reader keeps turning the page. So when I teach I need to know how to read the room so my students don't get bored. If they drift away in their heads, then that means I have failed myself as a teacher. My passion for story-telling should translate into my passion for teaching.

Q.9. You quote and refer to several authors and people associated with literature. Which specific authors should be read by aspiring med students?

One book that I am reading right now is called *The Plague Year* by the Pulitzer prize winning journalist Lawrence Wright. It is a riveting read about the COVID-19 pandemic

and one that will help you understand the history of mRNA vaccine technology and the future trajectory of pandemics. I also recommend *The Great Influenza* by John M. Barry, a classic book about the Spanish Flu. Reading it is like reading the beginning of the COVID-19 pandemic.

Read everything by Oliver Sacks, especially if you want to learn how to write about

One of my favourites is *The Emperor of Maladies* by Siddhartha Mukherjee who is a Harvard graduate. This book is a biography of cancer and is phenomenally written.

Q.10 You started writing in 2012 after a long time. To what do you attribute the gap between these writing phases?



■ A picture of me and my friends in AKU

medical issues well. Sacks was a neurologist and he wrote about the mysteries of the mind beautifully. His work is indispensable for med students. You should read the writer of *Jurassic Park* -- Michael Crichton. He was a Harvard Med School graduate. All of his books are worth reading. Abraham Varghese has a book called *The Tennis Partner*. That is also a good read.

There is a great book called *Enemies of Promise* by Cyril Connolly, where he talks about impediments in the progress of art. Connolly says, "Whom the Gods wish to destroy, they first call promising".

Promise and talent are as common as table salt. It is how you are able to overcome the obstacles in the way of your art is what eventually leads to artistic legacy. You need to

translated and subverted into artistic expression.

Q.6 The story behind naming The Salam Award for Imaginative Fiction?

Dr. Abdus Salam was the first Muslim Nobel Prize winner, the man who put Pakistan on the map in a good way a long time ago. Not a lot of people know this but he wanted to be an English teacher when he was in Government College, Lahore, because he loved literature. Unfortunately he was marginalized by an increasingly hostile government and was forced to move to Europe.

Dr. Abdus Salam's ideas about the role of imagination and poetry and the importance of science and scientific learning go together. So when we started the Salam Award, we wanted to remind Pakistanis that it is the non-discriminatory fusion of art and science, and of contradictions that sometimes leads to the most miraculous accomplishments.

Q.7 In your Tedx talk, you said Pakistan needs a scientific revolution. What is your personal vision for it?

If you've seen the Tedx Talk, you know my ideology. I think we need to move away from the *ratta* system, the patriarchal hierarchy of 'I know all and you know nothing.' Medicine and Science don't work like that.



■ Me after winning the Bram Stoker Award and giving interview to an Atlanta radio channel

Medicine and science are humbling; it's a constant struggle to learn more to do better for the world and its people.

To do that, one needs to become a better teacher, to understand the needs of the students and to take genuine interest in them as our nation's future. To teach them love for science and knowledge, to inspire them and rejuvenate them.

We need a scientific revolution where we talk about the beauty of science, the elegance of it. The European Renaissance in modern enlightenment is a late phenomenon. From the 8th century till the 15th century, Muslims dominated the world in terms of scientific Enlightenment. But over time we have become insecure

about our place in the world and view everything scientific with suspicion. We have lost access to the scientific method and become arrogant in our ignorance.

The greatest people that I know are humble people. Saints were humble, prophets were humble. Hazrat Ali Hajveri says, 'The last rung on the ladder of knowledge is when you know you know nothing.' And if we don't have that approach, I think we risk losing our futures and our present.

In general, we would like people to think of science as not something to be thrust down your throat, but something we learn the sake of it. Because science is such a beautiful thing. Learning science is humbling. Reading science fiction is humbling.

save lives. We're able to do certain things that, in a way, saints used to do. And isn't that worth the exhaustion and hard work?

Q.4 You have had the experience of practising in the US and in Pakistan. What are the top 3 things that set the medical practice in these two countries apart in comparison?

The single most important difference between Pakistan and America is *systems*.

Broadly speaking, hospitals in Pakistan don't have very good systems. We don't have good systems in place to train ancillary staff. We don't have good systematic accountability. In Pakistan, everything starts from the top; you don't have foundations. In America, you have basic foundations and a competitive environment geared toward quality. If you're not meeting a minimum threshold, market forces will force you out.

That doesn't quite happen in Pakistan. There is no calibration for a 'bare minimum' in terms of systemic performance. Individuals may excel, but systems are rarely in place to support that excellence or to translate that into a broader effect. That is why patients rely on word of mouth, because, with rare exceptions, they don't

trust hospital systems.

In America, what I see is, they have good systems. They have good training, accountability and feedback.

I'm not saying Pakistan is to be blamed. Pakistan has been colonised and devastated by many different invading powers in different ways. Yet, I do think there is significant room for improvement.

Q.5 What aspects of your life have helped shape your perspectives and write beautiful stories of 'Midnight Doorways'? The ability to flow between the western world and still keep your desi roots.

I come from a middle class business family with few college-educated relatives. When I started writing, no one told me what to do and how to

do it. I had to learn everything on my own. Urdu poetry, Bollywood songs, fantasy stories and mystery novels including Ibn Safi's Imran series etc. were the umbilical blood that fed me. Yet at the same time I was reading voraciously in English. When I grew up, I reproduced those influences in my stories.

The eccentricities you have, the strange things you like as a child, sometimes make you stand apart. And then when you reach a certain level of professional competence, they help you stand apart from others.

Similarly, the interests you develop as an adult or your experiences become stories. The story 'Resurrection points' in my book *Midnight Doorways* came from my first anatomical dissection at AKU. Any experience that comes your way as an artist can be



Q.2 You graduated from AKU and then came to SMDC. Why AKU and SMDC of all the colleges and Hospitals?

Aga Khan University Medical College is one of the most systematically organised medical schools in Pakistan that has provided a model for many other colleges to follow. AKU, in fact, established and provided the treatment guidelines for COVID-19 response in Pakistan. I think SMDC has the potential to follow a similar path toward becoming a model teaching institution in Punjab. The point is not to emulate AKU, but to charter our own path borne of our own ground realities. For example, not even AKU has a curriculum that inculcates narrative medicine, which is rapidly becoming standard of care in medical schools in the western world. SMDC could potentially do that by creating a liaison between LUMS and SMDC, where students from either institution could 'cross over' and spend time in a different discipline. A LUMS student, interested in the history of medicine could, for example, spend time at SMDC, doing research on the subject. An SMDC student could go spend time at LUMS as part of a literary or social science elective. This is something that would attract attention by residency program directors



■ *Playing the guitar at AKU*

internationally. It's all about thinking outside the box and bringing ideas together. And I do think the faculty and the board of Shalamar are interested in turning SIHS into a truly social cause, a laudable aspiration.

I came to SMDC to teach. I wanted to show my students different ways of approaching the world, not just as a physician-teacher but as a writer-teacher, because I have a somewhat different outlook by dint of my second profession - writing. SMDC represents an optimistic space in Lahore and I have no doubt that SIHS will continue to grow and become a larger, more wonderful place with time.

Q.3 Does your medical work ever become monotonous? How do you deal with it?

Medicine is an exhausting profession in general. Our work doesn't stop once the patient leaves the room or we do; instead we do paperwork and make phone calls and, unlike lawyers, when we call patients we don't get paid for that. That means that we are donating and giving a lot of our time for no return. We do a lot of free work, and that is okay, that is what healers do. But that does not mean it should come at the cost of other things in one's life. We should be able to choose certain things and lead our lives accordingly. One shouldn't be peer pressured to conforming to the same system.

Yet, we do burn out. However, every single time I burn out, I try to remind myself that we are part of an ancient, noble profession. Once we're done with training, we gain a particular skill that can help

DR. USMAN T. MALIK

ASSISTANT PROFESSOR RHEUMATOLOGY

Q.1 Why or how should one pursue the practice of medicine?

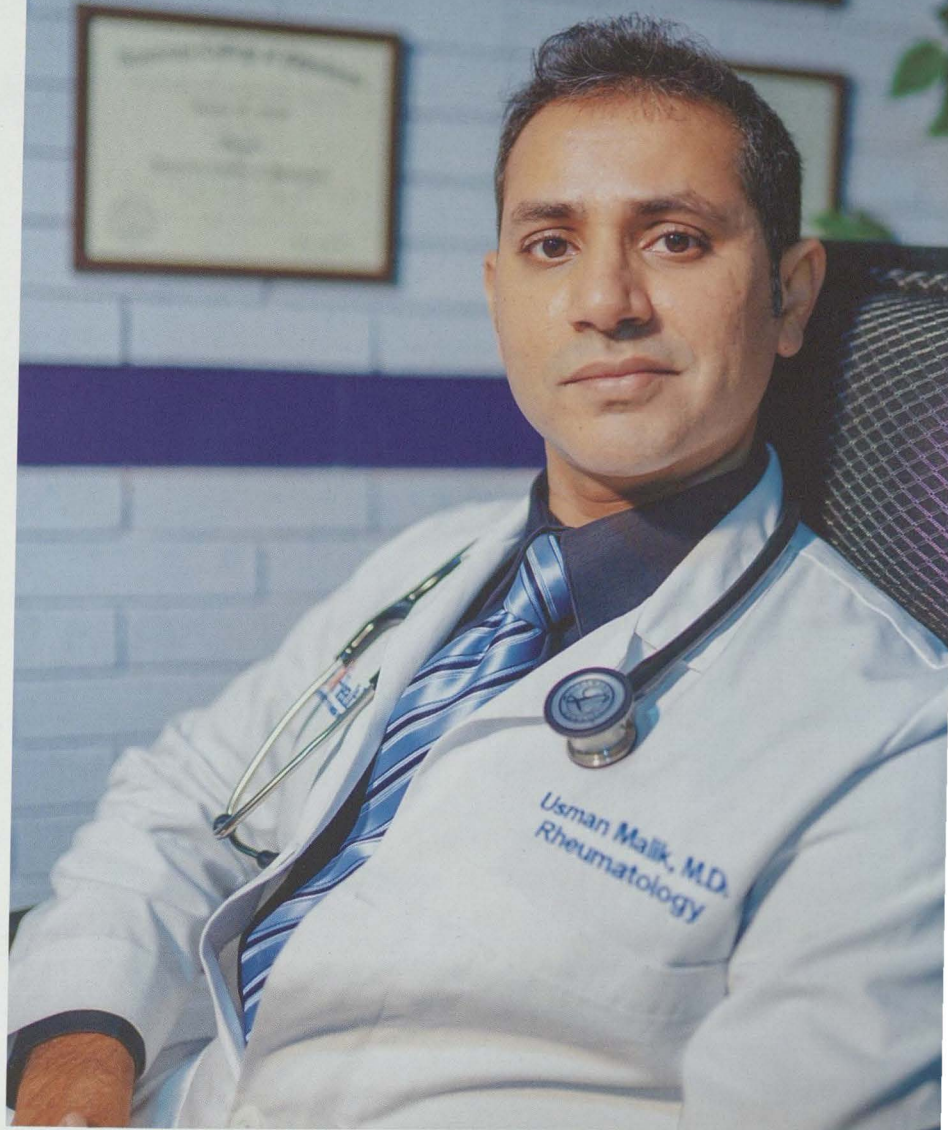
Many of us come to medicine because we have an inborn empathy for the world around us; we want to heal it and we're idealistic. Sometimes that idealism is misguided but it doesn't mean that it's wrong. Some of us enter the field because of our parents, or because we don't know better, and maybe sometimes we regret the choice because we think medicine is not for us.

There isn't a balance in terms of service and remuneration in medicine; there is a high volume of work for precious little gain, especially in Pakistan. So if you want to go into medicine, you want to do it for other reasons -- economics is likely not the biggest driver. And if it is, you may find yourself

jaded or practising unethically -- not ideal for nurturing future generations of an already colonized, exploited country.

My perspective on the practice of medicine: You have to understand that you are in a profession that is not a hundred or two hundred, but several thousand-years old. The Father of Medicine is not Hippocrates, but Imhotep -- the Egyptian

physician to the pharaohs. You are part of a chain that is three thousand years old, older than prophets. There is elegance to the practise of medicine similar to that of an artist's: a distinct idea that another's flesh and blood is your clay. You can wreck it by misinformed or callous choices or you can turn it into something beautiful, refined.



Q. How do you manage student life and research life?

A: I will tell you one thing I am not so proud of - I have sacrificed a lot on friendships and relationships. So I've never got the chance to make very good friends or spend great time with them.

You have to make sacrifices. If I hang out with my friends for 6 hours, I will have to compromise my sleep, and compromise on sleep directly affects your clinical performance, impact research, and social interactions on daily basis. Therefore, If I am to manage three things, I manage my research and innovation as one part, my academics and clinic as second part, and my health and fitness (which includes my sleep primarily) as my third part. As a medical student, you can only manage 3 things together. You don't want to be the jack of all and master of none, you want to be master of some and maybe jack of all.

One thing, I'll ask everyone to prioritize is themselves- never compromise your sleep, your fitness and health.

Q. Do you have any interests other than medicine?

A: I love cooking. I love baking. I love watching cricket. That is my me time.

In AKU, I've been a part of 9 plays, both written and directed, and performed in them too.

At the end of the day what matters is what is close to your heart and what makes you happy. Doing what makes you content, brings in energy and motivates you to get up from bed every day, is all you need. Also, mental health and sanity come before every and anything else- prioritize it.

Q. What message would you like to forward for the students reading this?

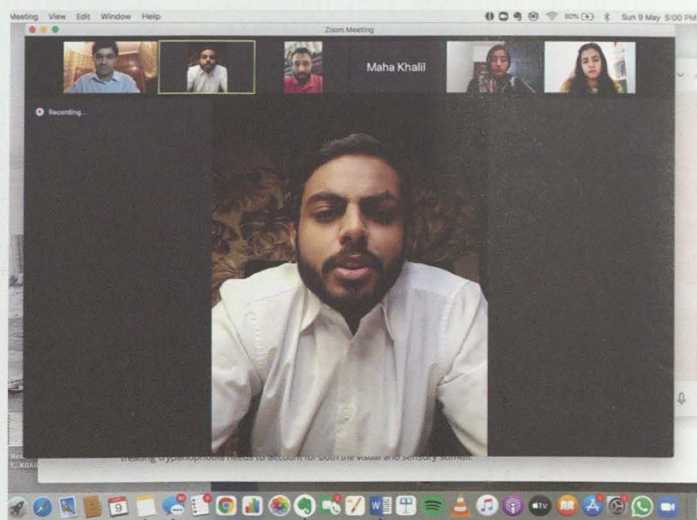
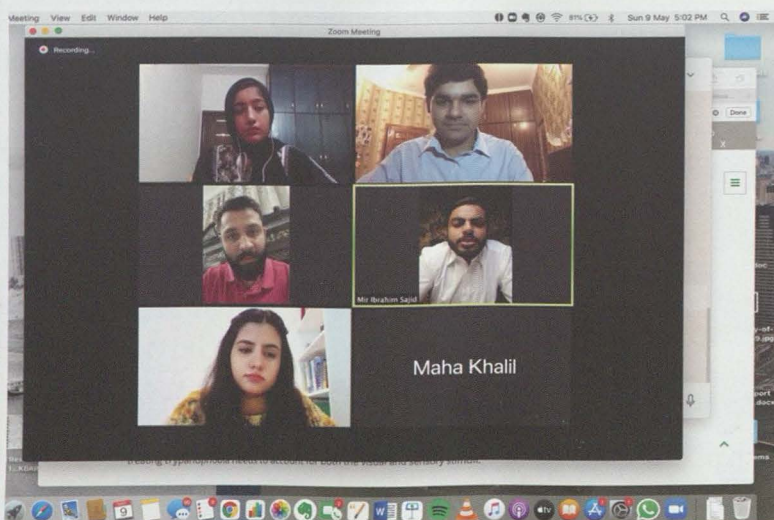
A: Do what you love.

Medicine is a very tough

undergraduate degree, especially if you want to be a good doctor, and if you want to be one, its imperative your mental is taken well care of. The key component of this is to be happy, by doing what you love- which ultimately help you get through it all. If you love music, go ahead and pursue music. If you love dancing, go ahead and learn dancing. If you love to paint, go ahead and paint. Don't even thing k 'log kia sochein gy'. NO. You come first. Improve your mental health, focus on yourself, and you will see a good dawn every day, honestly.

I always watch sunsets on a walk after Maghrib prayer. These days I enjoy watching the sunrise and listening to Dr Israr. I find this therapeutic and helps me kick my day off at a happy note. As a parting advice, I'll request you all to listen to yourself, do what you heart says- sometimes, just sometimes, it's okay to listen to your heart over your mind.

★★★



locally.

After that, we can collaborate up with local pharmaceuticals to make it as easily available at every pharmacy and departmental store at an affordable price. Since we have applied for an international patent, going global with this solution will not be an issue. Collaborating with pharmaceuticals such as GSK, which operate both locally and internationally, would be a huge positive point for us.

Q: Will you make it a disposable product, or will it be available at every clinic and could be used repeatedly over time?

A: Sterility is not an issue. It basically like a tourniquet. You use a tourniquet on every other person and sterilise the tourniquet with a simple alcohol swab. It is up to the healthcare centre, honestly. If you pay Rs.30 for the device, you can take it home and bring it the next time you come to the hospital. You will just have to pay for the application of bio-freeze, which can cost up to Rs. 5 per application.

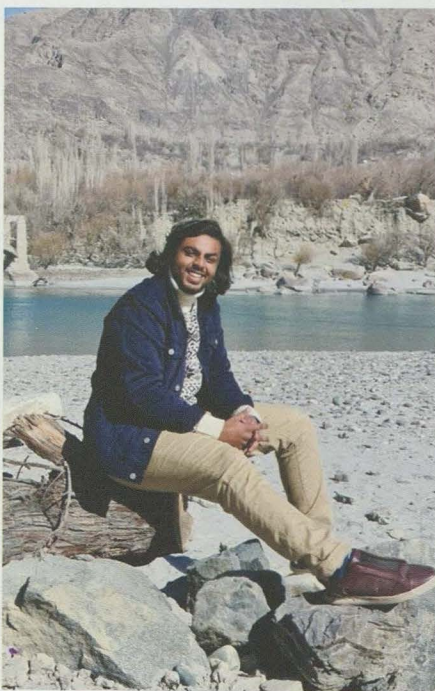
Q. How would you describe your life after receiving the Global Paediatric Investigator award?

A: That is an interesting question. It has been fun and at

the same time, not much has changed honestly. People at AKU have more experience than I have, many of them are excelling in different fields. In terms of my popularity at AKU, I think it hasn't changed much because I've been in research far before that as well. Just one thing, everyone at AKU now know me as the 'Needle Guy'.

One of the greatest incidences that happened is when I was at this PSO tuck shop outside AKU to grab a drink, and a lady walked in and saw me. She went like, 'Oh, you're Ibrahim, the needle guy!' She told me that she gave birth to a baby boy 2 days back and named him Ibrahim and wanted him to be a doctor like me. "Can you be kind enough and come to my car and give him your blessings?" she added.

I think that was most beautiful thing that happened after the highlight of all this apart from all



the media recognition and the TV interviews. I was very happy and very content with how people appreciated this.

Q. In your opinion, what role does an institution play in the success/progress of research projects by students?

A: HUGE. Honestly, huge. I believe that if an institution is not facilitating your project, it should not hinder it either. I was lucky enough to have both of them. I was lucky to have people who were facilitating me at every point. An institute plays a big role in this.

Q. What are your plans? Are you working on any other projects?

A: We are working on a couple of things, but I will not be disclosing the ideas right now. I can just tell you briefly, one of the projects will help children normalise tympanic pressures when they are in a plane. Which will prevent pain in their ears. The second device is an ABG rover. It is a small chip which will be inserted into the arteries. That chip will automatically sample ABG's so you will not have to prick repeatedly. The design will let you manoeuvre the rover anywhere and with the press of a button, it will disintegrate right within the arteries making its removal easy.

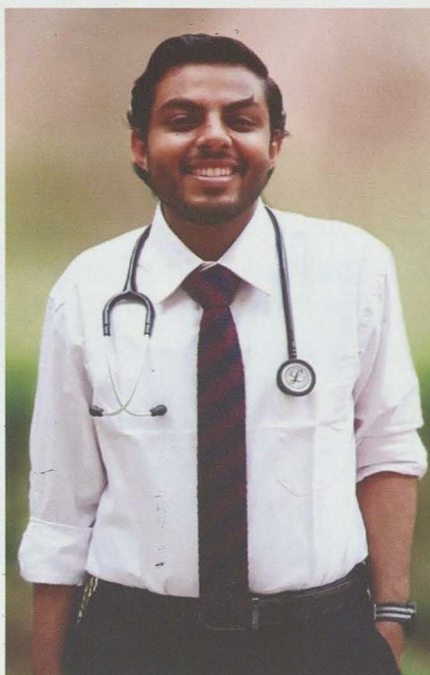
Q. How does your Project work?

A: It is a no brainer really. When you hear about the project, you probably think that anyone could have come up with this and that is exactly what I thought when I came up with the idea. It was revolving around two basic things, to make the need invisible and to make it pain free.

Trypanophobia consists of two components, the visual trigger, and the painful stimulus. The visual trigger accounts for 70% of the pain. It was simple, if you remove the visual trigger by hiding the needle, you can remove the chances of fear by 70%. That was the primary goal. To make the needle invisible, we had to obstruct the view of the needle from the child. The first prototype was a watch like structure, there were 2 chambers joined by a hinge and the child couldn't see the actual needle behind the chamber.

However, it did not work. There were issues with manoeuvring the needle inside the chamber, difficulty finding the vein and increased chances of miss pricks. So, we delved into finding a different solution for it. Eventually, we came up with the solution that worked and it is currently in the pipeline.

How does that work? We took a cardboard, cut and sewed a sleeve on it from my own jacket. The design hid the needle behind the cardboard and a 3D



sticker put on the cardboard that would move with the movement of the child's hand, distracting him/her from the cannulation being done on the other side of the cardboard.

To make it pain-free, again we wanted to make it very simple. We took the sportsman spray of lignocaine and sprayed the area we wanted to cannulate, which would numb the area. We initially tried this aspect of cannulation on our own team, and the results were rather surprising, none of us felt the pain!

We went ahead and wrote to Nature Paediatrics, and sent them the article, which would go on to become a record publication. Within 10 hours our paper was accepted for publication. That was my fastest record of publication. What made this an attractive paper was the cost-effectiveness of the solution, \$200 vs \$0.3- you

do the maths. The idea was well received and recognized.

Q. What were the challenges faced by the team while developing it?

A: The first challenge was to come up with the idea after the failure of the initial prototype with the chambers. The initial failure was the prototype not working. There were issues such as gathering the equipment, consenting for patients, going around our ways to find the right anaesthetic agent. We started with lignocaine cream and eventually ended up with the idea of bio freeze, which worked like magic. There were no barriers in terms of progressing towards the trials and it was a smooth ride. I am thankful to all my mentors who provided this opportunity to us, especially the team lead Dr Asad Mian and our biomedical engineer Areeba Shakeel.

Q. What are your plans development of this project?

A: Firstly, we want a proof of concept and to get the proof of concept, we need to get through the clinical trials. Once we are done with trials with a sizeable number of children, in about a year's time, we will have a good proof of concept that our device is working; and then we'll start marketing it

development, and innovation. We have this platform called the Critical Creative Innovating Thinking (CCIT) at AKU which organized a Hackathon, themed around building a children's hospital at AKU, back in my first year of medical school. The idea of hackathon is that you pitch a problem and people who have similar 'hackable' problems form a team. The team then must come up with a solution for the problem presented within two days.

A day before the Hackathon, my friend was injured at the basketball court, and she had to be given an intramuscular painkiller. It was a particularly difficult task because she was scared of needles. This experience laid the foundation to pitching the problem of 'trypanophobia', which was followed by creation of a team of 4 nurses and I, who worked together to develop the first prototype of the proposed

invention.

I have profound interest in practical research, which ideates medicine-leading to my keen interest in clinical trials. Currently, I have been part of this huge grant for studying molecular and genetic bases of development for urinary stones. It is first of its kind in the world and I am excited to be onboard. This study is a collaboration with Stanford and John Hopkins – making it all more exciting

Q. What prompted your interest in research in paediatrics?

A: There were two factors which made me work for children. First - my intense love for children, and second - my immense displeasure for a crying child. You'll understand this if you happen to take a long flight and there is a child crying in front of you for 10-12 hours straight. Added to that, we all know how mothers inculcate this fear of needles in children with the words, "Hum doctor k paas apko le jayein gy wo apko teeka lga dy ga" right from the start.

I realized in my 4th year paediatrics that even children who did not need a needle prick and were simply required at the hospital for a regular check-up would hesitate to come to a doctor. In my opinion, this fear of seeing a clinician was a big limitation to providing holistic

care to children. Also, unrelated, but fortunately my mother's Maxillofacial Surgery ward is right next to the paediatrics department at KEMU, so I would just roam around in the wards, and that added to my interest in paediatrics. Moreover, my grandfather was paediatrician too, and there is a legacy there; first child physician in Saudi Arabia- phew, big shoes. I think all these factors led to decision of choosing paediatrics over any other field in medicine.

Q. What was your inspiration for this project?

A: The love for paediatrics was the background for it, but a couple more things were there as well. One - an aim to remove the fear of needle from the minds of little kids who burst into tears as soon as they see someone wearing a white coat. Second - If you go to PubMed, you can see that many studies have been done on trypanophobia, to evaluate the prevalence of trypanophobia in different age groups, but the solution to that is technically unavailable to the masses. There are some solutions available in the developed world, but their application on a large scale is not feasible in Pakistan, owing to the cost of devices that can go up to 200 USD. The aim was simple: eradicate the fear of needles and make it affordable.



MIR IBRAHIM SAJID

FINAL YEAR MBBS

AGA KHAN UNIVERSITY HOSPITAL, KARACHI

Q. Tell us a little about what promoted your interest in medicine and AKU especially.

A: First, thank you for giving me this opportunity to speak to you. To answer your question, I have spent a large chunk of my childhood in hospitals, since both of my parents are doctors. My father is a Professor of Medicine at KEMU, and my mother is a Maxillofacial Surgeon at the same institute. Seeing my parents care of patients, irrespective of their work schedules and personal compromises, served as a strong motivation. Finally, compassion for humanity played a big role in helping me choose medicine.

I decided to pursue biology in O level, and found my interest to be growing as I made through the A levels. It was a passion, a childhood dream and a sheer feel of medicine that amalgamated in the final decision to take up this profession, and once I set my mind to it, there was no going back.

"Why AKU?" is an interesting question. After doing my A levels and appearing for MCAT, I scored 980 which gave me the



merit of 87%. It was a reasonable score for someone from A Levels, but insufficient to get me into any Government Medical College. Therefore, I applied into CMH and AKU, and got accepted at both. Following my mother's dreams and the wishes of my principal at LGS-JT, I think it was the wiser of the choices to go for AKU. It was a rather straightforward choice.

Q. Did you have a plan to pursue research projects right from the start, or did

the interest develop during medical school? What was the inspiration behind the "painless needles" project?

A: Research has always been close to my heart. I have been part of many research teams since year 1. I have about thirty research publications with about fifteen to twenty in the pipeline. My passion for research stemmed from the idea of making a difference, one which can be made by being in the space of research,

Interviews

Jacobean



The Jacobean Era (1603-1625) was the period in English history that coincides with the reign of James VI of Scotland who also inherited the crown of England in 1603 as James I. Jacobean literature was often dark in mood, questioning the stability of the social order; some of William Shakespeare's greatest tragedies may date from the beginning of the period, and other dramatists, including John Webster, were often preoccupied with the problem of evil. Jacobean poetry included the graceful verse of Jonson and the Cavalier poets but also the intellectual complexity of the Metaphysical poetry of John Donne and others. In prose, writers showed a new toughness and flexibility of style.

HOPE



MAHA JAWWAD
FIRST YEAR

Is it the end?
Or do we still have time to call a friend
These days shall pass
Cuz nothing lasts
Infinite is the new hope
Infinite blessings, mercy and price
Now its His turn to roll the dice
May we all had realized
That this time will rise
And all we will be left with-will be fright
The light at the end is not very bright
But we will make it right
Everything is a blessing in disguise
Continue your forgiveness tries
Cuz He listens to your cries.

This poem is about hope and it talks about optimism- we shouldn't be pessimistic or despondent in the current circumstances cuz there's always an open door when all doors are close.....there is always a tuscan sun yellow, dewy light shining brightly at the end of the tunnel!

BEHOLD CRONY

Be the sun;
Live with the snow
So that together,
We can grow

Hold on,

My language is love
Which is beyond and above

Everything,

Every heart is my temple
With love nothing is judgemental

We must have,

Humanity in our bags
No labels, and no tags

Braking the ice,

We might fight
Mates no backbite
'Tis alright

Two peas in a pod,

Leave the ego
Absorb others' words
Give space and adjust
Pull others high
Take yourself to the sky



ABDUL EIZAD ASIF
FIRST YEAR

ANGELS



IQRA SARWAR
SECOND YEAR

Drenching in fierce sun,
Welkin seems to have infinite holes.

Sky is such a colander now,
Out of it faxed hot stars aiming me.

Mountains felling over my delicate skull,
Wild quenching out of my flesh.

Oh God! Send some angels,
Send some angels!!!

Everyone around me is a prey,
That little ball of spikes is hunting everywhere.

All shields are useless,
Far worse every wall is shaking.

Turn this into a nightmare,
Save us all from this spooky pervasive.

Oh God! Send some angels,
Send some angels!!!

Despite this encircling baneful air,
Hope is still alive; looking into my eyes.

Telling me not to give up,
To emerge and quell the grave misery.

Let us all fly away,
Towards new and novel earth; or

Oh God! Send some angels,
Send some angels!!!

A MOMENT OF WEAKNESS

Being a curer, I believed in my ability
Keeping in mind, I shouldn't lose my humility
Being guided by oath I swore to treat
The patients who were desperately in need

I walked in my ward for the first time
Being bold and courageous, soft and kind
Ailing patients on beds, with paling eyes
Some were numbing, distressing and profound cries

Still there was one with ventilator but eyes gleaming
his hope, will and confidence not failing
He held my hands enduringly with trust
His milky face, Hoping me to do what I must

Applying all the wisdom and acumen I acquired
the best ways of medication I tried
But After some days, grimed with grief and sin
I remember losing first patient of mine

The moment of weakness I came across
I was mourning over the terrible loss
Fighting back my tears, I comforted his kins
Innerly grief-stricken, I had been

Tumbling and turning through impossible places
Always moving on, but never forgetting their faces
Staggered upon my feet, I did pause
Yeah a moment of weakness I came across



KASHAF NAVEED
SECOND YEAR

SCARS THAT SPEAK

Standing before mirror like a flickering candle
Submerged in melancholy, she couldn't handle

Though her reflection knew it since the start
Her oceanic eyes wouldn't conceal truth till last

She could see acid flinging at her flawless face
Carving deformed silhouette and her dreams debased

Letting down his egoistic approach was her only fault
Egocentric, dashed towards her with caustic assault

Going through surgeries, her burns healed leaving scars
That scars speak loud of torments on her heart

One day lying forlorn under the sequined sky
Glancing at the freckled moon, sparkling high

Showering light in retrospect, flaunting its scars
She saw her reflection gleaming amidst the stars

All she wanted to grow stronger than her scars
Her passion had driven her to land among the stars afar

That scars like exquisite emblem of art
Removing her veil, realizing it to be her permanent part

That's how her charred dream began to shape
She conquered by raising her voice and chasing her aim

(DEDICATED TO ACID

ATTACK SURVIVORS)



KASHAF NAVEED
SECOND YEAR

LET'S PRETEND

Lets pretend we never knew each other,
Lets pretend there was nothing in between,
Lets pretend you never broke my heart ,
Lets pretend you never pretended to love,
Lets go back to day ,
We met fist day,
Lets go back to the ways,
Where we used walk on very first days,
Lets go back to the days ,
When you used to stare,
And I acted like I don't care,
Lets start everything again,
And lets just pretend,
This is not the end.....

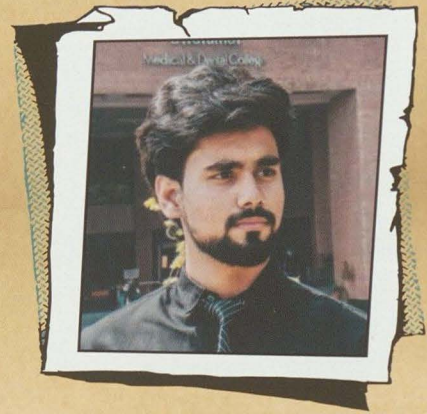


MEHAK FARYAL
THIRD YEAR

and far
out of
and and
1897.

THE LIFE

A blessing indeed the life is
A beautiful gift pure soul is
Sweet dreams and fresh air
Be grateful to your Creator
Belief serves purpose to live
Believing life is full of surprises
Angels guarding shoulders aside
Books revealed for guidance
Death an inevitable event
There exists a life after death
Hell and heaven exists indeed
A balance that to be maintained
Day of Judgement awaits for you



RJ. MURTAZA
THIRD YEAR

and far
ent of
hand and
Domini 1897.

LETS PRETEND

Lets pretend we never knew each other,
Lets pretend there was nothing in between,
Lets pretend you never broke my heart ,
Lets pretend you never pretended to love,
Lets go back to day ,
We met fist day,
Lets go back to the ways,
Where we used walk on very first days,
Lets go back to the days ,
When you used to stare,
And I acted like I don't care,
Lets start everything again,
And lets just pretend,
This is not the end.....



MEHAK FARYAL
THIRD YEAR

and far
out of
and and
i 1897.

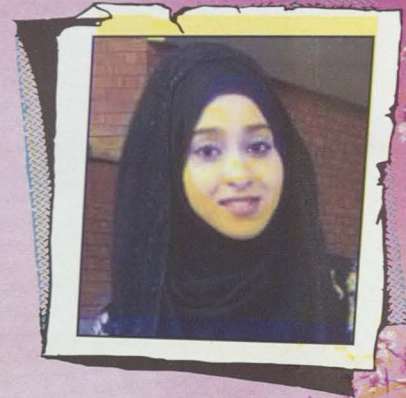
TO HER IN THE HEAVEN

I wish you to be here,
So you could see all the pain I'm going
through,
So you could see how hard it is to live
without you,
I miss you each second ,
I don't want to hug anyone but you,
I'm craving your touch,
But seeing you in pain was much more
difficult,
Hopefully you are living in peace there,
Because in the end the thing that matters
the most is
your happiness,
I don't know when we will meet again,
Because I have a lot to tell you,
See you soon,
Keep praying for me to Allah,
I need it always.....



MEHAK FARYAL
THIRD YEAR

JUSTICE



FATIMA GILANI
THIRD YEAR

I was your little girl mama, and baba's doll,
why am I so far away from you now?
I had dreams ahead of me,
why did he make them my worst nightmare?
I had a smile that enlightened our little home,
why did he turn it into screams of terror?
I had to toys to play with,
why was I turned into a toy of lust and pleasure?
I had eyes on me for protection,
why did they turn into thirsty ones ready to eat me out?
I had a life,
why did he brutally rob it away from me?
I was just an innocent one, like every other girl of my age,
why am I not getting justice then?
Why?

NOSTALGIA

Making me think about the good old days
But my soul is on board, that has no
ground.

We'll never come across each other again
Who says life's fun? The earth is round.

You misunderstood when they said they
like the ocean They never saw the sun
again, we just let 'em drowned.

The dark days have shown me the new
colours
I may have lost a few friends but the
treasure's found.

The lockdown has made an introvert a
rock lover So gather the music and blow
the sound.



SYED M. AZEEM
THIRD YEAR



IT'S GONNA BE ALL OVER SOON

To the tired human,
Who's been through alot,
To the torn heart,
Who's shattered into pieces,
To all the tears,
You cried in your bathroom,
To your heavy breaths,
Your lungs take continuously,
To your hurt soul,
That can't be the same anymore,
To your troubled mind,
That is restless and lost somewhere,
To your pained self,
Who wants to give up every day,
My Brave little Survivor,
All the power in the world to you!
To all the joys of life,
You have yet to see and live,
Just a little more,
And this is gonna be all over soon!



TAHNIAT
THIRD YEAR

FORFEITURE

(Dedicated to Late Aqib Ali)

Good time passes swiftly
To bring tears quickly

We keep on longing for it faithfully
Comforting ourselves by calling it perpetually

Pretending to ignore the present casually
Heart filled with agony cries loudly

We lose a friend rapidly
Without knowing them thoroughly

Mourning over the loss quietly
To avoid reasoning it falsely

Why to interact with a friend routinely
If we have to loose him eventually...



LUBNA MALIK
THIRD YEAR



AQIB ALI

Poems

Elizabethan



Elizabethan literature refers to bodies of work produced during the reign of Queen Elizabeth-I 1558–1603, and is one of the most splendid ages of English literature. In addition to drama and theatre, it saw a flowering of poetry, with new forms like the sonnet, the Spenserian stanza, and dramatic blank verse, as well as prose, including historical chronicles, pamphlets, and the first English novel with topics ranging from Platonic idealism, to romance, to repulsive realism. Major writers include William Shakespeare, Edmund Spenser, Christopher Marlowe, Richard Hooker, Ben Jonson, Philip Sidney and Thomas Kyd.

EARTH TAKING A BREAK!

The last time I had heard stories of the air this fresh was from my great-grandmother, when she cooed me to sleep as I cuddled up in her nest. Never had I imagined in the wildest of my dreams that I would live to witness the return of that pristine atmosphere that she talked about with gleaming eyes, eyes that were open but present in the days of her youth spent in the midst of joy. I had often stayed awake at night, constructing the images from the words that she had uttered hoping that I would visit the world of her youth in my dreams. Not a day had passed that I hadn't pushed her to tell her stories, until the day she was hunted down by their shotguns.

I woke up out of my reverie and was positively surprised to witness the lack of predators roaming in the cobbled pavement beneath me- for

predators they were to me as they tarnished my home, as they killed my family, as they stole my food away from me in front of my very eyes. It felt more pleasurable than ever to not hide out of sight and to roam around their streets like I deserved to. It felt oh so joyful to consume what I pleased and not to sicken my family with usual piece of plastic or a cigarette butt embedded in the meagre supplies I found.

I wanted to fly, to soar the skies. I held my head up high and soared down my home to glide in my new found freedom. Several others followed, as we sang the songs of happiness in tune with the wind caressing our faces. I giggled drunkenly as I finally settled on top of the great spirals of a church. There was no rising smoke in the atmosphere as it was replaced with the prevalence of oxygen. I glided down along the clearing



AAMINA SAJID
SECOND YEAR

waters and landed leg deep in the midst of it. It felt extraordinarily cool to the touch, the kind of cool that brings peace to your mind. A dolphin waddled up close to me and delightfully splashed water around my feet, apparently feeling as joyful as I did.

A song began to sound in the distance. Curious, I flew up to the source of the melody and saw the affected humans, the predators up on their balconies, waving to each other and singing songs of hope. But the earth was exhausted, it was bruised and the earth was taking a break! The earth took a break for us, for its true residents. For I was the king of the skies, for I was an Eagle who had suffered enough.





WINTER TURNS INTO SPRING

I stepped inside the vicinity of the Central Park, walking through the grand, wrought-iron gates that twisted into intricate designs depicting medieval griffins and mythical chimeras. Perhaps it was the familiar landscape that led me into the intricacies of a memory I wished to keep at bay.

It was the month of December, cold and cruel that clamped everything it could in its many fingered claws. I had walked in at that time as a victim of the chillness that resided inside every being-the ice that never thawed. I was injured; my heart bled with the wounds I had sustained from the countless stabs given by the offspring of winter, those who treasured its unnatural frost. My heart bled since the day he had left me alone in this unfriendly universe and had walked away from me

like a warrior walking away from the spoils of war- for I was nothing more to him. The atmosphere reflected my inner dismay, with its endless white expanses that were so silent yet screamed the slogans of despair. Each leaf- each sign of life- had disappeared to leave behind deathly remains of motionless, dismal trees that stood here and there with their backs bowed like the attendees at a funeral. I tightened my shawl around my shoulders to protect myself from the torturous, bitter gusts that numbed my already miserable heart.

The crunch of a dry branch under my feet pulled me out of my reverie; I landed back into the month of April, the month that brought its own kind of happiness and joy. That day I walked in the park as a healed



AAMINA SAJID
SECOND YEAR

individual, as someone who had shielded her heart in an unbreakable shell. I had learned to live on my own, for the lesson I had learned was no doubt the hard one, but it was worth remembering. The pleasant breeze softly caressed my face as I walked forward and sat down on a smoothly painted bench, observing the rays of sunlight reaching the green ground; it illuminated the various dust particles dancing merrily to the melody of the singing birds. I closed my eyes and smiled, breathing in the soothing scent of vibrantly hued flowers that bloomed here and there, like joy present in every corner of the park. All was beautiful, each being was blissful- for winter had turned into spring.





him a stereotype but he was not. Humans often perceive silence the wrong way although it is a beautiful language. Then I dived deep into the blue skies of life, which were at that moment surrounded by thunderstorms.

Things started to stabilize with time. As people say "Time is the greatest leveler", I witnessed this fact with my own eyes. What people said and thought about me was no longer significant. I alone could not have achieved this sense of harmony, it was my family, my loved ones, who brought me back to life. Supported me in every step of the way. They did not judge me on the fact that I was HIV positive," She narrated

with tears of joy filling her eyes. The story continued, "I was finally at peace and living life as a normal human being. At that exact moment I thought; is it possible that I have a bigger purpose to serve? A goal bigger than my whole existence? And then after hours of contemplating, I was convinced that I can serve mankind by sharing their grief and sorrow. "LET HER BREATHE" is now an internationally recognized organization, working day and night for the treatment and the eradication of the social stigma faced by HIV and AIDS patients, that includes me as well."

It all started when I discussed my idea with various NGO's

working in the country for the betterment of the mankind. We all agreed to form a joint organization, my role was a meager one, just acting as a bridge between them. In 2019 this organization came into existence. It did not receive much recognition in the society, and the board started to lose faith in it.

The board of directors took a leap of faith and assigned me the position of the Ambassador. I had no clue what to do and when to do it, but I had the most important thing in my head, which can bring about wonders and that is faith. Yes, I had faith that things will work out in the way they are supposed to be.

Ladies and gentleman that leap of faith and hard work paid off. And today, in the year 2020, you recognize me as one of the top social activists in the whole world. And this award you have given me proves that I have won in life". The crowd applauded heavily and people burst into tears.

Then she concluded; "Life- 1 Society-0."





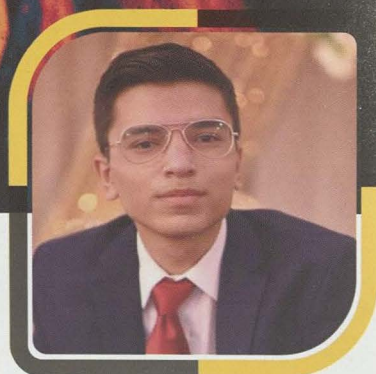
LET HER BREATHE

"Astonishing how a one-time mistake can completely change the outlook and course of a human's life. The only identity we are left with is that of the sin we committed in the past", Kiara spoke and her voice seemed to be coming from a deep, dark dungeon.

The audience seated in the City hall applauded cheerfully. She continued; "I am Kiara and this is my story. People told me to leave it to someone else who can narrate it better. But, this task I believe is for me. I have lived through it day and night and survived it, all of it, the disappointment, the so called shaming. Yes, I am talking about the HIV infection. The virus is dangerous, yes, but it cannot be

more damaging than the stigma given to the HIV patients." She paused for a while.

Then continued: "I was engaged to a man 2 years ago. Everything was good, and like every other girl I was dreaming of all the colorful things in life. Things changed quickly after my marriage. My partner turned out to be a drug addict. But that was not the real deal. He was HIV positive and he did not know that. Few months passed away in a flash. We both began to experience the symptoms of HIV. We sent our samples to the lab and when the results arrived, our whole world changed completely." This time she stopped to muster up courage for the rest of the story.



AHMAD FAIZAN KHAN
SECOND YEAR

"My parents brought me back home and filed a divorce. Because enough damage to me was inflicted within 3 months. My whole world shattered into pieces, nothing was left to be saved. People started to talk about our family and particularly about my character and of other girls belonging to our family. I was the wreckage at that time of a huge ship, which in the past was the pride of the sea and its waters.

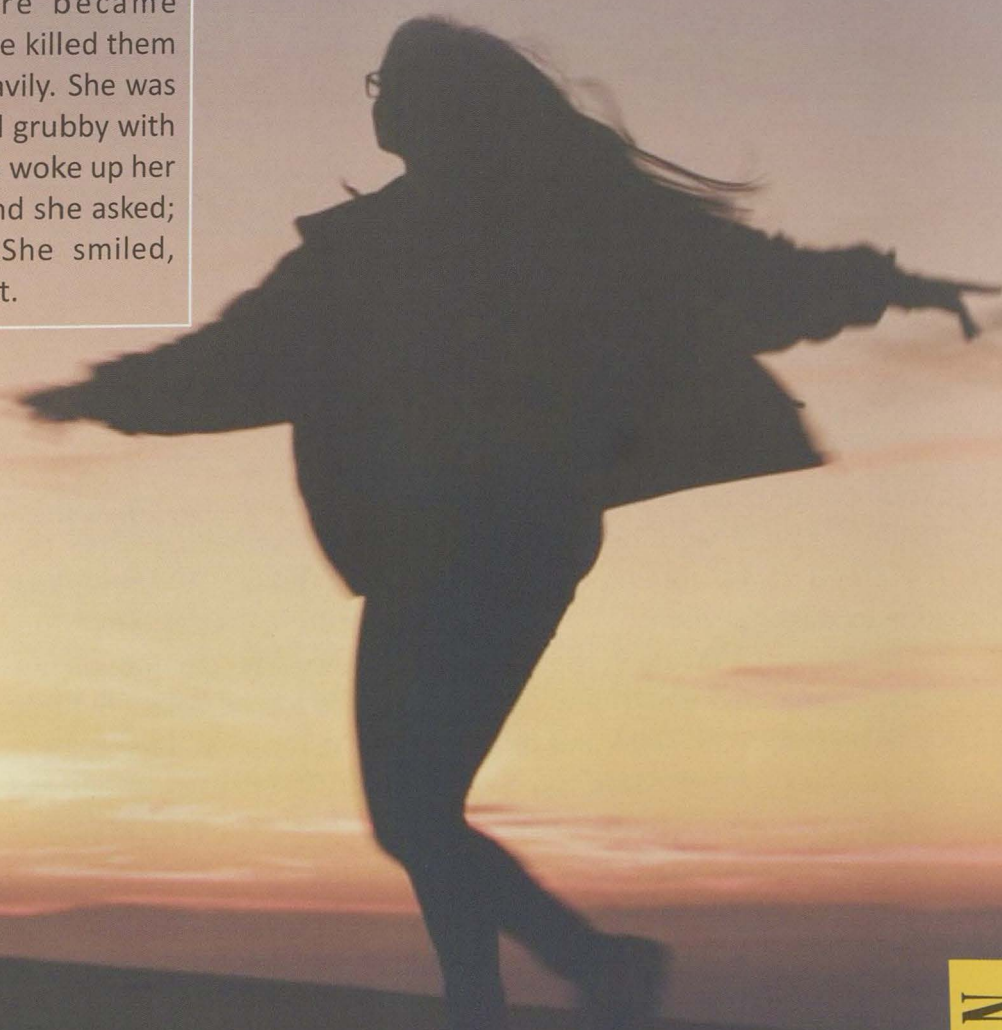
"There is much more to save now than was ever before" these were the words of my brother. I always considered

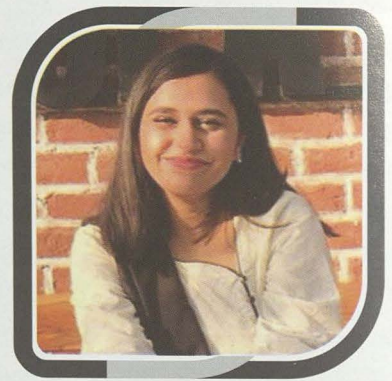
EUNEIROPHRENIA

Here I killed another one. Thick tar like material covered her arms and her dagger as she killed that beast. She was all alone and there were tons of them, giants, ents and wendigos. They were chasing the smell of her blood because they waited a long time to taste it untill she was twenty, when she came to know who she was. As they reached closer to her their desire became uncontrollable. One by one she killed them all and woke up breathing heavily. She was exhausted her hands were still grubby with their blood. Her heavy breaths woke up her mother sleeping beside her and she asked; nightmares again sweetie. She smiled, covering her hands with blanket.



KANZA YOUSAF
THIRD YEAR





ZAYNAH MALIK
THIRD YEAR

UNRESTRAINED

Amidst the tranquility of midnight with the flickering candlelight's struggling to illuminate the gloomy hallway, he could see the carmine blood dribbling down her arm, little by little, drop by drop, gradually feeling the hunger for more glistening pools of gore within the tenebrosity, intensify.

She kept on bellowing "please don't", at the top of her voice, even though, deep down, she knew that he stood impervious to her echoing shrills, her cries full of agony and her face blanched from the life she was losing.

"Which one do you like" he questioned, rather commanded, time and again, as he kept on honing the most incredible of tools he had, grinning from ear to ear, but yet horrendously, as could be seen through the fleeting strands of light falling upon his gruesome face. She

would break into a cold sweat every time she'd hear the clatter of his knives, that were coruscating just a stone's throw away from her.

The dread on her face escalated as she heard him creeping up on her by the creaking of the dilapidated floorboards. Tip-toe, tip-toe! He dragged the slicer along the wall as he neared her, ecstatic as ever, menacingly halting beside her limbs and looking at her intensely with his shimmering, sly eyes.

With all efforts to be oblivious to what she knew was inevitable, she gazed indifferently at those shrewd dark green eyes and drifted off into a vacant stare as he sliced her open, so proficiently and precisely until he could see as much of the crimson as he wanted,

"Farewell my darling" he sneered

the floor. She was checking for her pulse, taking her blood pressure again and again. And finally, Aria opened her eyes and there they were. Blood shot eyes of her mother and father looking at her. "Why did you scare us like that Aria? We took you to the best psychiatrist we know. Why didn't you tell us if you were so upset? We would have helped you. We are your parents, love". She just lay there, asking herself, "Why, Aria"? Did she want all those self-inflicted cuts to finally pay off? Or to just numb the loud shrieks of the demons of her past? She got help afterwards. On and off on medication for several years finally tapered off. And then one day, 6 years later, the mom, who Aria thought was invincible finally gave out. Aria kept pounding on her door but there was no answer. Aria barged in somehow and there she was, lying there. She held her cold wrist to check her pulse but she was gone. It was too late. Aria had to resume therapy after the death of her mother. And today, she writes her this note that she hopes will cross the barriers of life and death and reach her mother, carried by the winds of

love.

"Mama. I have no one to call this word now. I understand everything now, as I saw your lifeless angelic face lying there. How you must've felt when you held my lifeless arm in your hand. How your heart must have bled as I stumbled across the corridor. I was so lost in my own depression and agony that I forgot you were going through something worse. How could I not have thought that instead of shutting you out we could have held hands and gotten through this together. You were my mother. How could I not understand that only you could save me from me and I could save you from you. Because mama, we were veterans of similar sufferings. I should've

just hugged you. Today you would be here. I know now, mom, that I only need to be alive for myself. Not the world. That no one but me was responsible for falling down back then. And no one but me is responsible for standing back up now. I don't blame myself for those suicide attempts, those self-harm injuries, those long years of depression and anxiety and neither do I blame anyone else or the circumstances even. But I take full responsibility because it is the only way for me to take control. And I'm sorry mom that you had to give so much that you were left with no more to give. I'm sorry it took so long for me to grasp, that the key to letting love get inside me, was to love myself. I know it's too late now, but I would like to believe that beautiful things like love never really go anywhere. So even though I can't see you, you are always a part of me. I have you running through my veins. And I believe that a day will come when you will smile at me with open arms standing in a meadow, and I will run towards you and embrace the lost part of me that is you. For that day, we will be complete."



THE END?

Every once in a while, I come across this strange desire in people. We want a happy ending, they say. I never understood this obsession with "happy endings", and I don't think I ever will. For endings whether happy or sad are after all just, endings. It's the journey we must be focusing on. We often chase after beautiful destinations without really thinking if we are in love with the idea of the journey. For what you're left with in the end is bound to lose its flavour. It is a basic human trait. But the journey that has passed lives in your memory and is ageless. Memories and lessons taught in this enigma called life are the real treasure. You're not in love with life if you're not in love with the obstacles no matter how huge they are. If you're always fantasizing about the idea of a happily ever after, your life is futile. Fall in love with the

adventures called sufferings and there will never be an end. Just rain with a hint of gloom but a magnificent smell and sunny days with scorching heat but a brighter sky. Just summers with a little sweat but freedom in the air and murky winters with heavenly blankets of white all around.

It was a fairly normal evening one might think. She was 14 years old, listening to One Direction's new album. Her mom sleeping in the next room, dad gone to work, brother binging on some tv show. A bleak wave of murkiness swept over her. That if she disappears this moment, it won't make any difference. The childhood memories of those hatred filled fists hitting her face again and again flashed before her eyes. Her mom's chocolate brown hair with gold streaks grasped in that strong cruel fist because she was trying to save her baby girl. Having to become a 25-



ROHMA QURESHI
FOURTH YEAR

year-old trapped in an 8-year-old body pained her. She had no room. Yet the space ahead of her seemed vaster than the Sahara. And so, she went. Stole her mom's antidepressants and 20 tablets in, she started to panic. Her mom stood behind her, "What's wrong, love? Are you okay? Come have tea with me". What happened after was a blur. All she could remember was the worry in her mother's eyes as her baby girl fell down to

ammi corpse lying on the cold ground. I screamed and fought to get to her but to no avail.

At that time, I needed a hand to pull me out of the darkness. Not the type of darkness where you find direction by lighting a candle. Not the calming dark that puts you to sleep, assuring that tomorrow will be better. Not like the lullaby my ammi sang to me every night.

Door Ballaai Tsajiyo

(Away have gone all bad things)

Mauj Balaai Lajiyo

(Your mother is here to die for you)

Moal Goyyo Gaamun

(Your father has gone to different villages to earn)

Su Haa Iyee Shaamun

(And he shall return by evening)

Tamiss Balaai Tsajiyo

(Let all bad things be away from him as well),

Mauj Balaai Lajiyo

(Your mother is here to die for you).

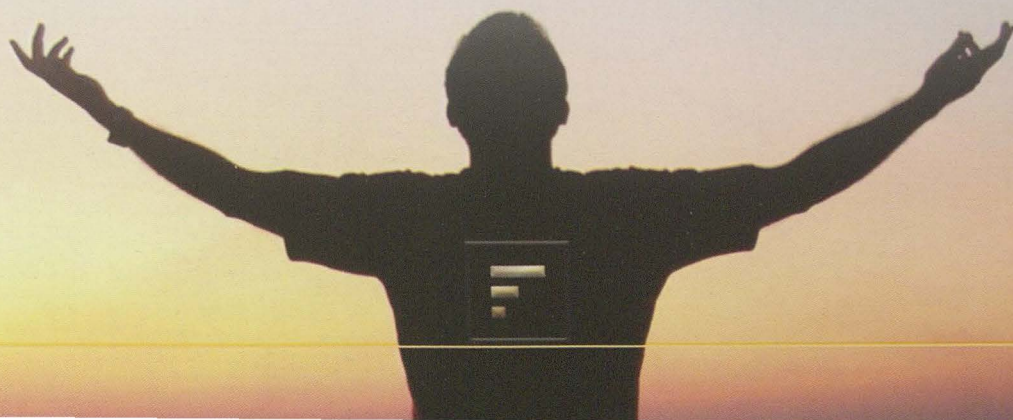
It was different darkness where you keep on saving your breath, unsure whether you're holding it because you're scared or conserving it to inhale the fresh air of freedom, once rescued. It

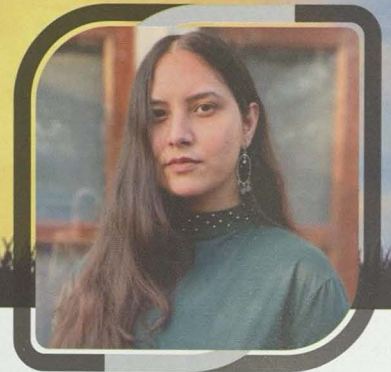
was darkness filled with holes which I cracked to let some light in, however, there was no light around me; I lived in a blackhole. I was born in it. I breathed its air for 12 years of my life. The price of being a Kashmiri, I suppose.

I was paralyzed with dread and moved where the crowd was carrying me. Five minutes later, which felt like an eternity; an eternity of me falling into a pit of nothingness. My numb soul had decided to give up and succumb to despair. I was seized once again by the monsters that corrupted our homeland, a group of Indian soldiers. They took my dupatta (Shawl) off of my head and dragged me by my hair into an alley, away from the crowd. The agonizing pain made me realize the horror of what I fell prey to. And the time of awful terrors began. My face was covered when I tried to scream for help, my legs were grabbed when I tried to run, my hands were tied when I tried to get them off of me. The time mercilessly went on and I wished for death to visit me one more time taking me away with

it. I was left there to bleed to death.

I could hear the faint noises of the cries of protestors, my people. Only this time, I couldn't get up to stand with them. I lay there thinking about how I was named 'Rida' which means 'dupatta (shawl)' representing respect and dignity. Yet I was robbed off my chastity, my decency, my purity. I saw the treacherous picture of humanity. The beast that lurks within the bodies of this very human species. This beast if uncaged, for the briefest of moments, could leap forward and eat you alive, like I was eaten. We Kashmiris, are desperate for someone to hear our cries of help, to save us from these hideous creatures for we have been fighting them away for the longest time, standing bravely against their cruelty. We wait for the darkness to end its strong hold on us, keeping us captive until the dawn, that is promised to us since we were born, rises. Is this dawn still many years away? Would we be able to hold our breath till then?





HIRA MAJIED,
FOURTH YEAR

In the name of Freedom

"Hum kiya chahtay hain? Azaadi!" (What do we want? Freedom). The crowd chanted and I listened. Then I joined in. Kashmir, my homeland, infested by these cruel people, a territorial conflict between India and Pakistan for the world, but for us Kashmiris, it's our freedom, our life and our celebration of what's right in the world, if there still is.

"Rida, move over." I was snapped out of my trance as my mother snatched me by my arm to move me away from the path of an angry Indian soldier charging at us. Why wouldn't they let us have our home? We are asking for what's ours. I didn't understand the political disputes at the age of 12. To me it was all about claiming our

freedom. I have forever lived in the charcoal edged air, heavy with smoke, deafening noise of ammunition and a life of restriction. Kashmir is a body of heaven on Earth, they say. But why would humans want to destroy heaven?

Times were happy when I was a little kid or I didn't have an understanding of what was going on around me. I had a family, my ammi, abu and brother. They took my abu and brother away. Ammi told me they would return, and they haven't for a year now. Even though I didn't allow myself to consider the thought of them being mercilessly murdered by the Indian soldiers but now the fear had crept into every aisle, every corner of my mind, and

the realization had settled in. A loud scream brought me back to this world. Ammi was clutching her chest, blood dripping down her arm and to the ground, like some valueless waste. Ammi had been shot. The last flickering hope in my life had dwindled. How could they snatch her away from me? As I saw death that day, looking it in the eye, I felt shivers running down my spine and disseminating through my body. Death had been lingering in the shadows all my life but now it was out in the open and it was aware that I was aware of its presence. Enraged, I began to charge at the offender but was drawn away by a swarm of people running away from soldiers. I struggled to reach my

Short Stories

Renaissance



The Renaissance period (1300-1600 AD) is known to be the cultural, artistic and political rebirth of the European Society. Art was produced by the likes of Michelangelo and Leonardo da Vinci while Literature was reintroduced with the famous works of William Shakespeare.

I NEVER LEFT

It was her last day. I remember us having an argument when she scolded me for something foolish I did. Scolded might not be the correct word, suggested fits better. Jet lag had her weak. I recall slamming the door at her face furiously as she signed, disappointed. No apologies was made from my side despite being well aware that I was the one in wrong.

No further conversation took place between us that day. She was too weak and lethargic to initiate one and my big fat ego prevented me uttering a sorry.

Next day started normally at 7: am. I woke up to her stroking my head affectionately. I leaned into her warm and heavenly touch, events of the past day temporarily forgotten. I remember her hands being cold, colder than usual. I should've known.

Half an hour later, slouching on my couch, I was engrossed in chatting with an old friend. Mama calls me. I ignored, mentally deciding to attend to her in few minutes. Life was too excitingly busy at that moment, discussing kainat's crush.

She calls again, fiercer this time, almost a scream. Alarmed, I

rush to her. She is sitting with her back to sofa, head in her hands, tears trailing down her cheeks.

"Mama?", I question concerned.

She complains of a headache, describing the pain as if someone was crushing her brain with a hammer. As if on reflex, my hands gravitated towards her head in an attempt to massage it. Two minutes later, she pulls them away claiming that the pressure was accentuating her pain.

15-year-old me was scared. Worried. Unsure of what my next move should be.

Rushing out, I woke my dad up, alerting my siblings in the process. Hearing her scream from pain, I scrambled back with a glass of water. She was just lying there muttering incoherent words while staring at my dad. The obnoxious ambulance sirens greet my ears as I try to hold her up but she refuses to cooperate. We all tried, but she didn't budge.

Later, the doctor told us that it was because the blood supply to her brain had reduced to an



MOMNA ZUBAIR
SECOND YEAR

alarming amount.

Within next 15 minutes, she was rushed to emergency. I was left alone at my home. I vaguely recall, sitting on my living room sofa, disconnected, for roughly 2 hours before my aunt came and took me to hospital.

Mama suffered from brain hemorrhage, passed away five days later. 2 days in coma, 2 on ventilator. 2 open brain surgeries, one with 50% survival rate and one with 0.5%.

4 years later, as I scribble down, I am surprised at how vividly I remember every tiny detail. That day gave me things that will I will carry throughout my life, an unspoken apology, a guilty regret and a lesson. A lesson to never leave things for tomorrow whether that is a sorry or a love you. Tomorrow is not guaranteed nor will it ever be.

that she gave up tea because it makes your skin darker. My love for tea bordered on addiction and it wasn't a realistic character ark for me. I still have tea habitually and often I am reminded of how much people are able to commit to their wants. I don't know if it's worth it.

Media messaging is responsible for much of the complexion bias-if not as an pioneer but certainly as a formidable promoter. We see it in how Bollywood films portray a hero or heroine. Where diversity is depicted on screen using darker skinned girls as the backup dancers and pale skinned girls as the main actress or dancer. The lead role, the love interest is always a pale woman which on some level communicates to young women that the only story worth investing in is that of a fair woman. Take mythology and fairy-tales where Snow White, Jasmine, and Cinderella need not be very courageous or self-dependent because they're beautiful. They get to live their happily ever after in lavish castles with princes because they're white as snow. It's not that deep but it is so m n i p r e s e n t . As children we experience and internalize a preference for

white skin that manifests itself in prejudice against oneself and others throughout our lives. Growing up I've seen acquaintances and the girls my age use lighter and lighter foundations at parties and weddings. It's a cruel fixation-to have this misguided, unrealistic standard that you just cannot achieve.

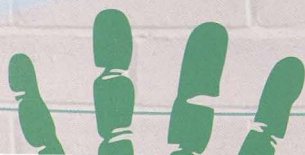
Not to mention it's a culture that makes for easy money. The market titans that are now leading a multibillion dollar industry-didn't even have to invent a need to sell their skin bleaching products because unsurprisingly people are willing to risk it all for a happily e v e r a f t e r . Many of these local and international whitening and brightening (the new buzz word) creams contain mercury and hydroquinone. Chemicals that have to been linked to poisoning, skin damage and liver and kidney malfunction. I also came across a Facebook post about girls in salons recommending corticosteroid creams as a magic remedy for lighter skin. Corticosteroid creams cause thinning of the skin, an increased chance of skin cancer and, ironically, darkening of the skin. Most local creams sold under the guise of all-natural pumpkin and lemon extracts usually aren't labelled with a complete

ingredients list or their health implications-just testimonials by people who're apparently five shades lighter now.

CONCLUSION

So where do we go from here? I frankly do not know if there's a clear path to follow away from colorism. However, the first step in solving any problem is to acknowledge that there is in fact a problem. To address our issues head-on we need to talk about them openly and create a dialogue that aids our understanding of the experiences of others.

Furthermore, as societal norms are not on our side, it is our responsibility to unlearn the narrative that fair=lovely. To question and call out blatant colorism in media campaigns, in our families and friend groups. To stop consuming problematic morning shows that showcase remedies for dark skin every day. I remember Sanam Jung's show 'Jago Pakistan Jago' had an episode where they taught makeup for 'dusky people' on fair skinned models by black-facing them. Change takes time and dedicated effort. We do not need to begin as a majority-sometimes the minority gets the ball rolling.





AZBA NOOR
FIRST YEAR

Colorism-Ivory over Chocolate

Color hierarchy is the way of the world and as children we quietly observe and absorb like sponges; the way our mothers stay out of the sun, the way teachers praise some children on their abilities and some on their appearance. As we grow older we soak up 'harmless' teasing from our peers and backhanded compliments from relatives, we learn to delete pictures with bad lighting and suppress the self-esteem issues that consume our identity.

It is important to precisely define the subject matter at hand—more so because the word Colorism doesn't actually exist in the dictionary (you will find writing software underline it in red). Colorism then means prejudicial or preferential treatment of same-race people based solely on their color. Colorism is also often gendered because of its salient

relationship to what is beautiful—it has a tendency to affect and influence women more than men.

Pakistan, a former British colony can't help but worship the lighter skin. In many ways it's a decisive qualifier for platonic relationships, marriage, and more sought after jobs. Ivory skin is widely a non-negotiable trait in a potential bride. Skin color serves as the most obvious criterion in determining how a person will be judged and treated—who gets ahead and who does not.

Skin can attract unearned praise or overt harsh criticism regardless of one's age. The emphasis on color is shallow and upsetting but also unsurprising because we humans are a visual species. We respond to those around us based on the way we physically

present.

I think it's fascinating, the west's obsession with tanning and trying to buy their way into an olive skin. While, to my understanding, our next door frenemy India and indeed most of South Asia is pinning for a pale complexion. The rationale of course lies in the myriad of social and cultural implications attached to skin color.

In a country with plenty of boiling sun rays, a lighter skin implies the privilege of staying indoors. Of having an office job away from the criminal rays of sun. Skin tone, therefore is a proxy for socioeconomic status. Less lucrative jobs like farming and labouring in the sun lead to the poor developing a darker skin. Conversely, a tan in the west signifies possession of disposable income to vacation in sunny climates or the ability to take time away for a spray tan or to lay on the beach and get a tan. A tan symbolizes wealth.

I remember a friend in middle school telling me to stop having so much black tea. She recalled

SOLUTION:

There is requiring for execution of national schooling policy and dream of 2030 schooling plans. An examination of education strategy recommends that at the law level there are many commendable dreams, but virtually there are little negative effects also.

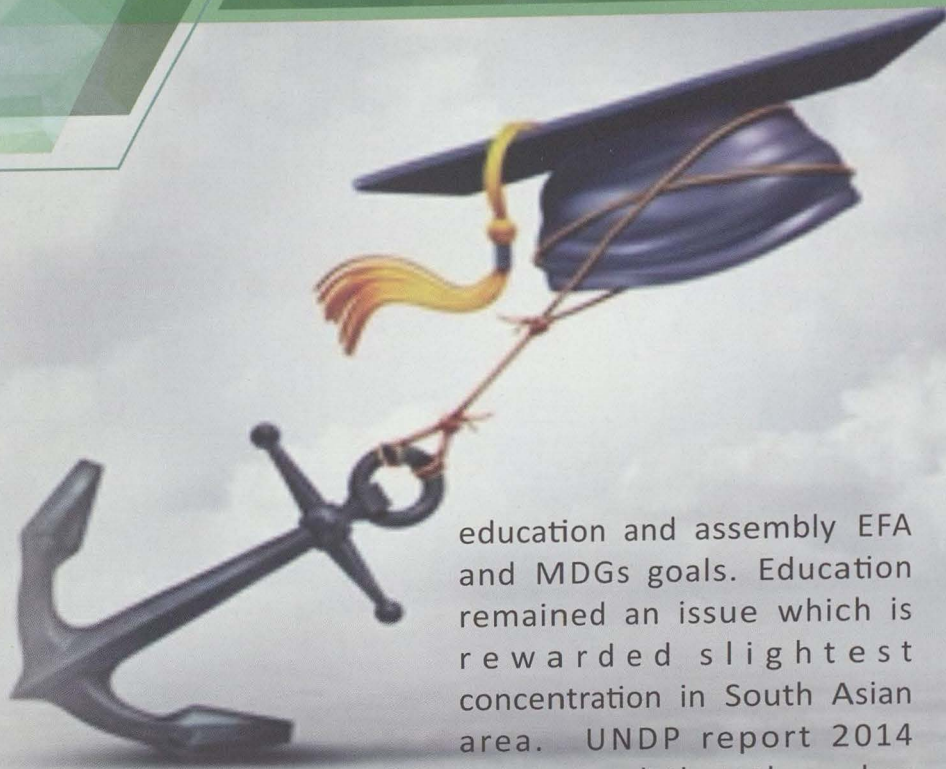
It may not be probable for the administration at the instant to apply regular schooling structure in the state, but a regular prospectus can be launch in learning sectors of the state. This will give equivalent occasions to the pupils of countryside areas to struggle with students of town areas in the profession marketplace.

Since bulk of Pakistani inhabitants settled in rural areas and the admission to education is a main difficulty for

them, it seems practicable that an impartial loom for official and casual schooling be gained. Government as well as non-government institutions should effort collectively to support schooling in rural areas.

Pakistan is not the only state which is facing problems concerning encouragement of

education and assembly EFA and MDGs goals. Education remained an issue which is rewarded slightest concentration in South Asian area. UNDP report 2014 recommend that there has been an development in other essentials of human expansion such as life anticipation, per capita income and human growth index price (in past 3 years); but there has been no development in the amount of education years. The predictable standard for years of education in 2010 was 10.6 years but the real standard of education remained 4.7 for all South Asian states. In the year 2013 the predictable standard of number of years amplified to 11.2 but the definite normal years of schooling of South Asian states remained 4.7. Local assistance method can also be urbanized to encourage education in South Asian area. Allocation achievement stories, making country-specific modifications and their completion can produce optimistic consequences.





NAIN ALI AWAN
THIRD YEAR

EDUCATIONAL PROBLEMS

Education is the process of facilitating learning, or the gaining of data, skills, principles, beliefs, and behavior. Educational methods include teaching, training, storytelling, conversation and directed study. Education usually takes place under the management of educators; however, learners can also educate themselves. Education can take place in official or casual settings and any practice that has an influential cause on the manner one thinks, feels, or acts may be measured educational.

The "education" has been derivative from Latin terms Education" and Educare" means to educate, to carry and to nourish' while educare' means to direct out', so we can say that education is to convey up, to rising and determining up the person aptitude and his internal abilities.

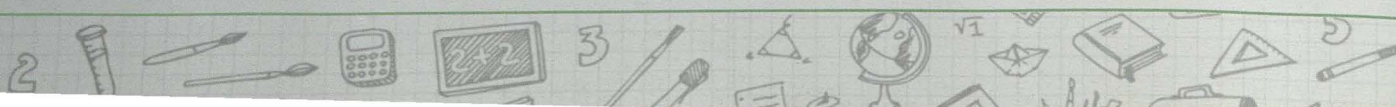
Human is at the climax of culture in this present era. It altered itself from the Stone Age and cave man to the situation of leading and noticing the event in space, hyperspace, and stares and in the deepness of oceans and the earth. Computer modernized the life and universe is now just like a town which is called globalization. It is general reality that the current century is well known for technical discoveries, explore and information machinery. So in this mounting and developing era all is altering and growing daily. So teaching is enduring and energetic procedure. It starts at origin and pursuing all through existence. All life is education and education is life. Problems faced by Education system of Pakistan

Problems:

It is significant to recognize that the evils which delay the

stipulation of education are not just due to issues of administration by management but several of them are extremely fixed in the community and civilizing direction of the citizens. Overcoming the final is hard and would want a transform in manners of the public, till then worldwide main learning is hard to attain.

- Lack of Proper Planning
- Social constraints
- Gender gap
- Cost of education:
- War on Terror
- Funds for Education
- Technical Education
- Untrained Teachers
- Poverty
- Caste system
- Child labour
- Child marriage
- Illiteracy
- The low status of women
- Dowry system
- Alcoholism
- Superstition
- Sanitation and cleanliness
- Religious conflicts
- Beggary



SOLUTION:

There is requiring for execution of national schooling policy and dream of 2030 schooling plans. An examination of education strategy recommends that at the law level there are many commendable dreams, but virtually there are little negative effects also.

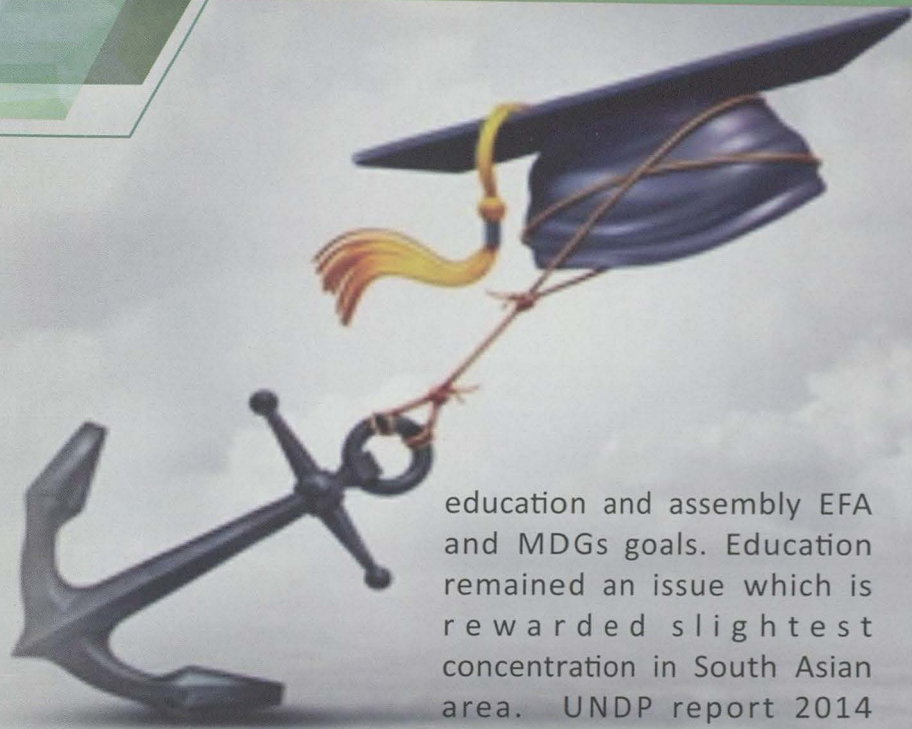
It may not be probable for the administration at the instant to apply regular schooling structure in the state, but a regular prospectus can be launch in learning sectors of the state. This will give equivalent occasions to the pupils of countryside areas to struggle with students of town areas in the profession marketplace.

Since bulk of Pakistani inhabitants settled in rural areas and the admission to education is a main difficulty for

them, it seems practicable that an impartial loom for official and casual schooling be gained. Government as well as non-government institutions should effort collectively to support schooling in rural areas.

Pakistan is not the only state which is facing problems concerning encouragement of

education and assembly EFA and MDGs goals. Education remained an issue which is rewarded slightest concentration in South Asian area. UNDP report 2014 recommend that there has been an development in other essentials of human expansion such as life anticipation, per capita income and human growth index price (in past 3 years); but there has been no development in the amount of education years. The predictable standard for years of education in 2010 was 10.6 years but the real standard of education remained 4.7 for all South Asian states. In the year 2013 the predictable standard of number of years amplified to 11.2 but the definite normal years of schooling of South Asian states remained 4.7. Local assistance method can also be urbanized to encourage education in South Asian area. Allocation achievement stories, making country-specific modifications and their completion can produce optimistic consequences.





NAIN ALI AWAN
THIRD YEAR

EDUCATIONAL PROBLEMS

Education is the process of facilitating learning, or the gaining of data, skills, principles, beliefs, and behavior. Educational methods include teaching, training, storytelling, conversation and directed study. Education usually takes place under the management of educators; however, learners can also educate themselves. Education can take place in official or casual settings and any practice that has an influential cause on the manner one thinks, feels, or acts may be measured educational.

The "education" has been derivative from Latin terms Education" and Educare" means to educate, to carry and to nourish' while educare' means to direct out', so we can say that education is to convey up, to rising and determining up the person aptitude and his internal abilities.

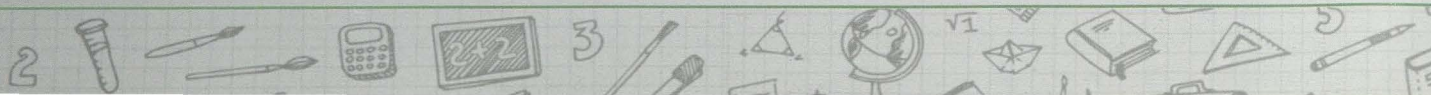
Human is at the climax of culture in this present era. It altered itself from the Stone Age and cave man to the situation of leading and noticing the event in space, hyperspace, and stares and in the deepness of oceans and the earth. Computer modernized the life and universe is now just like a town which is called globalization. It is general reality that the current century is well known for technical discoveries, explore and information machinery. So in this mounting and developing era all is altering and growing daily. So teaching is enduring and energetic procedure. It starts at origin and pursuing all through existence. All life is education and education is life. Problems faced by Education system of Pakistan

Problems:

It is significant to recognize that the evils which delay the

stipulation of education are not just due to issues of administration by management but several of them are extremely fixed in the community and civilizing direction of the citizens. Overcoming the final is hard and would want a transform in manners of the public, till then worldwide main learning is hard to attain.

- Lack of Proper Planning
- Social constraints
- Gender gap
- Cost of education:
- War on Terror
- Funds for Education
- Technical Education
- Untrained Teachers
- Poverty
- Caste system
- Child labour
- Child marriage
- Illiteracy
- The low status of women
- Dowry system
- Alcoholism
- Superstition
- Sanitation and cleanliness
- Religious conflicts
- Beggary



religious minorities, intellectuals, and some farmers, forming a coalition that would be the backbone of the Democratic Party for decades to come.

Roosevelt's leadership during the Great Depression helped make him one of America's most loved presidents.

The Japanese attack on Pearl Harbor in December 1941 led to America's entry into World War II, and the nation's factories went back in full production mode. The depression ended in the United States only when massive spending for World War II began. For consumers, the recovery came with the war's end, when they could again buy products that were unavailable during the war and unaffordable during the 1930s. The depression also played a major role in world events. Europeans were not only haunted by their economic

instability, but by Adolf Hitler himself and his drive to conquer the European continent. In Germany, the economic collapse opened the way for dictator Adolf Hitler to come to power, which in turn led to World War II.

But no matter how short-sighted Americans were throughout much of the decade, the world arrived on their shores in the 1930s. While

Americans were worrying about their economy, Europeans intellectuals, scholars, artists, scientists and filmmakers were running for their lives. And the place they all finally ended in was the United States. Disrupting the power of cultural balance in the western hemisphere, Hitler was responsible for this massive hemorrhage of talent from Europe.

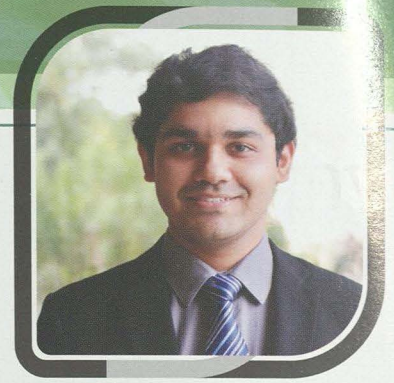
By the end of 1930s New York City and Hollywood had replaced Paris and Vienna as the home of Western culture; just as Washington D.C would replace London and Berlin as the center of western politics and diplomacy at the end of World War II. America had risen again from the catastrophic decade of the Great Depression as the postwar superpower, culturally as well as politically.



THE GREAT DEPRESSION

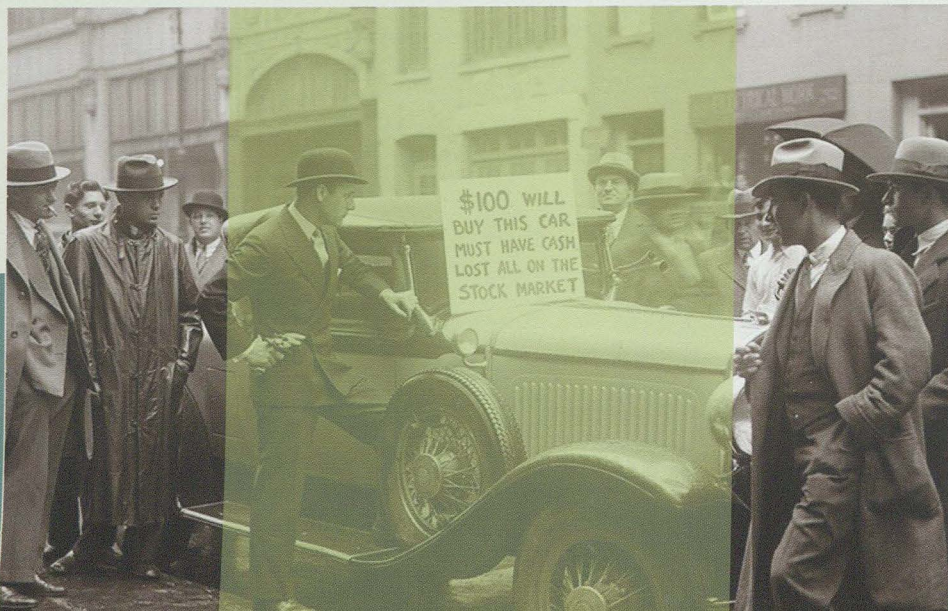
Great Depression in the United States, worst and longest economic collapse in the history of the modern industrial world, lasting from the end of 1929 until the early 1940s. The stock market crashed in October 1929. The Great depression saw rapid declines in the production and sale of goods and a sudden, severe rise in unemployment. Businesses and banks closed their doors, people lost their jobs, homes, and savings, and many depended on charity to survive. On October 24, 1929. A record 12.9 million shares were traded that day, known as "Black Thursday". Five days later, on October 29 or "Black Tuesday" some 16 million shares were traded after another wave of panic swept Wall Street. Millions of shares ended up worthless, completely wiped out.

In just a few weeks, stocks lost \$30 billion in value. In 1933, at the worst point in the depression, more than 15 million Americans—one quarter of the nation's workforce—were unemployed. People who were unemployed could not afford to buy goods. So factories and mills that made goods shut down, and more people lost their jobs. The Great Depression grew worse. People who had no jobs couldn't pay their mortgages. They lost their homes. Homeless people slept in the parks, under bridges, and in sewer pipes during the Great Depression. Consumer confidence was all shattered. By March 4, 1933, every U.S. state had ordered all remaining banks to close at the end of the fourth wave of banking panics. The U.S treasury didn't have enough cash to pay all government workers.



SAAD SLAH-UD-DIN
FINAL YEAR

The Great Depression represented the harshest adversity faced by Americans since the Civil War. The lingering effects of the World War I (1914-1918) causes economic problems in many countries, as Europe struggled to pay war debts and reparations. These problems contributed to the crisis that began the Great Depression: the disastrous U.S. stock market crash in 1929, in history of the industrialized world, which ruined thousands of investors and destroyed confidence in the economy. In 1932, Franklin D. Roosevelt won the election for president by a huge vote, who created the programs known as the New Deal to overcome the effects of the Great Depression. The program of the New Deal also brought together a new, liberal political alliance in the United States. In 1935, a second New Deal was announced, which included the Social Security Act. Roosevelt's policies won the support of the labor unions, blacks, people who received government relief, ethnic and



YOUR HEART IS NEVER TOO BROKEN TO HEAL

Self-love is the need of hour and many of us are oblivious to it. When we stop loving ourselves we start losing happiness and it ultimately leaves us in a pit of depression and anxiety.

There are many examples of people who had to learn the lesson the hard way after going through remorse of wasting time on souls who could not quite understand the depth of your emotions.

Once, there was a kind hearted and loving person who used to care about his friends, colleagues and partners. He was extremely sensitive to their emotional needs, but negligent to his own. He used to go out of the way to help his loved ones at the cost of his own peace and needs. His goal in life was to get best out of relations by making efforts to make them happy. Even though, he was pushed away and disrespected many times, he still fought to keep those relations going with perseverance, as there was no sin greater to him than to let go of a loved one. As the days passed, he started to regret and despise his own emotions. Ultimately he got swallowed by the depths of depression, when his own emotions and joy were

betrayed by none other than his own self.

With the passage of time he began to learn, the meaning of life and the secret to dealing with people.

He then discovered that the joy and happiness he had been searching for elsewhere resided in his heart and soul. And that was what he actually needed all along.

He began to care for his own self. He put himself first. Gave his needs priority. And accepted his emotions without judging them. He embraced his whole self. And this was the idea of self-love after all. For the first time in a long time he indulged in activities that actually made him happy. He established friendships with people who



ASHIR SALEEM
FOURTH YEAR

cherished him for him and started to let go of those who were toxic. He let go of other people's opinions and followed his heart. Having ample time to heal, his depression was now in the past.

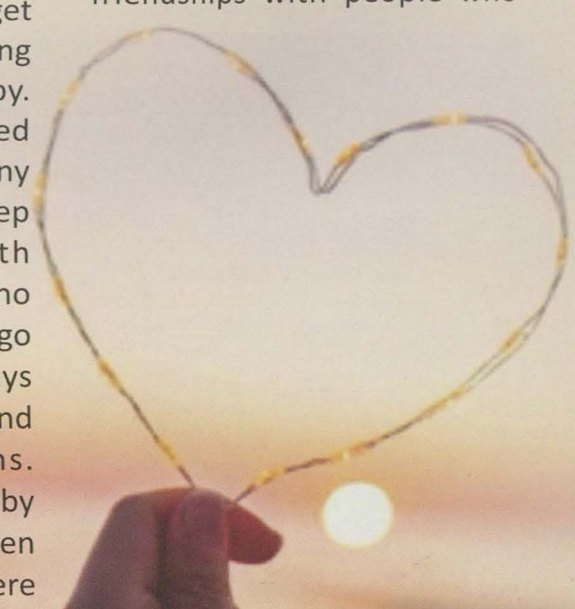
The only cure to depression and anxiety is not just pills and long therapy sessions. These demons will never let go until you step up for yourself and let go of toxic relationships and habits.

Always set your useful priorities carefully and put yourself first.

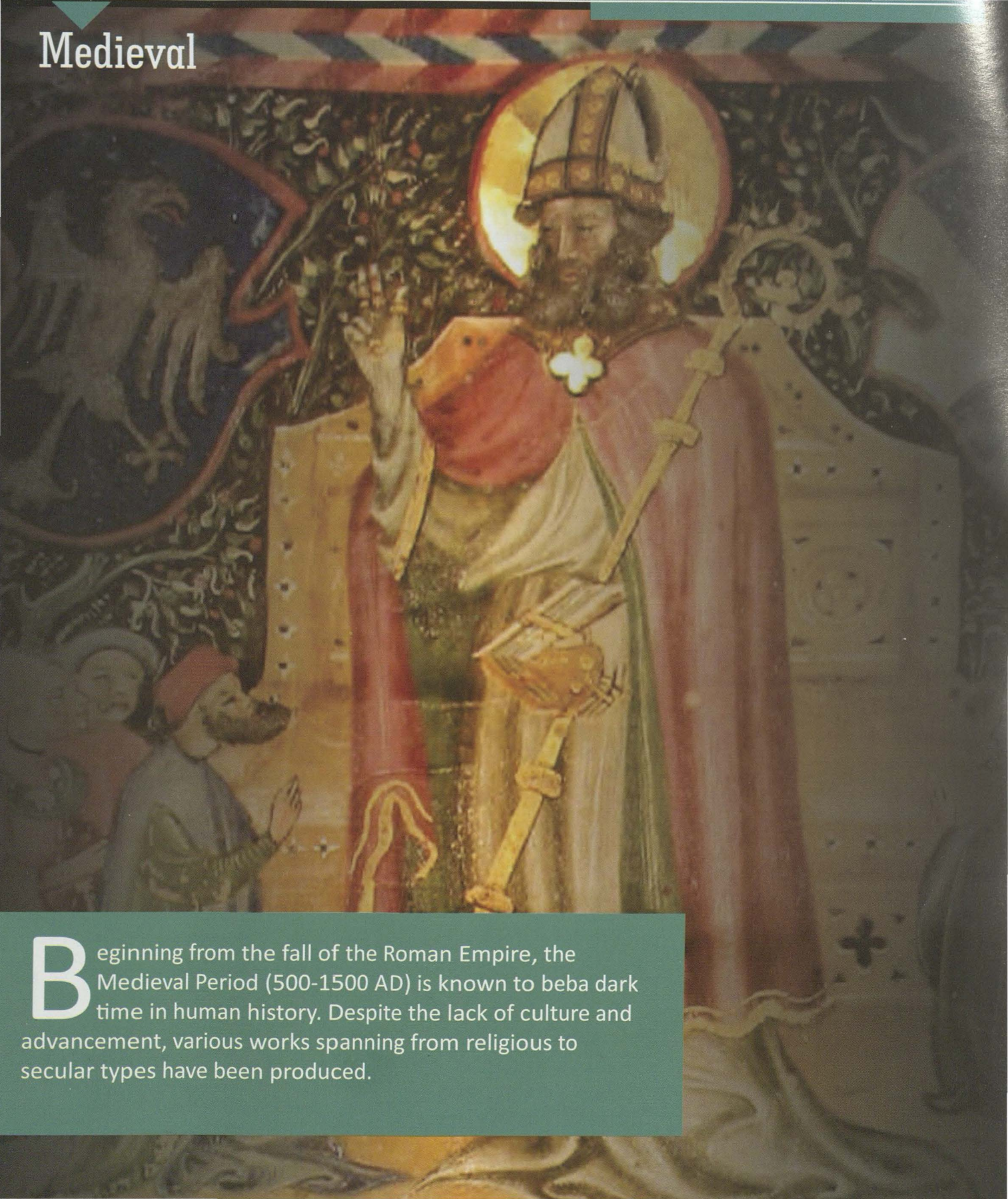
Everyone has some regrets about past. But the key is to let go and move on. Forgive yourself and accept yourself.

Don't get yourself stuck in a vicious cycle of disrespect and apologies just because you think you have been committed into a relationship. The pain is temporary but you're the one making it permanent. Be loyal to yourself first. Staying in a toxic and disrespectful relationship is not loyalty but merely self-harm.

Your heart is never too broken to heal.



Medieval



Beginning from the fall of the Roman Empire, the Medieval Period (500-1500 AD) is known to be a dark time in human history. Despite the lack of culture and advancement, various works spanning from religious to secular types have been produced.

HOW TO FILL EMPTINESS OF HEART.

It is often said that you don't feel the sadness or emptiness when you are regular in your prayers. But that's not the case because there are a lot of people out there who can't reconcile themselves for, they feel that hollowness, when they embark upon spiritual journey.

Basically, anyone when separated from his origin, it leaves a hole in him. So is the case with human beings, when a person is born, a hole is perforated in his heart due to separation from the world of divine love. Throughout the life while stumbling upon this quest, the person tries to fill that void. Sometimes by careers, limelight, wealth, status and attachments with people. Most of us strive to satiate our starvation by attachments and relationships. And then expecting so much from them but when we are let down by people our own

vulnerability increases, digging the hole deeper. In this way we seek from them the thing they can't give and it never feels enough. So, the hole must be filled by confiding in the divine love of Allah Almighty whose powers are infinite.

This is the turning point when you start losing attachments. It's the part of the process when you have to fill the vessel of heart with the love of Allah, so firstly it will be emptied of all dependencies on Dunya. During this phase, a sadness sweeps over the heart because it's breaking away from Dunya and you see it now for what really it is. At this point you have an empty heart with a lurking, painful feeling. It gets filled gradually when your strings become stronger with Allah.

In Quran, Allah mentions the establishment of prayer as a cure. It occurs when prayer is



KASHAF NAVEED
SECOND YEAR MBBS

deeply rooted in your heart. In the beginning of your spiritual journey, you start filling it but still there's some void when you slack in your prayers and remembrance. So, the heart needs a lot of filling to be at peace. The very time we feel desperation or obsession with something, it's a warning that we are not filling our hearts properly. So, everything that you carry in a mere vessel of heart holds value and carries beauty of what you possess in it. So, prayer is the only medicine for broken soul and it's the only way you heal in the true terms. Irrespective of all the demons you keep inside, you just have to tear your heart out of chest and submit it to the one All knowing.

AL MUSSAVIR

Okay, let's begin from the start. Our vehicle stopped working as per requirement of every road trip ever. Everyone around me was busy in his/her attempts to capture those moments in their gadgets, and there I was, standing at a spot, not doing any of that. Instead of capturing it in a static photo, in a temporary device, I wanted to engrave every moment in my memory, living, breathing and with all its colors forever.

The overwhelming ambience of the moment detached me from the knowledge of existence of people around me, rendering me impervious to feeling anything and yet exposing me to feeling it all.

I sensed as someone came to sit by me, and started saying something that was too difficult for me to focus on, because I was too captivated by the sight around me. Perhaps, for the people around me, the sight was merely of giant rocks and mountains nailed into the earth, but it took my words away, and with them, maybe a

part of me too.

Untangling myself from the trance of it all, I turned towards my friend and asked, "What do these mountains make you feel?"

"When I look at them, I cannot help but marvel at how all these mountains have been standing here for thousands and thousands of years, how these rivers have been flowing through them ever since and these pine trees have been standing straight up 50 ft high on these mountains against all the rules of gravity.

God has articulated all of this in such a specific manner it that looks like somebody came up with an architectural design to align everything in its place, making it look like a piece of an elaborate art show.

They strengthen my belief that He truly is 'Al Musavir' and seeing that all of this has stood the test of centuries, and still persists in all its grandeur puts a feeling of humbleness in you and makes you realise what a tiny little thing a human being is in front of all of this.

I mean, what is there for a



HAFSA MANZOOR
FINAL YEAR

person to be proud of when he is such a small part of this Huge and Divine Nature that God has created?"

He then asked the same question from me, and I remember feeling speechless, unable to utter anything in praise of Divine Supremacy in such articulate words. So, I just told him I was in awe and wanted it to remain that way, to keep it not as an ordinary memory but as one of witnessing the greatest of Almighty.

Beneath the bluest of skies, surrounded by highest of mountains, we sat silent, lost in our own thoughts, convincing our respective cortices to fix the moment permanently in our hippocampuses forever.

understand it by just looking at it, it requires us to open our hearts and minds having a firm belief that He indeed is sufficient for us in everything we do. It is the natural tendency of a human being to rely onto anything that seems to be comforting us in life. A human being is made like this, we are naturally weak and are always looking for support, anything to share our burden with, anything to lean on whether it be other humans or any material thing. But what we fail to realize is that other humans and other material things aren't made to be able to give us the support that we truly need, because they are also dependent on others and nothing is perfectly self-sufficient in this world except Allah 'Al-Ghani'-'the self-sufficient'. Only His divinity is perfect in this world and only something that is perfect itself can satisfy a human being. Once in our hearts we accept that Allah is our only support and He is enough for us we don't need anything else to comfort us through our dark days and to get us through anything that life brings in front of us.

Any challenge, any difficulty that comes our way is a test from Allah and if we take Allah to be our guide then who else could guide us through that difficulty better than the one who brought it in front of us in the first place ? It's like asking your examiner to help you pass the exam knowing that he himself set up the questions and only he knows the best answers to the questions that he has asked. There doesn't remain any chance of failing the exam if the examiner is solving the questions for you. Same goes with Allah and this life. Allah brought us in this life and everything that comes in front of us comes from Him and if He's the one we're relying on to get us through this life and He is on our side then who can stop us or bring us down? Like Allah Himself says "IF ALLAH SHOULD AID YOU, NO ONE CAN OVERCOME YOU" (3:160)

We only need to put our firm faith in Him and the message that He asked His Prophet (SAW) to deliver to us through The Quran that He sent down so we don't fall astray and have a right path to follow in this worldly life that would lead us to our permanent resting place

which is far far superior than this earthly life and is much more beautiful and has everything in it for the true believers, it's a perfect gift for the true believers fashioned by the 'Al-Musawwir' himself.

May Allah guide us all on that straight path and by His eternal help give us all the good of this world and the hereafter. Ameen!



حَسْبُنَا اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْمُؤْتِمِرِينَ

"Sufficient for us is Allah and (He is) the best of disposers". (3:173)

The other day I was sitting in one of my ward rotations, nothing much was happening and we were waiting for our facilitator to come when I saw this ayyah written on the wall in front of me. It reminded me of the time when I was stranded inside my room in isolation last year and didn't know what I can do to get my head out of the depression hole that my room was becoming with each passing day. And after trying everything I could think of and failing to get out of that state I eventually ended up listening to some Quran translations which a friend had sent a few days ago. I had heard that He is the All Hearing but I felt it inside me as if He 'As-Samee' had heard me even when I hadn't even asked this from Him and brought this to me. Like only the creator knows what it's creation needs.

I was never a very religious person and had never tried to explore the Quran like how I was doing at that time. It was the first time ever the words of Quran were getting inside my head, not just the head but they were tearing my soul and shaking me to the very core of my existence as if I could feel these words are coming straight from My Lord, the creator of this universe, the bringer of peace and they came at that time when I needed them the most, when my heart was the most unsettled that it had ever been. It felt like it was all a setup made by the one who planned to bring me to that place where my heart was soft enough to accept His message and affirming my belief in Him being the best of the planners. It was



MOIZ RAFI KHAN
FINAL YEAR

then when I truly believed that only He could've helped me through this situation and when His help came I felt like I didn't need anything else and what came to me from Him was well and truly Sufficient for me.

Allah's work is a fine piece of very complicated yet very simple art but we cannot

Anglo Saxon



The Anglo-Saxons (410-1066 AD) who lived in the early middle ages are known to be the founders of English Literature. Fierce and talented, they produced epic poetry, hagiography, riddles and religious sermons. One of their most notable works include "Beowulf".

CONTENTS

ISLAMIC 01

HasbunAllahu Wanimal Wakeel	02
Al Mussavir	04
How to fill emptiness of heart?	05

ARTICLES 06

Your heart is never	07
Too broken to heal	
The Great Depression	08
Educational Problems	10
I never left	12
Colorism-Ivory over Chocolate	14

SHORT STORIES 15

In the name of Freedom	16
The End	18
Unrestrained	20
Euneirophrenia	21
Let her Breathe	22
Winter turns into spring	24
Earth taking a break	25

POEMS 26

Forfeiture	27
It's all gonna be over soon	28
Nostalgia	29
Justice	30
To her in heaven	31
Let's just pretend	32
Fallen	33
Scars that speak	34
A moment of weakness	35
Angels	36
Behold Crony	37
Hope	38

INTERVIEWS 39

Ibrahim Sajid	40
Dr Usman T. Malik	45
Dr Saleem	51
Dr Uzma Waseem	53

HUMOR 55

Pride of Shalamar 2.0	56
20 years from now	57
Survival guide	58
Crossword Puzzle	59
Comics	60
Memes – Shalamar Version	62
Shalamar Twitter	64

BOOK REVIEWS 66

'Midnight Doorways'	67
by Usman T. Malik	
'Our Bodies, Their Battlefields'	68
by Christina Lamb	
'A Thousand Splendid Suns'	70
by Khaled Hosseini	
'Man's Search for Meaning'	71
by Viktor Frankl	

CAMPUS BUZZ 72

Dramatics	
SAPC	
Literary society	
Sports	
Music Society	
5th International Conference	82
Convocation'19 –Dr Saadia	84
Convocation'20 – Dr Saadia	85

TRIBUTE 86



EX-CHIEF EDITOR

Dr. Faiq Ahmed

My stint in the editorial board was a source of personal growth and joy, something to look back on with nostalgia and glowing pride. I was able to polish my art, creativity and linguistic skills, learn from new team members and share what I knew in producing a well-rounded product, and I can never thank the Principal and Dr Wajid enough for trusting me with the responsibility of this enterprise.

Accrediting this year's editorial board is no hardship as they are a bunch of handpicked, hardworking and innovative students. They've done a fabulous job with this year's magazine- from the editors, Saad, Anoosha and Osama, to all the junior members. I'm proud of the spirit of cohesion that bloomed in their midst and I hope that you enjoy the 7th edition of Axon as much as I did.

EDITORIAL BOARD

SMDC



Sitting (Left to Right)

Anoosha Rasool, Prof Dr M.A Wajid, Prof Dr Zahid Bashir, Saad Slah-ud-Din, Osama Riaz

Standing (Left to Right)

*Fawad Ahmad, Aamina Sajid, Maha Khalil, Abdullah Iqbal, Ashir Saleem, Nimra Ashraf,
Mahnoor Rehman*



Fawad Ahmad
English Sub-Editor

"Don't fight, but thrive for your dazzling future splendidly by keeping your committed ones close to you, grinning & dancing with all your heart."

Aamina Sajid
English Sub-Editor

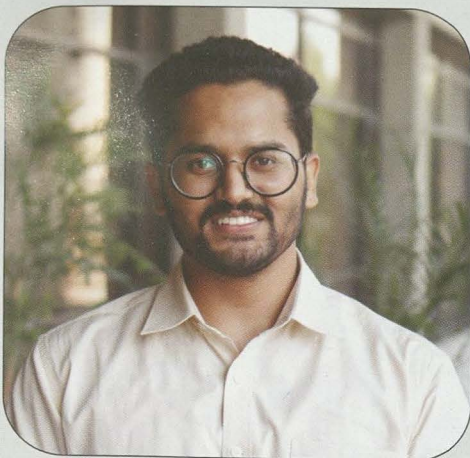
Only if you've been in the deepest valley, can you ever see how magnificent it is to be on the highest mountain

- Richard M. Nixon



Abdullah Iqbal
Media Manager

"Ego is the enemy"



ENGLISH EDITORIAL BOARD



Saad Slah-ud-Din
Chief Editor

"Knowing how to be solitary is central to the art of loving. When we can be alone, we can be with others without using them as means of escape."

- Bell Hooks.

Anoosha Rasool
English Editor

"No one who has ever done anything worth doing has gone uncriticized."

- George Saunders



Maha Khalil
Assistant English Editor

"I feel a thousand capacities spring up in me. I am rooted but I flow."

-The Waves



FROM THE ENGLISH EDITOR ANOOSHA RASOOL

Every submission is unique in its way and serves as a doorway into the thought process of the people making up our community. It is always heartening to read and work with the views of so many people and collect them in one edition.

When I joined Axon as a Sub Editor, it came with its set of responsibilities, and rising to be the Editor was an achievement that will always be close to my heart. Becoming the Editor, came along with new challenges, and working through them, with the support of my seniors and team members was an excellent opportunity to develop the skills for current and future academic endeavors.

Compiling the 7th Edition of Axon was an exciting journey, filled with new experiences and

learning opportunities.

With the constant hard work of our team and unfaltering support of the Chief Editor, Saad Salahuddin, we put together this Edition, including the content worth two years.

Finally, any foreword would be incomplete without the mention of our esteemed Patron Axon, Dr. Wajid who created this platform to allow students to express their creativity through words and art, and revered Principal, Dr. Zahid Bashir, who has always supported the hard work of his students and prompted them to push the limits of achievement. Both of them have played a significant role in permitting us to make Axon better with every Edition.

We hope you enjoy reading it just as much as we enjoyed making it for all of you!



FROM THE EDITOR-IN-CHIEF

SAAD SLAH-UD-DIN

It is a great honor to assume the role of Editor-In-Chief of AXON. It is one of the noblest and privileged positions to be associated with. This post had always fascinated me and I am really honored to have the chance to embark on this journey and lead the Editorial board. I am thankful to Prof. Dr. M.A. Wajid, Patron AXON, to have entrusted me to be in this place of huge responsibility. I'm extremely grateful to Prof. Dr. Zahid Bashir, Principal SMDC, for his constant support and appreciation for our endless efforts.

Starting my journey in AXON as the subeditor till becoming the Editor-In-Chief, has been a lifetime experience in many ways. I had the opportunity to learn so much from everyone including my seniors and my team, it has been a novel experience. I am exceedingly grateful for the guidance and

support of the Ex-Chief Editor, Dr. Faiq Ahmed. I wouldn't have been able to pull this off without him by my side.

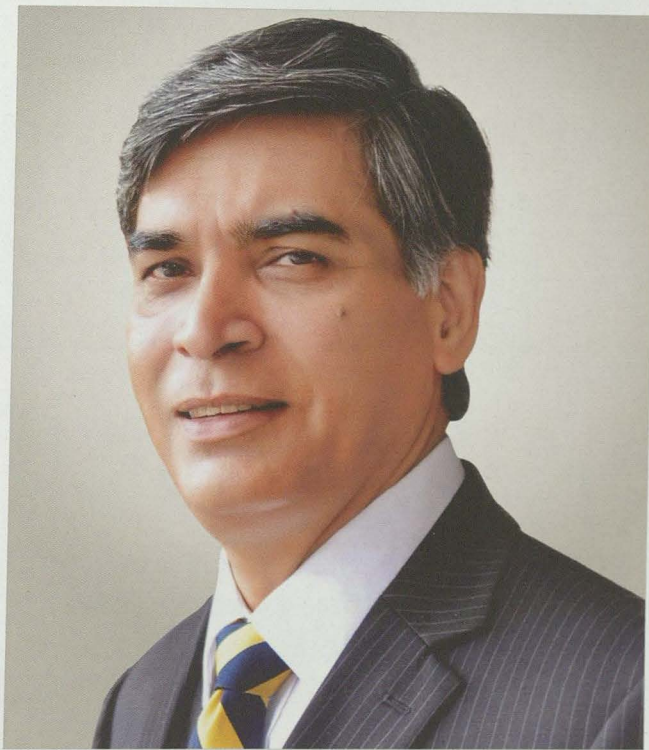
The editorial work is a yearlong tiresome process including choosing, reviewing, editing, and designing the submission; and it all requires dedication and commitment. It has been a cumbersome but fruitful year as the end product is ready, and it represents our hard work & makes it worthwhile. I am indebted to my Editors, Anoosha Rasool and Osama Riaz for their massive contribution.

It is always our wish, and the editorial board seeks to take AXON even further ahead every year, making it better than ever before. Following the tradition, this edition offers a rich collection of articles and stories which speak for the interest in literature our institution



possesses. We have also covered our activities from the previous year as we missed our issue of 2020. Conducting Interviews over zoom while observing the COVID SOPs has been a new enthralling experience. Finally, we pay our tribute to all the front-line workers of Shalamar who have stood up in the most difficult time we have witnessed.

It is with profound pleasure, humility, and anticipation that we inaugurate the latest edition of AXON. With all being said, welcome you to our best ever AXON, the 7th Edition-2021. I hope you like it as much as I do!



PATRON-AXON

Medical community has been facing an unprecedented period in our life-time.

The COVID pandemic has disrupted our lives and the world we live in. The effects have been diverse and consequential. The pattern of life as it emerged after the last major global event- world war II- has been disrupted again to its core.

COVID- due to its infectious spread- has forced us to think and find new ways of doing work without physically being at the same place.

Like any major event of global scale, this new way of life- of lockdowns and social distancing- has its own challenges and our college magazine has been no exception.

The first impact has been that we were not able to publish the magazine last year and hence this is combined magazine for year 2019-20 and 2020-21.

Doing so, brought its own challenges but our new Editorial board has worked very hard- despite limitations- to bring a very balanced magazine.

The continuous support from Principal, Prof Zahid Bashir and college administration has been a great motivator to continue this task.

The pandemic with its unpredictable context rages on, however we have to manage uncertainty and live with this unpredictability with the best of our innovations and fortitude.

Wish you all a safe and healthy future.

Prof M A Wajid FRCS, FRCS(Tr & Orth)



PRINCIPAL

Prof. Dr. Zahid Bashir

I feel honoured to bring forward our Annual SMDC Magazine “AXON-2021” to the light. It is an incredible opportunity for the students to spring up with their contemporary thoughts and to express their aesthetic ideas which bloom their innovation.

For any educational institute, it's always promising to dream up about its students, outshining in all aspects of life by moulding them into sound human beings as well as productive members of society. Shalamar Medical and Dental College delivers an enchanted blend of classical and modern educational strategy to undergraduates so that they may achieve excellence while retaining the beauty of the mind and intellect as well as of the soul.

I wish all the board who put a collective and meticulous struggle to come up with this remarkable piece of collection. With persistent efforts on the part of team AXON, Annual SMDC Magazine “AXON-2021” will assuredly reap a commendable slot.

Good Luck!

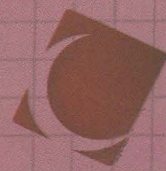
Celebrating 7 years of Axon



2021 edition of Axon is focused on
"The Great Personalities and their accomplishments in various eras of history"

The history of humankind with its note-worthy events and its renowned personalities is the foundation of the civilization we currently reside in. History is the artist that has painted today's world with intricate details and has enhanced our lives with the efforts of those that dwelled in that era through their great inventions, pieces of art as well as writings. Keeping this significance in mind, team Axon decided to dedicate this edition through art and composition to all the people who made our lives worth living.





Shalamar
Medical & Dental College

AXON

7TH EDITION
2021

